ادْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

ابرارِ خطابت

مصنّف

قاری ابرار احمد قادری
(فاضل علوم عربیہ)

حصہ سوم

علی برادران تاجران کتب
ارشد مارکیٹ، جھنگ بازار، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ط

ابرارِ خطابت

حصہ سوئم

المعروف

فیضانِ خطابت

مصنف

قاری ابرار احمد قادری

(فاضل علوم عربیہ)

علی برادران تاجران کتب

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار، فیصل آباد، فون: ۶۳۴۷۱۷

نام کتاب ـــــ ابرار خطابات (حصہ سوم) فیضانِ صحابہ
مصنف ـــــ قاری ابرار احمد قادری
کتابت ـــــ عبدالعزیز فیصل آباد
طباعت ـــــ
طابع ـــــ علی اکبر، محمد عامر
ناشر ـــــ علی برادران ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد
پروف ریڈنگ ـــــ حاجی نذیر احمد نعمانی
سائز ـــــ ۲۳x۳۶ / ۱۶
تعداد صفحات ـــــ ۳۰۴
قیمت ـــــ ۷۵/- روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ رضویہ جامع مسجد انوارِ لاثانی
گلی نمبر ۷۔ رضا پارک منصور آباد

شبیر برادرز، ۴۰۔بی اردو بازار، لاہور

اِنتساب

امام المتقین، قائد الغر المحجلین، دامادِ سید المرسلین، شوہرِ سیدۃ النساء العالمین، والدِ سید الشہداء:
محبوبِ محبوبِ رب العالمین، اخی رسول، تاجِ بتول فاتحِ اعظم، بابِ دارالحکمۃ، بابِ مدینۃ العلم، بحرِ سخا وکانِ علم، قاتلِ کفار، ابوتراب، بینارالایمان امام الاولیاء، تاجدارِ اصفیاء، شہسوارِ عرصۂ فقر و غنا

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ
کی بے مثل شجاعت کے نام!

ادنیٰ غلام غلامانِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قاری ابرار احمد قادری

نذرِ عقیدت

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، واقفِ رموزِ حقیقت

مُبلّغِ عالمِ اسلام حضرت
علامہ الحاج، الحافظ پیر **محمد حیدر شاہ** صاحب (مدظلہ العالی)
سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈھوڈا شریف (گجرات)

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

گدائے دربارِ عالیہ ڈھوڈا شریف

قاری ابرار احمد قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

اللہ رب العزت جل جلالہٗ و اعظم شانہٗ خالقِ ارض و سمٰوٰت ہے ـــــ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے ـــــ مکین و مکاں کا خالق ہے ـــــ این و آں کا خالق ہے ـــــ فرش و عرش کا خالق ہے ـــــ بلندی و پستی کا خالق ہے ـــــ شرق و غرب کا خالق ہے ـــــ شمال و جنوب کا خالق ہے ـــــ بحر و بر کا خالق ہے ـــــ برگ و ثمر کا خالق ہے ـــــ شجر و حجر کا خالق ہے ـــــ جن و انس کا خالق ہے ـــــ چرند و پرند کا خالق ہے ـــــ المختصر تمام جہانوں کو عدم سے وجود میں لانے والا ذات وحدہٗ لاشریک ہے ـــــ یہی وجہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز اس کی وحدانیت کی شاہد ہے۔

وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ اٰیَۃٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کارفرما ہے
جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے
مگر یاد رہے کہ اس خالق حقیقی نے کسی چیز کو بھی بے مقصد
پیدا نہ فرمایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ	اے ہمارے رب تونے
هٰذَا بَاطِلًا	اسے بیکار نہ بنایا۔

(پ ۴ رکوع ۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ ہر کام
میں ایک راز ہے۔ لیکن ہر چیز کی قدر اس کی ضد سے پہچانی جائے گی۔
یوں سمجھیں کہ صحت کی قدر بیماری سے ہوگی ــــ سائے کی قدر دھوپ
سے ہوگی ــــ پھول کی قدر کانٹے سے ہوگی ــــ
دن کی قدر رات سے ہوگی ــــ سکھ کی قدر دکھ سے ہوگی ــــ
آرام کی قدر بے آرامی سے ہوگی ــــ سکون کی قدر بے سکونی سے
ہوگی ــــ چین کی قدر بے چینی سے ہوگی ــــ
راحت کی قدر غم سے ہوگی ــــ خوشحالی کی قدر غربت و افلاس
سے ہوگی ــــ رحمت کی قدر زحمت سے ہوگی ــــ تو نتیجہ
یہ نکلا کہ ہر چیز کے پیدا کرنے میں ایک نہ ایک حکمت ضرور ہے اور پھر یہ ہے
بھی حقیقت کہ ہر چیز کو کسی نہ کسی مقصد کیلئے بنایا جاتا ہے۔ ہر چیز کی کوئی نہ
کوئی غرض و حاجت ہوتی ہے۔ مثلاً ٹیوب بنائی گئی ہے روشنی کے لئے

ــــ پنکھا بنایا گیا ہوا کے حصول کیلئے ــــ مکان بنایا گیا
رہائش کیلئے ــــ دکان بنائی گئی روزگار کے لئے ــــ
ثابت ہوا کہ ہر چیز کی ایک غرض اور حکمت ہے۔
آیئے بارگاہِ الٰہی میں انتہائی عاجزی و انکساری سے عرض کریں۔
کہ مولا تونے یہ زمین و آسمان ــــ فرش و عرش یہ دنیا کس لئے بنائی
تو جواب ملتا ہے ــــ کہ یہ دنیائے جہاں کی رونقیں ــــ
یہ جمادات و نباتات ــــ یہ چاند ستاروں کی دمک ــــ
یہ دنیا کی باغ و بہار ــــ یہ بارونق محفلیں اپنے پیارے
محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و شان کے اظہار کے لئے
سجائیں گئے۔

کی کی نہ کیتا یار نے اک یار واسطے !
رب محفلاں سجائیاں نیں سرکار دا واسطے
دِل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زبان
اکھیاں بنائیاں سوہنے دے دیدار واسطے

کسی نے یوں کہا:۔

تم سے جہاں کا وجود تم سے کھلا بابِ جود
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود !

اسی لئے تو فرمایا:۔

لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ	اے محبوب اگر تجھے پیدا
الرَّبُوْبِیَّۃَ۔	نہ کرتا تو اپنا رب ہونا بھی
(حدیث قدسی)	ظاہر نہ کرتا۔

محترم قارئین ! اس عظیم ہستی کا کیا کہنا۔ جس کا ذکر خود خداوند
لم یزل کرتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۔ اور ہم تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند
کر دیا۔ زندگیاں تو ختم ہو سکتی ہیں مگر اُس محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی شان کما حقہٗ بیان نہیں ہو سکتی۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر !

بلکہ شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک باب بھی
پورا نہیں ہو سکتا۔

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اِک باب بھی پُورا نہ ہوا

قارئین ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے پیارے حبیب
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ و وسیلہ سے مجھے فخر ہے کہ حضورِ
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادنیٰ ثناء خوانوں میں نام آگیا
یہ سب میرے مُرشدِ برحق کی نگاہِ فیض کا ثمر اور آپ کی دُعاؤں کا صلہ
ہے۔ ابرارِ خطابت حصہ اوّل و دوم کے بعد فیضانِ خطابت آپ
کی خدمت میں پیش کر کے انتہائی خوشی محسوس کر رہا ہوں اور
میں اپنے ان معزز قارئین کرام کا مشکور ہوں۔ جنہوں نے
تصنیف کے سلسلہ میں میری حوصلہ افزائی فرمائی اور مجھ ناچیز
کی پُر تقصیر تحریر کو پسندیدگی زیور سے آراستہ کیا۔ آخر میں
دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس سعیٔ جمیل کو قبول فرمائے۔ میرے

اور میرے والدین و اساتذہ کرام کے لئے ذریعۂ نجات
بنائے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ
واصحابہ اجمعین ٥

طالبِ دُعا

قاری ابرار احمد قادری

خطیب جامع مسجد انوارِ لاثانی (رجسٹرڈ)
گلی نمبر ۷ روضہ پارک۔ منصورہ آباد فیصل آباد

۴۔ اپریل ۱۹۹۴ء بروز بدھ

فہرست

حلاوتِ دل و جاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
جمالِ حسنِ بیاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ ہفت ارض و سماوات اگر ہوں میزاں میں
تو بالیقیں ہے گراں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جو کفر سارے جہاں کا مقابل آ جائے
نہ چھوڑے نام و نشاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

ورود درِ جنّتِ فردوس کا مُبارک ہو
اگر ہے وردِ زباں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کسی نے پُوچھا کہ جنّت کی بھی ہے کچھ قیمت
تو مصطفٰے نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جو چاہو کھولنا جنّت کا دَر یہ کُنجی لو
پڑھو بصدق و صفا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کچھ آج کل سے نہیں ہے یہ کلمہ توحید
لکھا ازل میں گیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

حدیث میں ہے جو اَرض و سما سے وزن کریں
رہے گا سب سے بڑا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

ہزار سال کے شرک و کُفر کی ظلمت
دے ایک ہی دم میں مٹا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

ثبوت وحدتِ حق ہے جو لفظ اِلَّا سے
تو نفی غیر ہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فضائل بسم اللہ شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِ الْوَرٰى صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى بَدْرِ الدُّجٰى شَمْسِ الضُّحٰى نُوْرِ الْهُدٰى مُحَمَّدِنِ الْمُجْتَبٰى الَّذِىْ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (پ۲۸)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ وَالْاَمِيْنُ ۝

سرجن ہار ستار غفار خالق واحد پاک توں تیری مثال کوئی نئیں
کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر ہے ذات تیری تیرے واسطے کم محال کوئی نئیں
تیرا باپ کوئی نئیں تیری ماں کوئی نئیں حاجت کوئی نئیں تے خیال کوئی نئیں
باجھوں حکم تیرے ذرہ کرے جنبش پیدا ہوندا ایہہ کدی سوال کوئی نئیں
تینوں قید کوئی نئیں سب تھیں توں اکبر کائنات وچ تیرا شریک کوئی نئیں
تیری شہنشاہی فرش عرش اُتے تیرے جیہا حکیم باریک کوئی نئیں
تاجوراں نوں کریں گدا پل وچ تیرے حکم نوں سکدا ٹال کوئی نئیں
دیویں سونپ حکومتاں بردیاں نوں تیرے حکم اگے قیل و قال کوئی نئیں
بے عیب کریم سلطان ہیں توں سدا توں رہنا ماضی حال کوئی نئیں
تیرے جیہا بخشنہار کوئی نئیں میرے جیہا نا گنہگار کوئی نئیں
وحدہٗ لاشریک ہے شان تیری تیری بارگاہ جیہا دربار کوئی نئیں
نام لیوا میں تیرے محبوب دا ہاں شرمسار ہاں ہور کمال کوئی نئیں
کوئی انت نئیں تیریاں قدرتاں دا تیرے حکم نوں سکدا ٹال کوئی نئیں
تیرا فضل درکار سردار نوں میں ہور کسے وی چیز دی لوڑ کوئی نئیں

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید، فرقان حمید کے اٹھائیسویں پارے کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کا ذکر ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ اور وہی عزت والا اور

حکمت والا ہے۔ (پ ۲۸، رکوع ۱۳)

کائنات کی ہر چیز جس میں جن وانس ___ چرند پرند ___
کیڑے مکوڑے ___ شمس وقمر ___ شجر وحجر ___
برگ وثمر ___ بحر وبر ___ جمادات ونباتات ___
شرق والے ___ غرب والے ___ شمال والے ___
جنوب والے ___ جنت کی حوریں ___ ملائکہ مقربین ___
غلمان ورضوان ___ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

نور ذات دا کون و مکان اندر!
ذرے ذرے اندر ڈھلکاں مار دا اے۔
بیان نظر تھیں ویکھیں تے پتہ لگے
شاہد ہر پتہ سر جہار دا اے!
سجدے کرن اوہنوں شاخاں چمن اندر
ہر اک پھل جپدا نام یار دا اے
سرکش ہو کے انسان شیطان وانگوں
حاتم کاغذی بیڑیاں تار دا اے

کسی نے یوں کہا:۔

پتہ پتہ ڈالی ڈالی وچہ چمن آکھے مالی
نالے پڑھدا اے ہر غنچہ وگل سبحان اللہ سبحان اللہ

حضرات! کائنات کا ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ علیحدہ بات ہے کہ ہم ہر چیز کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (پ ۱۵، رکوع ۴)

تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے ان میں ہیں سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح خوانی کو سمجھ نہیں سکتے بیشک اللہ تعالیٰ حلم والا اور بخشنے والا ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا کہ ہر چیز خواہ جاندار ہو یا بے جان اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ حتیٰ کہ دروازے کی چرچراہٹ اور چھت کے ٹوٹ کر گرنے کی آواز بھی تسبیح وتحمید کرتی ہے۔ چنانچہ استن حنانہ کا واقعہ اس پر شاہد ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تکیہ ہٹایا تو اس سے آہ وفغاں کی آوازیں آنے لگیں۔

کھجور کا رونا:۔ حضرت جابر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں منبر شریف بننے سے پہلے کھجور کا ایک ستون تھا۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پشت انور لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ منبر بننے کے بعد جب آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اس ستون سے دردناک لہجے میں رونے کی آواز آئی۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

سہ اُستنِ حنانہ در ہجرِ رسولؐ!
نالہ می زد ہم چو اربابِ عقول

اُستنِ حنانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جُدائی میں عقلمندوں کی طرح آہ وفغاں کرنے لگا۔ تو

فَنَزَلَ النَّبِیُّ حَتّٰی اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَیْہِ۔	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اس پر اپنا دستِ اقدس رکھا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

تو اسے سکون مل گیا اور وہ چُپ ہو گیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس کو سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا ہی رہتا۔ پھر آپؐ نے اس کو کٹوا کر منبر شریف کے نیچے دفن کرا دیا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶)

پہاڑ کی حرکت

:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ابوبکر، عمر، اور عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہم احد پہاڑ پر چڑھے تو،

فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدٌ۔	احد حرکت کرنے لگا تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے پاؤں مبارک کی ٹھوکر مار کر فرمایا، اے احد ٹھہر جا یعنی حرکت بند کر دے،

کیا تو جانتا نہیں کہ تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۲۰)

حضرات! اس سے ایک تو یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی صداقت اور حضرت عمر فاروق و حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کی خبر دی۔ دوسرا یہ بھی پتہ چلا کہ پتھروں اور پہاڑوں میں بھی ایک خاص نوعیت کی قوتِ گویائی وسماعت ہے۔ جس خداداد قوت سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ فرمانِ خداوندی ہے۔

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ۔ (پ ۱۷۔ رکوع ۵)	اور ہم نے مسخر کر دیئے داؤد کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور پرندے بھی۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ (پ ۲۲ رکوع ۷)	اور بے شک داؤد کو ہم نے اپنی طرف سے فضیلت عطا کی اے پہاڑو داؤد کے ساتھ تسبیح پڑھو اور پرندو تم بھی۔

چنانچہ جب حضرت داؤد علیہ السلام پہاڑوں میں گھس کر اللہ کی تسبیح کے ترانے گاتے تھے تو جس طرح آپ تسبیح کرتے تھے ویسے ہی پہاڑ بھی تسبیح بیان کرتے تھے۔

پہاڑ کا خوش ہونا

:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہاڑ دوسرے پہاڑ سے پکار کر دریافت کرتے ہیں۔ کیا تیرے اوپر سے کوئی آدمی اللہ تعالے کا ذکر کرتا گزرتا ہے۔ تو جب پہاڑ ہاں میں جواب دیتا ہے تو پوچھنے والا پہاڑ خوش ہو جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری صہ ۷۷ جلد ۹)

کھانے سے تسبیح کی آواز

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ دوران سفر پانی ختم ہو گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ بچا ہوا پانی تلاش کرو۔ چنانچہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے اس میں اپنا دستِ مبارک رکھ دیا اور فرمایا آؤ وضو کرو، پیو۔ یہ بابرکت طیب وطاہر پانی اللہ کی طرف سے ہے، اور میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک انگلیوں میں سے پانی کے چشمے چل رہے تھے۔

وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔ (بخاری شریف)

اور جب ہم آپ کے روبرو کھانا کھاتے تو کھانے سے تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔

حضرات! مذکورہ بالا قرآن وحدیث کے دلائل سے معلوم ہوا کہ بے جان چیزیں بھی اپنی زبانِ مخصوص میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ ساتھ ذکر وفکر اور اس کی تسبیح وتہلیل کرتی ہیں۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ سب اسی کو پکارتے ہیں۔ کیونکہ

وہ وحدہٗ لاشریک ہے — وہ واحد ہے — وہ احد ہے — وہ بے نیاز ہے — مکاں سے پاک ہے — جہت سے پاک ہے — وقت سے پاک ہے، وہ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی — وہ اوّل بھی ہے آخر بھی — ہر طرف اسی کے جلوے نظر آتے ہیں — ساری کائنات اسی کے قبضہ واختیار میں ہے — تمام حمدیں اور خوبیاں اسی کو سزاوار ہیں۔

حمداں ساریاں نے سزاوار تینوں تیری شان عظیم ہے یا اللہ
ٹھاٹھاں ماردا اے بحرِ کرم تیرا تیرا اسم کریم ہے یا اللہ
واجب الوجود شہود شاہد تیرا نور قدیم ہے یا اللہ
صائم کتے جلال جمال کدھرے تیری عجب تقسیم ہے یا اللہ

وہی سب کو امن دینے والا ہے — وہی سب کو سلامت رکھنے والا ہے — وہی سب کا نگہبان ہے — وہ سب پر غالب ہے — سب بڑائیاں اسی کے لئے ہیں — اس کا رحم وکرم سب پر عام ہے — وہی بخشنے والا مہربان ہے — سب کا کارساز وہی ہے — وہی توبہ قبول کرنے والا ہے — وہی صحت وتندرستی عطا کرنے والا ہے — وہی دکھ سکھ عطا کرنے والا ہے — وہی نفع ونقصان کا مالک ہے — وہی زمین وآسمان کا خالق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط
(پ ۱۴ رکوع ۱۴)

وہی ہے جس نے آسمان و زمین ٹھیک بنائے۔

زمین و آسمان کی تخلیق سے اس کی قدرت کاملہ اور اس کی حکمت و صنعت کا اظہار ہوتا ہے۔ زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد یہ بھی واضح کر دیا کہ انہیں بے کار و عبث نہیں بنایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ۝
(پ ۱۷ رکوع ۱)

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنائے۔

کسی چیز کی پیدائش بے مقصد اور بے فائدہ نہیں ہے بلکہ اس میں ہماری حکمتیں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کا مقصد تخلیق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۝
(پ ۱، رکوع ۱)

وہی ذات جس نے زمین کی ہر چیز کو تمہارے لئے پیدا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
(پ ۲۱، رکوع ۱۱)

کیا تم نے نہ دیکھا بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے لئے مسخر کیا۔

حضرات! معلوم ہوا کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب کا سب اللہ تعالیٰ نے انسان ہی کے لئے بنایا تاکہ انسان اپنے پروردگار کے آگے سر بسجود ہو۔ اس مالک حقیقی کے احکام بجا لائے۔ کیونکہ وہی خالق کل اور مالک کل ہے۔ زمین و آسمان اور مکین و مکاں میں اس کی بادشاہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝
(پ ۲۸، رکوع ۵)

وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا، بڑائی والا، اللہ پاک ہے۔ ان کے شرک سے۔

ہرمکان اندر لامکان اندر تیرا نور قدیم ہے یا اللہ!
پتے پتے دے وچ رہیا پیا تیرا لطف عمیم ہے یا اللہ!
تیرے حکم باجھوں تیرے حکم اندر کدوں ہندی ترمیم ہے یا اللہ
شہنشاہیاں سب مالکا تیریاں نیں ہراک تیری اقلیم ہے یا اللہ

زمین و آسمان میں اسی کے نور کا ظہور ہے
رب العالمین اس کی شان ہے ——— عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْر اس کی پہچان ہے ——— ہر چیز اس کی تعریف میں
رطب اللسان ہے ——— وہ ہر عیب سے پاک ہے
——— اس کی ذات سبحان ہے ———

لامحدود حمداں تیری ذات تائیں!
تیری پاک ہے ذات سبحان اللہ
سارا نور ظہور سرور تیرا!
تیری کل صفات سبحان اللہ
سوہنے ہین ربا سارے کم تیرے
تیری ہر گل بات سبحان اللہ
کسے چیز نوں نئیں کونین اندر
تیرے باجھ ثبات سبحان اللہ
موت کسے دل گھلیں بخشدا ایں!
کسے تائیں حیات سبحان اللہ
قائم رات وچوں پیدا دن کرکے
کدھیں دن وچوں رات سبحان اللہ

حضرات! راتیں بھی اسی کی ہیں دن بھی اسی کے ——— شجر و حجر اسی کے ——— بحر و بر اسی کے ——— شمس و قمر اسی کے ——— جن و انس اسی کے ——— مکین و مکاں اسی کے ——— زمین و زماں اسی کے ——— چرند و پرند اسی کے ——— وہی سب کا خالق ہے ——— وہی سب کا مالک ہے ——— اور وہی سب کا رازق ہے

فرمانِ خداوندی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا	اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو
(پ ۱۲)	
وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ	اور اللہ بہتر رزق دینے والا ہے۔
(پ ۲۸)	

فرمانِ الٰہی ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ	کیا نہ دیکھا انہوں نے بے شک اللہ تعالیٰ رزق وسیع فرماتا ہے

يَقْدِرُ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ٥
(پ۲۱، رکوع ۶)

جس کے لئے چاہے اور تنگ فرماتا ہے جس کے لئے چاہے بے شک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥
(پ۳، رکوع ۱۰)

اور جسے چاہے بے حساب رزق دے۔

میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو جو رزق کسے دا کیتوس لکھیا کدے نہ ٹالے
لکھ کروڑ تکے بریاتیاں پھر بھی اونویں پالے
مان کریندیاں مان تروڑے مسکیناں دا ساتھی
کوہ قافاں وچ روزی دیندا اسیر غاں نوں ہتھی
اکناں نوں اوہ تنگی دیندا روٹی باجھوں مردا
اکناں نوں ان منے خزانے غیبوں اگے دھردا
اکناں نوں اوہ اتنا دیوے تے بس بس کہن زباناں
اکناں دا نام نشان مٹاوے تے خالی گئے جہانوں

حضرات! وہ علیٰ کل شئی قدیر ہے ـــــ وہ سمیع بصیر ہے ـــــ وہ علیم خبیر ہے ـــــ وہ جو چاہے جیسا چاہے ـــــ جس وقت چاہے ـــــ سب کچھ کر

سکتا ہے ـــــ وہ جسے چاہے عزت عطا کرے ـــــ جسے چاہے ذلیل کرے ـــــ اس کے کاموں میں کسی کو دخل نہیں ہے۔

فرمانِ خداوندی ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ٥
(پ۳، رکوع ۱۰)

کہہ دیجئے اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

گویا وہ ہر روپ میں سما سکتا ہے۔

مولا تیری کی حمد حمید لکھائی
تو ہر روپ دے وچ سما سکناں ایں
تیری شان نوں مالکا جاں صدقے
بن بدلوں مینہ برسا سکناں ایں
تیریاں قدرتاں واہ سبحان اللہ
بناں تھم آسمان ٹکا سکناں ایں

ابراہیم نوں سٹ کے چخاں اندر
مولا نار گلزار بنا سکناں ایں
یوسف جیہے حسین شہزادیاں نوں
توں تے مصر بازار وکا سکناں ایں
یونس تائیں توں مچھلی دے پیٹ گھلیا
آرے ہیٹھ ذکریا چروا سکناں ایں
دریا وچ فرعون نوں غرق کیتا
تے نمرود نوں مچھیاں مروا سکناں ایں
اکھیں موسیٰ نوں توں نہیں دیکھ سکدا
اک جھلک نہیں طور جلا سکناں ایں
ابوجہل دی مٹھی دے وچ مولا
کلمہ کنکراں تائیں پڑھوا سکناں ایں
پھل کے درختاں نوں لا سکناں ایں
بناں گٹک کھجوراں اگا سکناں ایں
اتروا کے شمس دی کھل مولا
شاہ منصور نوں سولی چڑھوا سکناں ایں
بادشاہ نوں کریں مزدور تائیں
شہنشاہاں نوں بھیک منگوا سکناں ایں
غالب کریں کمزور شہزور اُتے
مولا چڑیاں توں باز مروا سکناں ایں

عزازیل اُستاد فرشتیاں دا !
طوق لعنت دا گل وچ پا سکناں ایں
ڈردا کھولے نہ مولا بیان اجمل
ابابیلاں توں ہاتھی مروا سکناں ایں

حضرات! موت دینے والا بھی وہی ہے ـــ زندگیاں بخشنے والا بھی وہی ہے ـــ وہ چاہے تو بغیر باپ کے بچہ پیدا کردے ـــ چاہے تو مُردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مُردہ سے پیدا کردے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۔ (پ۳ رکوع ۱۰)

اور مُردہ سے زندہ نکالے
اور زندہ سے مُردہ نکالے

وہ ازلی ہے ـــ ابدی ہے ـــ واجب الوجود ہے ـــ ہمیشہ سے ہے ـــ ہمیشہ تک ہے ـــ اس کی ذات لازوال ہے۔ کیونکہ وہ بے مثال ہے۔

بے مثل اللہ بے مثال ہے
اوّل ازل توں تیری ہے ذات اللہ
ہر چیز مولا تیرے وچ قبضے
نباتات اللہ جمادات اللہ

مولا مالک توں کل جہان دا ایں
تیرا دل اللہ تیری ذات اللہ
تیری شان توں مالکا جاں صدقے
ساری تیری ہے ایہہ کائنات اللہ
صفت تیری کی کرے بیان اجمل
بے مثال ہے تیری صفات اللہ

قارئین! اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے جو اپنے معنی پر دلالت کرنے کیلئے الفاظ کا محتاج نہیں۔ کیا مطلب اگر الف گرا دیں، تو باقی رہ جائے گا۔ للّٰہ۔ جس کا معنی ہے اللہ کیلئے ___ اگر الف کے بعد لام گرا دی جائے۔ تو رہ جائے گا۔ لَہٗ۔ جس کا معنی ہے اُسی کے لئے ___ اگر دوسری لام بھی گرا دی جائے تو رہ جائے گا ہٗ پھر بھی بامعنی جس کا معنی ہے وہی ذات یعنی اللہ ایک ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک بھی زوال سے پاک ہے یہی نام مقدس ہے۔ جس سے ہر نیک کام کی ابتداء کی جاتی ہے اور پھر جس کام کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے مقدس نام سے کی جائے تو یقیناً اس میں برکت ہوتی ہے۔

ہر نیک کام کی ابتداء:- حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَاُ فِیْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَهُوَ اَبْتَرُ (مطالع المسرات ص۵)

ہر نیک کام جس کی ابتدا اللہ تعالےٰ کے نام بسم اللہ سے نہ کی جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔

لہٰذا ہر نیک کام سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنی چاہیئے مثلاً کھانا کھانے سے پہلے ___ پانی پینے سے پہلے ___ لباس پہننے سے پہلے ___ جوتا پہننے سے پہلے ___ سواری پر سوار ہونے سے پہلے ___ سواری سے نیچے اترنے سے پہلے ___ گھر میں داخل ہونے سے پہلے ___ گھر سے باہر جانے سے پہلے ___ الغرض کوئی دین و دنیا کا کام شروع کرو تو پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لو۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کا نام ہر مشکل کا حل اور ہر غم کا مداوا ہے۔
___ یہ نام حاجت روا اور مشکلکشا ہے ___
یہ نام بے کسوں کا کس، اور بے سہاروں کا سہارا ہے ___
یہ نام بے آسروں کا آسرا اور بے چاروں کا چارہ ہے ___
اسی نام کی برکت سے مسلمان کو ہر میدان میں کامیابی حاصل ہوتی ہے اس نام سے شیطان دور ہو جاتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے۔

اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۶۳)

جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھی جائے۔

اگر کھانا کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ لی جائے۔ تو

شیطان کا عمل دخل ختم ہو جاتا ہے اور کھانے میں برکت آجاتی ہے۔
اور اگر کوئی کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی بھول جائے تو
جب یاد آئے بسم اللہ پڑھ لے۔ جیسا کہ حضور سیدِ دوجہاں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس وقت تم میں کوئی ایک
کھانا کھائے اور کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو۔

فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۶۵)	کہے بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ

پڑھ لے تو گئی ہوئی برکت واپس آجائے گی۔
تفسیر روح البیان میں ہے کہ بسم اللہ قرآن مجید کی
کنجی ہے اور یہی وہ پہلا کلمہ ہے جو سیدنا آدم علیہ السلام پر
نازل ہوا۔

بسم اللہ کا شانِ نزول: کفار کی عادت تھی کہ ہر کام شروع کرتے
وقت اپنے بتوں کے نام لیتے تھے۔ یعنی بِسْمِ اللّٰتِ وَالْعُزّٰی
وغیرہ کہتے تھے۔ اس لئے اہل ایمان کو حکم ہوا کہ تم ہر کام شروع کرنے
سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو۔

جملہ علوم: مفسرین فرماتے ہیں کہ جملہ علوم بسم اللہ کی با میں امانت رکھے
گئے ہیں۔ گویا بسم اللہ شریف کا اصل معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ جو کچھ تھا وہ مجھ سے ہی تھا اور جو کچھ ہوگا وہ مجھ سے ہوگا

ہوگا۔ (تفسیر روح البیان جلد اوّل)

چار کلموں کی خاصیت: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں چار کلمے ہیں۔

(۱) بِسْمِ (۲) اللّٰہِ (۳) الرَّحْمٰنِ (۴) الرَّحِیْمِ اس میں اشارہ
یہ ہے کہ ہر چیز کی اصلاح و درستگی چار چیزوں میں ہے۔
مثلاً زمانے چار ہیں۔
(۱) گرمی (۲) سردی (۳) بہار (۴) خزاں
اجسام کے عناصر بھی چار ہیں۔
(۱) آگ (۲) ہوا (۳) پانی (۴) مٹی۔
کلمہ پڑھنے کے بعد فرض عبادتیں بھی چار ہیں۔
(۱) نماز (۲) روزہ (۳) حج (۴) زکوٰۃ۔
معزز فرشتے بھی چار ہیں۔
(۱) جبرائیل (۲) میکائیل (۳) اسرافیل (۴) عزرائیل۔
آسمانی کتابیں بھی چار ہیں۔
(۱) زبور (۲) توراۃ (۳) انجیل (۴) قرآن مجید۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے یار بھی چار ہیں۔
(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(۴) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

حضرات! بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں اللہ تعالیٰ کے تین نام ہیں۔ ایک ذاتی یعنی اللہ، دو نام صفاتی الرحمٰن اور الرحیم اس میں اشارہ یہ ہے کہ دنیا و آخرت کے درجے اور مرتبے بھی تین ہیں۔

انسان کے احوال تین ہیں۔

(۱) بچپن (۲) جوانی (۳) بڑھاپا۔

دنیاوی حیثیتیں بھی تین ہیں۔

(۱) امیری (۲) غریبی (۳) فقیری۔

عالم بھی تین ہیں۔

(۱) عالمِ دُنیا (۲) عالمِ برزخ (۳) عالمِ آخرت۔

اوقات بھی تین ہیں۔

(۱) زندگی (۲) نیند (۳) موت۔

آخرت کی جگہیں بھی تین ہیں۔

(۱) جنّت (۲) دوزخ (۳) اعراف۔

مقبول دُعا:- حضورِ سیدِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ دُعا مردود نہیں ہوتی جس کے اوّل میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی جائے۔

(الحدیث)

صدیقین کا درجہ:- رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بسم اللہ شریف والے کاغذ کی تعظیم و تکریم کی اور اُسے اٹھا کر گرد و غبار سے

صاف کیا تو اللہ تعالیٰ اسے صدیقین کا درجہ عطا فرمائے گا اور اس کے والدین سے عذاب میں تخفیف کرے گا۔ اگرچہ وہ مشرک ہی ہوں۔

تین ہزار اسماء کا معنی:- بعض روایات سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار اسماء ہیں ایک ہزار کو سوائے ملائکہ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی کو معلوم نہیں اور تین سو توراۃ میں ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں رکھا ہے۔ پس ان تین ہزار اسماء کا معنی ان تین اسماء اللہ رحمٰن اور رحیم میں ہے۔ جس نے ان تینوں کو جانا یا انہیں پڑھا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام اسماء کے ساتھ یاد کیا۔

(تفسیر روح البیان جلد اول)

چار نہروں کا منبع:- حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو تمام بہشتیں میرے سامنے پیش کی گئیں۔ تو ان میں میں نے چار نہریں دیکھیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔

فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ	اس میں ایسی پانی کی نہریں
مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ	ہیں۔ جو کبھی نہ بگڑے اور
وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ	ایسے دودھ کی نہریں ہیں،
لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ	جس کا مزہ نہ بدلے اور
وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ	ایسی شراب کی نہریں ہیں،
لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ	جس کے پینے میں لذت
وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ	ہے اور ایسی شہد کی نہریں

عَسَلٍ مُّصَفًّى ط | ہیں جو صاف کیا گیا۔
(پ ۲۶، رکوع ۵)

چار نہروں کی تعداد یہ ہے۔

(۱) پانی کی (۲) دودھ کی (۳) شرابِ طہور کی (۴) شہد کی۔

میں نے جبرائیل علیہ السلام سے نہروں کے متعلق پوچھا، کہ یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں اور کہاں جاتی ہیں؟ جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاتی تو حوضِ کوثر میں ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ آتی کہاں سے ہیں۔ آپ اپنے رب سے پوچھیئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے التجا کی۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ حاضر ہوا جس نے تحفہ سلام پیش کر کے عرض کی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھیں بند کیجیئے۔ میں نے آنکھیں بند کیں۔ اس نے پھر عرض کی آنکھیں کھولیئے۔ میں نے دیکھا تو مجھے ایک درخت نظر آیا جو مجھے سفید موتی کا ایک قبہ معلوم ہوا۔ اس کا ایک مقفل دروازہ سونے کا تھا اور وہ اتنا وسیع تھا کہ اگر دنیا کے جنّ و انس جمع ہو کر اس پر بیٹھیں تو ایسے معلوم ہوں گے جیسے پہاڑ پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میں نے ان نہروں کو دیکھا کہ وہ اس قبہ کے نیچے سے آرہی ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر میں واپس ہونے لگا۔ فرشتے نے عرض کی حضور اس قبہ کے اندر داخل کیوں نہیں ہوتے۔ میں نے کہا اس میں کیسے داخل ہوں اس پر تو تالا لگا ہوا ہے اور کنجی بھی نہیں ہے۔ اس نے عرض کی اس کی کنجی تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ پس میں نے تالا کے قریب بسم اللہ شریف پڑھی۔ صرف بسم اللہ

شریف پڑھنے سے تالا کھل گیا۔ پھر میں اس قبہ کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ چار نہریں اس قبہ کے چار ستونوں سے جاری ہو رہی ہیں اور ان چاروں ستونوں پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔ میں نے غور سے دیکھا کہ پانی کی نہر بسم اللہ شریف کے میم سے، اور دودھ کی نہر اللہ کی ہا سے اور شراب کی نہر رحمٰن کے میم سے، اور شہد کی نہر رحیم کے میم سے جاری ہے۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ چار نہروں کا منبع بسم اللہ شریف ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص تیری اُمت میں خالص نیّت سے مجھ کو ان اسماء سے یاد کرے گا اور کہے گا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو میں اسے ان چار نہروں سے پانی پلاؤں گا۔

(تفسیر روح البیان جلد اوّل)

پیغامِ مسرّت:- حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم کھا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وہ قسم کھا کر حضرت میکائیل علیہ السلام سے اور وہ قسم کھا کر حضرت اسرافیل علیہ السلام سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ اے اسرافیل مجھے اپنی عزّت وجلالت اور سخاوت کی قسم ہے۔ جس نے ایک بار بسم اللہ شریف کو الحمد شریف کے ساتھ ملا کر پڑھا تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا۔ اس کی تمام نیکیاں قبول فرمائیں اور اس کے گناہ معاف کر دیئے اور اس کی زبان کو ہرگز نہ جلاؤں گا اور اس کو عذابِ قبر، عذابِ نار، عذابِ قیامت، اور بڑے خوف سے نجات دوں گا۔

(تفسیر روح البیان جلد اوّل)

بسم اللہ کا تعویذ: ایک دفعہ ملک روم کے بادشاہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عریضہ بھیجا کہ مجھے سر میں ایسا درد ہے۔ کہ بڑے بڑے اطباء و حکماء اس کے علاج سے عاجز آگئے ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی دوا موجود ہو تو ارسال فرمائیں۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ٹوپی بھجوائی۔ جب شاہِ روم اس کو اپنے سر پر رکھتا تو اس کا درد ختم ہو جاتا جب اسے اتارتا تو درد پھر شروع ہو جاتا بڑا متعجب ہوا۔ ٹوپی کو کھولا تو اس میں ایک کاغذ رکھا ہوا پایا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (تفسیر روح البیان جلد اول)

شعر
کیجیئے دل مسرور دوستو بسم اللہ سے ۔
خندہ زن ہوتے ہیں سب رنجور بسم اللہ سے

دروازے پر بسم اللہ: فرعون نے خدائی دعویٰ سے پہلے حکم دیا کہ اس کے دروازہ پر بسم اللہ شریف لکھ دی جائے۔ جب وہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لایا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس پر عذاب کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی لیکن اُسے کچھ نہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی، یا اللہ میں اس کے لئے التجا کر رہا ہوں۔ لیکن تو توجہ نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے کلیم تیرا خیال تو یہ ہے کہ اسے عذاب میں مبتلا کر دوں لیکن تو اس کے کفر کو دیکھ رہا ہے۔ اور میں اس کے ان کلمات کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے مکان کے دروازے پر لکھے ہوئے ہیں۔
(تفسیر روح البیان جلد اول)

شعر
صدقِ دل سے جب پڑھو گے رحم فرمائے گا حق
پاؤ گے خلدِ بریں میں نور بسم اللہ سے

عذاب ٹل گیا: ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبرستان سے گزرے۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد جب آپ واپس آئے تو دیکھا کہ وہی قبر والا جس پر پہلے عذاب ہو رہا تھا اب اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برس رہی ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی اے مولا کیا وجہ ہے کہ پہلے جس قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا۔ اب اس پر تیری رحمت کا نزول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ یہ شخص انتہائی گنہگار تھا۔ جس کی وجہ سے یہ عذاب میں مبتلا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنی بیوی کو نصیحت کی کہ اگر میں زندہ رہا تو فبہا اگر مر گیا تو اپنے ہاں پیدا ہونیوالے بچے کو جب وہ پڑھنے کے قابل ہو جائے تو پہلے دینی تعلیم دلوانا لہٰذا آج اس کا بچہ پڑھنے کے لائق ہو گیا اس کی بیوی نے اپنے بیٹے کو آج مولوی صاحب کے سامنے بطورِ شاگرد پیش کیا۔ جونہی استاد نے اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی۔ جس کی برکت سے عذاب اٹھا لیا گیا۔ (تفسیر کبیر جلد اول)

شعر
مومنو وردِ زباں کر لیجئے بسم اللہ سے
نار ہو جائے گی دم میں نور بسم اللہ سے

مہر دار انگوٹھی: کسی محفل میں ایک مبلغ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے فضائل بیان کر رہے تھے وہاں ایک یہودی کی بیٹی بھی موجود تھی۔ اس پر

بسم اللہ شریف کی فضیلت کا ایسا اثر ہوا کہ وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔ اب چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا ورد اس کی زبان پر جاری رہتا۔ اس کا باپ اس پر ناراض رہنے لگا اور اسے طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں۔ کہ کسی طرح یہ اسلام سے منحرف ہو جائے۔ ورنہ وہ اپنی برادری میں منہ دکھانے کے قابل نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ بادشاہِ وقت کا وزیر تھا اور بادشاہ کی خاص مہر والی انگوٹھی اس کے پاس رہتی تھی۔ ایک دن اس نے وہ مہر دار انگوٹھی اپنی بیٹی کو دی اور کہا کہ اسے محفوظ کر لے ضرورت پڑنے پر تجھ سے لے لوں گا۔ چنانچہ لڑکی نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر اس سے انگوٹھی لے لی اور جیب میں ڈال لی۔ جب رات کو وہ سونے لگی تو اس کے باپ نے چپکے سے وہ انگوٹھی اس کی جیب سے نکال کر دریا میں ڈال دی۔ اس لئے کہ مطالبے پر جب انگوٹھی اس سے برآمد نہ ہوئی تو یہ شرط لگا دوں گا کہ یا تو دین چھوڑ دے یا انگوٹھی لا۔ چونکہ انگوٹھی دریا میں ڈال دی گئی ہے۔ جس سے اس کا نشان تک ختم ہو چکا ہے۔ مگر اللہ کی شان دیکھو کہ بسم اللہ شریف کی برکت کیسے ظاہر ہوتی ہے۔ جونہی انگوٹھی دریا میں گئی تو اسے ایک مچھلی نے نگل لیا۔ صبح کو وہ مچھلی شکار ہوئی۔ وزیر نے وہ مچھلی ماہی گیر سے خریدی وہ اس مچھلی کو لے کر گھر آیا اور اس نے اپنی بیٹی کو پکانے کے لئے دی لڑکی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر وہ مچھلی لے لی جب مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو وہی مہر دار انگوٹھی اس کے پیٹ سے نکلی۔ لڑکی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پکڑی

اور اپنی جیب میں ڈال لی مچھلی پکا کر باپ کے آگے رکھ دی۔ جب باپ کھا کر فارغ ہوا اور بادشاہ کے دربار میں جانے کے لئے تیار ہوا تو اس نے انگوٹھی مانگی۔ لڑکی نے فوراً بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر انگوٹھی جیب سے نکالی اور باپ کے سپرد کر دی۔ جس سے باپ بہت حیران ہوا۔

؎ رنج میں ہو جو مبتلا وہ پڑھے اس کو سدا
غم و الم ہو جائیں گے سب دور بسم اللہ سے

آگ ٹھنڈی ہو گئی: جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا۔ تو اس کی چھوٹی بیٹی نے باپ سے کہا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں گئے ہوئے کافی وقت گزر گیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو مکان کی چھت پر چڑھ کر دیکھوں کہ وہ کس حال میں ہیں۔ باپ نے اجازت دی تو نمرود کی بیٹی کیا دیکھتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تختِ بہشتی پر جلوہ افروز ہیں اور تمام آتشکدہ گلزار بنا ہوا ہے۔ دیکھ کر حیران ہوئی اور پوچھنے لگی اے ابراہیم کیا وجہ ہے کہ آگ نے تجھے جلایا نہیں۔ آپ نے فرمایا جس کی زبان پر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو اور دل میں معرفت خداوندی ہو تو اسے آگ نہیں جلایا کرتی۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۲ معارج النبوۃ)

؎ رنج میں ہو جو مبتلا وہ پڑھے اس کو سدا
غم و الم ہو جائیں گے سب دور بسم اللہ سے

عارف کی موت: جب کسی عارف باللہ کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو حضرت

ملک الموت علیہ السلام اس کے سامنے سے آنا چاہتے ہیں۔ تو اسے
ذکر اللہ ہٹا دیتا ہے۔ اگر اس کے پیروں کی طرف سے آنا چاہتے ہیں تو
جماعت کی نماز کے لیے جانا ہٹا دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ملک الموت
علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ میرے لیے رکاوٹ
بن گئی ہے۔ اب میں اس تک کیسے پہنچوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
اے عزرائیل اپنی ہتھیلی پر میرا نام لکھ کر اسے دکھلاؤ۔ پھر وہ بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم لکھ کر اسے دکھاتے ہیں۔ جب مومن کی روح اسے دیکھتی
ہے۔ تو اپنے رب کی ملاقات کے شوق میں پرواز کر جاتی ہے۔ ایک روایت
میں یوں ہے۔ کہ روح ملک الموت سے کہتی ہے۔ کہ کیا تو ہی نے مجھے اس
بدن میں رکھا تھا وہ کہتا ہے نہیں، تب وہ کہتی ہے کہ پھر جس نے اسے
رکھا ہے۔ وہی مجھے نکالے گا۔ وہ کہتا ہے کہ میں اسی کا پیغام لے کر
آیا ہوں۔ اس پر روح کہتی ہے۔ کہ کوئی علامت لاؤ۔ پھر خدا تعالیٰ
کا ارشاد ہوتا ہے کہ جنت کا ایک سیب لے جا۔ وہ لاتا ہے اور اس
پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب روح
اسے دیکھتی ہے تو جنت کے شوق میں پرواز کر جاتی ہے۔
(نزہتہ المجالس صہ ۴۹، ج ۱)

سلیمان علیہ السلام کا ہُدہُد: جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد پرندے کو بلقیس
کے پاس بھیجا تو تمام پرندے اسے کہنے لگے کہ تو اکیلا کیسے جائے گا۔
اس نے جواب دیا جس کے ساتھ بسم اللہ ہو، اس پر کچھ ظلم نہیں
ہو سکتا۔ پس بسم اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے سر

پر تاج رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ چار ہزار تجربہ کار شکاریوں کے قریب
سے گزرا انہوں نے پوری کوشش سے اس پر نشانے لگائے۔ مگر
بسم اللہ کی برکت سے وہ سب خطا کر گئے۔

بسم اللہ شریف کی برکت سے حضرت سلیمان علیہ السلام
کو بلقیس کا ملک بھی مل گیا۔ جس کے ماتحت بارہ ہزار سپہ سالار تھے
اور ہر سپہ سالار کے قبضہ میں ایک ایک لاکھ جنگی سپاہی تھے اور
اس کا بہت بڑا تخت جو اسی گز چوڑا اور اسی گز لمبا تھا وہ بھی آپ
کے قبضہ میں آگیا۔
(نزہتہ المجالس صہ ۵۱، ج ۱)

رنج میں ہو جو مبتلا وہ پڑھے اس کو سدا
غم و الم ہو جائیں گے سب دور بسم اللہ سے

تعظیم بسم اللہ: ایک مرد صالح کا بیان ہے۔ کہ میں اپنے
بھائی کے پاس گیا اور وہ نشہ میں تھا۔
میں نے اسے مارا تو وہ اٹھ کر بھاگتے ہوئے پانی میں گر گیا۔ حتیٰ کہ
ڈوب کر مر گیا۔ جب اسے دفن کر دیا گیا تو رات کو میں نے خواب میں
دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو تو
نشہ کی حالت میں مرا تھا۔ جنت میں کیسے پہنچ گیا۔ اس نے کہا بات
تو بے شک ایسے ہی تھی۔ مگر جب میں تیرے پاس سے اٹھ کر بھاگا
تھا تو راستے میں میری نظر زمین پر پڑے ہوئے ایک کاغذ پر پڑی
جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ میں اس کو
اٹھا کر کھا گیا۔ پھر جب میرے پاس منکر نکیر آئے اور مجھ سے
سوال کرنے لگے تو میں نے جواب دیا کہ مجھے سوال کیوں کرتے ہو۔

حالانکہ اس کا نام میرے پیٹ کے اندر موجود ہے۔ اس پر منادی نے آواز دی کہ میرا بندہ سچ کہتا ہے۔ میں نے اسے بخش دیا۔

(نزہۃ المجالس ص۵۳، ج ۱)

دروازے کھُل گئے:- جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سات کمروں میں بند کر دیا تو حضرت یوسف علیہ السلام پریشان ہوئے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی مولا اب باہر کیسے جاؤں غیب سے آواز آئی۔ کہ اے یوسف علیہ السلام دروازے کو ہاتھ لگانا تیرا کام ہے اور دروازہ کھولنا میں رب کا کام ہو گا چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام دروازہ کے قریب گئے اور آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو دروازہ کھل گیا۔ اسی طرح بسم اللہ پڑھنے سے دوسرا، تیسرا، چوتھا حتیٰ کہ ساتوں کے ساتوں دروازے کھل گئے۔ (نزہۃ المجالس ص۵۴، ج ۱)

رنج میں ہو جو مبتلا وہ پڑھے اس کو سدا
غم و الم ہو جائیں گے سب دور بسم اللہ سے

آنکھیں روشن ہو گئیں:- اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو تین ناموں سے فضیلت بخشی۔ انہوں نے عرض کی یا اللہ وہ کون سے نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اتفاقاً اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک اندھا بھی موجود تھا وہ کہنے لگا اے پروردگار ان ناموں کی برکت سے مجھے آنکھیں عطا

فرما دے۔ چنانچہ اُسی وقت اس کو آنکھیں مل گئیں۔

(نزہۃ المجالس ص۴۱ ج ۱)

رنج میں ہو جو مبتلا وہ پڑھے اس کو سدا
غم و الم ہو جائیں گے سب دُور بسم اللہ سے

ہزار رکعت کا ثواب:- جب قیامت کا دن ہو گا اور اس امت کے اعمال تولے جائیں گے۔ تو ان کی ایک ایک رکعت دوسروں کی ہزار ہزار رکعت سے بھی بڑھ جائے گی۔ جس پر لوگ تعجب کریں گے۔ تو ان سے کہا جائے گا۔ کہ ان لوگوں کی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھی جس وجہ سے ان کا ثواب زیادہ ہو گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے تو اسے ہر حرف کے بدلے چار چار ہزار نیکیاں ملیں گی اور چار چار ہزار گناہ بخشے جائیں گے اور چار چار ہزار درجے بلند کئے جائیں گے۔ (نزہۃ المجالس ص۴۶، ج ۱)

مومنو ورد زبان کر لیجئے بسم اللہ سے
نار ہو جائے گی دم میں نور بسم اللہ سے

رنج میں ہو جو مبتلا وہ پڑھے اس کو سدا
غم و الم ہو جائیں گے سب دور بسم اللہ سے

فوائد بسم اللہ شریف :-

- بسم اللہ ہر درد کی دوا ہے۔
- بسم اللہ ہر مرض کی شفا ہے۔
- بسم اللہ ہر مشکل کا حل ہے۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کو منکر نکیر کا کوئی خوف نہ ہوگا۔
- بسم اللہ پڑھنے والے پر موت کی سختی آسان ہوگی۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کی قبر کو کشادہ اور تا حدِ نگاہ روشن کر دیا جائے گا۔
- بسم اللہ پڑھنے والا روزِ قیامت قبر سے اُٹھے گا تو اس کا چہرہ چمکتا ہوگا۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کا حساب آسان ہوگا۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کی نیکیوں کا وزن زیادہ ہوگا۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کے لئے اس کے آگے ایک نور ہوگا جس کی روشنی میں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کے رزق میں برکت ہوگی۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کی سب لوگ تعظیم کریں گے۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کی زیادہ تر عمر ذکر خدا میں گزریگی۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کے جسم و مال کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کو کسب حلال نصیب ہوگا۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کو اللہ تعالے نیک اولاد عطا فرمائے گا۔

- بسم اللہ پڑھنے والے کا حشر صابرین کے ساتھ ہوگا۔
- بسم اللہ پڑھنے والے کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ (غنیۃ الطالبین ص۲۱۷ - تذکرۃ الواعظین ص۶۳)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فضائل کلمہ شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا
عَلٰى سَيِّدِ الْوَرٰى صَاحِبِ قَابَ
قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى بَدْرِ الدُّجٰى
شَمْسِ الضُّحٰى نُوْرِ الْهُدٰى مُحَمَّدِنِ
الْمُجْتَبٰى الَّذِيْ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ
الطِّيْنِ وَالْمَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝
اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ۝
وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ۝

حلاوتِ دل و جاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
جمالِ حُسنِ بیاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
یہ ہفت ارض و سماوات اگر ہوں میزاں میں
تو بالیقین ہے گراں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
جو کفر سارے جہاں کا مقابل آ جائے
نہ چھوڑے نام و نشاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
ورودِ جنّتِ فردوس کا مبارک ہو
اگر ہے وردِ زباں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
کسی نے پوچھا کہ جنّت کی بھی ہے کچھ قیمت
تو مصطفٰے نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
جو چاہو کھولنا جنّت کا در یہ کنجی لو
پڑھو بصدق و صفا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
کچھ آج کل سے نہیں ہے یہ کلمہ توحید
لکھا ازل میں گیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
حدیث میں ہے جو ارض و سما سے وزن کریں
رہے گا سب سے بڑا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
ہزار سال کے شرک و کفر کی ظلمت
دے ایک ہی دم میں مٹا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
ثبوتِ وحدتِ حق ہے جو لفظ اِلَّا سے
تو نفی غیر ہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

رموزِ شرع و طریقت ہیں اس میں سب روشن
ہے شمع نورِ ھُدیٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
رکھ اپنا ورد تو بس لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ہے زنگ دل کی جلا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
بہت سے ذکر ہیں لیکن حدیث میں آیا
ہے سب میں ذکر بڑا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
بحقِ احمدِ مرسل دُعا ہے بیدل کی
کہ خاتمہ ہو میرا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں تبلیغِ عام کا ذکر ہے۔ چنانچہ ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ (پ ۲۹ رکوع ۱۴)	اے بالاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام غارِ حرا میں آپ کی خدمت میں پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو مبارک ہو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ کہ آپ جن و انس کے رسول ہیں۔

لہٰذا انہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی دعوت دو۔

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اِک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

شجر و حجر کا سلام :- مدارج النبوت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب میں غارِ حرا سے مکّہ کی طرف واپس جا رہا تھا۔ تو جس درخت اور پتھر سے میرا گزر ہوا۔ اُس نے مجھ پر سلام پڑھا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

رب اوہدی زبان بول بول دا اے
اے بولے جو قرآن فرمایا اے!
اوہنوں ویکھ کلمہ پڑھیا کنکراں نیں
حکم اوس نے جدوں سنایا اے

پہلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خفیہ طور پر تبلیغ کا آغاز کیا جو تین سال تک جاری رہا۔ اس دوران میں مسلمانوں کی تعداد پچاس تک پہنچ گئی پھر بارگاہِ الٰہی سے علانیہ اور عام تبلیغ کا حکم آیا۔

علانیہ تبلیغ :- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (پ ۱۴ رکوع ۵)	پس آپ علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہوا ہے اور مشرکین سے منہ پھیر لو بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام تبلیغ اور لوگوں کو دعوتِ حق دینا شروع کی۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ تُفْلِحُوا۔

اے لوگو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھو فلاح پا جاؤ گے۔

جھکے کی خدا سن جو ٹھیاں دے
جھنڈا او ہنے توحید دا لایا اے
دشمن دین گالاں اوہ دعا منگے
اوہدے خلق دا انت نہ پایا اے

حضرات! حضور سیدِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ وہ عظیم نسخہ ہے۔ جس میں دارین کی فلاح موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ کلمہ شریف پڑھنے سے بندہ مسلمان ہو جاتا ہے مسلمان ہونے کے بعد احکام اسلام پر عمل پیرا ہو کر اس دنیا فانی میں امن و سکون کی زندگی بسر کرنے کے بعد آخرت میں جنت کا حقدار بن جائے گا جو کہ اصل کامیابی ہے۔

جنت کی کنجی: حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۵)

جنت کی کنجی لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے۔

دوزخ سے نجات: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۵)

جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔

حرام اس پہ ہو جائے نارِ جہنم
پڑھے صدق دل سے جو کلمہ تمہارا

جنت کی خوشخبری: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۵)

جو یہ جانتے ہوئے مر گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ورودِ جنتِ فردوس کا مبارک ہو
اگر ہے وردِ زباں لا الٰہ الا اللہ

حضرات! اس میں شک نہیں ہے کہ کلمہ شریف پڑھنے والا جنت میں ضرور جائے گا مگر اس کلمہ شریف کی حدود و قیودات کو بھی قائم کرنا ہوگا یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و دیگر احکام اسلام پر عمل کرنا اور ہر برائی سے بچنا بھی ضروری ہے۔

یہ کلمہ جہاں دل سے کفر و شرک کی پلیدی کو دور کرتا ہے —— وہاں گناہوں کی نجاست کو بھی دھو ڈالتا ہے —— یہ کلمہ کافر کو مسلمان بنا دیتا ہے —— یہ کلمہ پلید کو پاک کر دیتا ہے —— یہ کلمہ دل سے کفر کی ظلمت کو نکال کر اسلام کی شمع روشن کر دیتا ہے —— یہ کلمہ دوزخ سے بچا کر جنت کی خوشخبری سناتا ہے —— یہ کلمہ انسانوں کے ظاہر و باطن کی پاکیزگی اور روح کا سکون ہے —— یہ کلمہ بے سہاروں کا سہارا ہے —— یہ کلمہ بے چاروں کا چارہ ہے —— یہ کلمہ ہر مشکل کا حل ہے —— یہ کلمہ افضل ذکر کہلاتا ہے ——

افضل ذکر:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔
(مشکوٰۃ شریف صد ۲۰۱)

ایہو افضل ذکر پچھان دلا
آیا وچ حدیث بیان دلا
ایہو مطلب خاص قرآن دلا
پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

حضرات:- لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ہے۔ قرآن مجید کے مختلف مقامات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا بیان کچھ یوں ہے۔

توحیدِ خداوندی:- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (پ۲، رکوع ۲)	اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

فرمانِ خداوندی ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ (پ۳، رکوع ۷)	اللہ نہیں کوئی معبود سوائے اس کے وہی حَیُّ قَیُّوم ہے (آپ زندہ اور دل کا قائم رکھنے والا)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدٌ ۔ (پ ، رکوع)	اور نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک ہی معبود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (پ۱۷، رکوع ۵)	نہیں ہے کوئی معبود سوا تیرے تو پاک ہے بیشک مجھ سے بے جا ہوا۔

رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۔ (پ۴ ، رکوع)	اور نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مگر رسول۔

فرمانِ الٰہی:۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝	محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

فرمانِ خداوندی:۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (پ۹)	تم فرما دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (پ۲۶، رکوع ۱۱)	محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

حضرات! توحید و رسالت کے بارے میں چند ایک آیات کا ذکر کیا گیا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت بیان کی گئی ہے کہ اللہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ نہ اس جیسا کوئی خدا ہے۔ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا کوئی نبی ہے۔ یوں سمجھیں کہ:۔

وہ طالب ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ یہ مطلوب ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ وہ خالق ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ یہ مخلوق ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ

وہ مولیٰ ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ یہ بندہ ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ وہ عرشی ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ یہ فرشی ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ

وہ مالک ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ یہ مملوک ہونے میں لاشریک ہے ـــــــ وہ لامکاں ہونے میں لاشریک ہے

یہ با مکاں ہونے میں لاشریک ہے

وہ بے صورت ہونے میں لاشریک ہے ——— یہ با صورت

ہونے میں لاشریک ہے ——— وہ خدا ہونے میں لاشریک ہے

یہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے میں لاشریک ہے ———

ایسا طالب کوئی نہیں ہے جیسا حق تعالیٰ ہے

کوئی بھی نہیں محبوب جیسا کملی والا ہے

کلمہ شریف کی تحریر:- اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم فرمایا لکھ۔ قلم نے عرض کی مولا کیا لکھوں؟ فرمایا جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ پھر دوبارہ قلم کو حکم ہوا لکھ۔ قلم نے عرض کی کیا لکھوں۔ ارشاد ہوا لکھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تو قلم نے حکم خداوندی بجا لاتے ہوئے ستر ہزار سال میں یہی لکھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے قلم لکھ۔ عرض کیا اب کیا لکھوں؟ فرمایا لکھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ قلم نے لکھنا شروع کیا۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر پہنچی تو ہیبت سے قلم شق ہو کر سات ہزار سال تک بیہوش پڑی رہی۔ جب ہوش آئی تو سات ہزار سال تک کانپتی رہی۔ اور سات ہزار سال تک سجدہ میں پڑی رہی۔ پھر حکم ہوا لکھ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ عرض کیا اے رب کیا تیرے سوا کوئی اور بھی ہے۔ جس کا نام اتنی عظمت والا ہے۔ فرمایا اے قلم ادب کر اگر ان کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا۔ تو نہ آسمان، نہ عرش، نہ کرسی، نہ لوح، نہ تجھے ہی پیدا کرتا۔ بلکہ اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ کرتا۔ میں نے ساری مخلوق اسی کے نور سے پیدا کی ہے۔ قلم نے یہ کلمہ ستر ہزار سال میں

لکھا۔ تو کلمے کے دونوں حصے ایک لاکھ چالیس ہزار سال میں پورے کئے۔ پھر قلم نے عرض کی، یا اللہ میں نے تو یہ کلمہ ایک لاکھ چالیس ہزار سال میں لکھا تیرے بندوں میں اتنی عمر کس کی ہوگی جو اس کلمہ کو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب نبیوں کے آخر میں ایک میرا محبوب آئے گا۔ اس کی امت کی عمریں گزشتہ امتوں کی عمروں سے کم ہوں گی۔ مگر میں ان کو ایسا شرف بخشوں گا۔ کہ وہ ایک ساعت میں اس کلمہ کو ادا کریں گے اور جنت کے حقدار بن جائیں گے۔

(تذکرۃ الواعظین ص ۹۱)

پڑھ کلمہ کر کے ہوش میاں
مارے رحمت رب دی جوش میاں
کیوں بیٹھے ہو خاموش میاں
پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

گناہوں کا کفارہ:- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص تھا جو چار سو اسی سال تک گناہ کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر کرم ہوا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہ ط پڑھ کر آپ کا امتی بن گیا۔ چنانچہ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغام الٰہی لے کر نازل ہوئے اور عرض کی یا کلیم اللہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے کلمہ پڑھنے کی برکت سے چار سو اسی برس کے گناہ معاف کر دیئے ہیں چونکہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہ میں چوبیس حرف ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ہر حرف کے بدلے بیس سال

کے گناہ معاف کر دیئے اگر موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والے کے چار سو اسّی ۴۸۰
سال کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں تو جو مصطفےٰ کریم موسیٰ کے نبی بلکہ کل نبیوں
کے بھی نبی ہیں۔ جو ان کا کلمہ پڑھے۔ خدا چاہے تو ہر حرف کے بدلے اس
کے ستر ستر سال کے بھی گناہ معاف کر دے۔ (نزہتہ المجالس ص۲۸ ج۔۱)

ایہہ کلمہ نورو نور میاں
کرے عیب کفر سب دور میاں
سوہنا دسیا ورد ظہور میاں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کنکریوں کی شہادت:- ایک شخص نے میدان عرفات میں سات کنکریاں ہاتھ میں لیں
اور کلمہ پڑھ کر انہیں اپنے مسلمان ہونے کا گواہ بنایا اور وہیں میدان میں پھینک
دیا۔ جب رات ہوئی تو سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ قیامت قائم
ہے۔ اس کا حساب ہوا۔ تو نیکیاں کم اور گناہ زیادہ نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے
فرشتوں کو حکم فرمایا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ جب فرشتے اُسے دوزخ
کے دروازے پر لے کر گئے تو کیا دیکھتا ہے کہ ان کنکریوں نے دوزخ
کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ دوزخ کے محافظ اور کارکن جمع ہو گئے
انہوں نے انتہائی کوشش کی کہ کسی طرح ایک پتھر کو ہٹا دیں۔ مگر وہ پتھر
ان سے ہلائے تک نہیں۔ چنانچہ وہ فرشتے اسے پکڑ کر عرش کے نیچے لے گئے۔
یہ پتھر بھی اس کے ساتھ ہی سفارش کرنے چلے گئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ
نے اسے جنت میں داخل کرنے کا حکم دیا۔ جونہی وہ فرشتے اس شخص کو
جنت کے دروازے کی طرف لے کر چلے تو وہ پتھر پہلے ہی وہاں پہنچ گئے۔

اور ان میں سے ہر ایک نے اسے کہا کہ اے اللہ کے بندے تو میری گواہی
کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا۔ (نزہتہ المجالس ص۲۸، ج۔۱)

کلمے لکھ کروڑاں تارے ولی کیتے سواہیں ہُو
کلمے نال بجھائے دوزخ جتھے اگ بلے انگا ہیں ہُو
کلمے نال بہشتی جانا جتھے نعمت سنج صباحیں ہُو
کلمے جیہی کوئی نعمت ناہیں باہو اندر اوہ ہیں سرائیں ہُو

گھوڑا زندہ ہوگیا! ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک صحابی کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں
ان کا بچوں پر گزر ہوا۔ جو کھیل رہے تھے۔ ان میں ایک وزیر کا بیٹا بھی تھا۔
جو کھیل ختم ہونے پر اس صحابی کو اپنے گھر لے گیا۔ تا کہ ان کی تعظیم و تکریم کرے
چنانچہ اس بچے نے اپنے باپ کو اس صحابی کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد
کھانا پیش کیا گیا۔ انہوں نے کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر کھانا کھایا۔ وزیر نے اُن سے بسم اللہ
پڑھنے کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ہر کام بسم اللہ
پڑھ کر شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ساری کائنات
کا رب اور سچا خدا ہے۔ اور میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے
ہوں۔ انہوں نے مجھے تم لوگوں کی طرف بھیجا ہے تا کہ تم خدا پر ایمان لے آؤ
اور بتوں کو ترک کر دو۔ چنانچہ وہ وزیر مسلمان ہو گیا۔ پھر ایک دن وہ
کہنے لگا کہ بادشاہ کا گھوڑا مر گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جاؤ اس سے
جا کر کہہ دو۔ اگر وہ میری بات ماننے پر تیار ہو جائے تو اس کا مرا ہوا
گھوڑا زندہ ہو جائے گا۔ بادشاہ نے سنا تو کہنے لگا ٹھیک ہے۔

انہیں میرے پاس لاؤ۔ پھر وہ صحابی وزیر کے ہمراہ بادشاہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ اس گھوڑے کا ایک عضو تو آپ پکڑیئے اور ایک آپ کے باپ، ایک آپ کا لڑکا، ایک آپ کی ماں اور سب مل کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھیں۔ پس ان کا پڑھنا تھا کہ پڑھنے والوں کے ہاتھوں ہی میں اس کے اعضاء حرکت کرنے لگے اور خدا تعالیٰ کے حکم سے گھوڑا زندہ ہو کر اچھلنے کودنے لگا۔ (نزہتہ المجالس صـ ۳۳، ج-۱)

سہ
ایس کلمے دے راز نیارے نیں
ایس ڈیدے بڑے تارے نیں
سانوں دسیا مدینے والے نیں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بیڑیاں ٹوٹ گئیں:-

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں حج کیلئے نکلا تو میری سواری بجائے مکہ کی طرف جانے کے روم کے شہر قسطنطنیہ کی طرف مڑ گئی۔ میں نے کئی بار اسے کعبہ کی طرف موڑا مگر وہ قسطنطنیہ کی طرف ہی گئی۔ بالآخر میں اسی طرف چلا اور قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہاں لوگوں کا ہجوم ہے اور ایک شور برپا ہے۔ میں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہ کی بیٹی کو جنون ہو گیا ہے۔ اور اب طبیب کی تلاش ہے۔ فرماتے ہیں میں نے کہا مجھے لے چلو۔ میں اس کا علاج کروں گا۔ چنانچہ جونہی میں نے اس مکان میں قدم رکھا تو وہ

لڑکی پکار اٹھی۔ اے جنید تو کب تک ہم سے دور رہے گا۔ تم نے تو دور رہنے کی بڑی کوشش کی مگر میری تقدیر تمہیں یہاں کھینچ کر لے آئی۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ لڑکی انتہائی حسین و جمیل ہے۔ اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ مجھ سے کہنے لگی کہ مجھے دوا بتلایئے۔ میں نے اس سے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ اس نے جیسے ہی ذرا آواز کھینچ کر پڑھا فوراً بیڑیاں ٹوٹ گئیں اور گلے کا طوق نیچے گرا جب اس کے باپ نے دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا۔ سُبحَانَ اللّٰہ آپ تو بہت اچھے طبیب ہیں۔ ذرا میرا بھی تو علاج کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو بھی وہی پڑھ جو تیری بیٹی نے پڑھا۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔

(نزہتہ المجالس صـ ۳۵ ج-۱)

سہ
ایہہ کلمہ نورو نور میاں
کرے عیب سب کفر دور میاں
سوہنا دسیا ورد ظہور میاں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مریض یا طبیب:-

ایک دفعہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ تو خلیفۂ وقت نے ان کے پاس ایک طبیب بھیجا۔ اس نے علاج کیا تو مرض کم ہونے کے بجائے اور زیادہ ہو گیا۔ اس پر طبیب نے کہا کہ اے شیخ المسلمین میں جہاں تک ہو سکا۔ پوری کوشش سے آپ کا علاج کر چکا

گا۔ حتیٰ کہ اگر مجھے آپ کی شفایابی کی خاطر اپنے جسم کا کوئی اعضا بھی کاٹنا پڑا تو کاٹ ڈالوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں تمہارے زنار کاٹنے پر میری شفا متوقع ہے۔ جب طبیب نے یہ سُنا تو فوراً زنار کاٹ ڈالا اور اسلام لے آیا۔ اور حضرت شبلی بھی اُچھل پڑے۔ گویا انہیں کوئی مرض ہی نہ تھا۔ تب خلیفہ نے کہا کہ میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ طبیب کو مریض کے پاس بھیجا ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ مریضِ کفر کو طبیبِ اسلام کے پاس بھیجا تھا۔

(نزہتہ المجالس ص۳۶، ج۔۱)

؎ ایہہ کلمہ نورُ و نورُ میاں!
کرے عیب کُفر سب دُور میاں
سوہناں دسیا وِرد ظہور میاں
پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کلیدِ جنّت مِل گئی

:- ایک نصرانی (عیسائی) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آیا کرتا تھا۔ اب تین دن گزر گئے وہ نہ آیا۔ آپ نے ساتھیوں سے اس کا حال دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا وہ حالتِ نزع میں ہے۔ زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ چنانچہ آپ اس کی خبر لینے کیلئے اس کے پاس گئے۔ اس سے اس کا حال پوچھا۔ تو اس نے عرض کی کہ قبر وحشت ناک مقام ہے۔ مگر میرا ساتھی کوئی نہیں ——— دوزخ کی آگ دہک رہی ہے۔ مگر اس سے بچنے کا سبب کوئی نہیں ——— جنّت قریب ہے مگر اس تک رسائی نہیں ——— پُل صراط آنکھوں کے سامنے ہے۔ مگر اس پر گزرنے

کی طاقت نہیں ——— ترازو قائم ہے۔ مگر میرے پاس نیکی کوئی نہیں ——— پروردگار بخشنے والا ہے، مگر میرے پاس دلیل کوئی نہیں ——— میری زندگی کا آخری وقت ہے۔ مگر جنّت میں داخل ہونے کی کنجی کوئی نہیں ——— آپ نے فرمایا۔ لیجئے جنّت کی کنجی آ گئی۔ پڑھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چنانچہ اسی رات اُس کا انتقال ہو گیا۔ خواب میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھا کہ وہ جنّت کے اعلیٰ مقامات کی سیر کر رہا ہے۔ (ازنزہتہ المجالس ص۳۷، ج۔۱)

؎ ایہہ کلمہ نور و نور میاں
کرے عیب کفر سب دُور میاں
سوہنا دسیا ورد ظہور میاں
پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کسی نے یُوں کہا۔

حرام اس پہ ہو جائے نارِ جہنّم
پڑھے صدقِ دل سے جو کلمہ تمہارا

مَرنے کے بعد کلمہ

:- جب حجاج بن یُوسف ہلاکو نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو ملمس نامی شخص کے ساتھ بیس سپاہی گئے اور حضرت سعید کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ سپاہی آپ کے مکان پر پہنچے۔ تو آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت سعید نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم حجاج کے سپاہی ہیں۔ جو آپ کو

گرفتار کرنے آتے ہیں۔ آپ نے یہ سُن کر فرمایا۔ الحمد للہ۔ الٰہی تیرا شکر ہے۔ اب اس غلام کو جلد دیدارِ الٰہی نصیب ہو جائے گا۔ پھر فوراً ہی سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک نصرانی راہب کا عبادت خانہ تھا۔ اکثر مُسافر رات کو وہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی رات کو وہاں ٹھہر گئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو وہ عابد عبادت خانہ سے باہر نکلا۔ اور کہنے لگا اے لوگو تم میرے عبادت خانہ کے اندر آجاؤ۔ یہاں رات کے وقت ایک جوڑا شیر کا آتا ہے اور ساری رات عبادت خانہ کے آس پاس پھرتا ہے۔ یہ سُن کر سارے سپاہی عبادت خانہ میں چلے گئے۔ مگر حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عبادت خانہ میں جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں مشرک کے مکان میں پناہ نہیں لوں گا۔ میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ وہ ہر وقت میری حفاظت کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا آپ کو شیر کھا جائیں گے۔ فرمایا۔ میرا اللہ ان شیروں کو میرا چوکیدار بنا دے گا۔ اور ان سے ہی میری حفاظت کا کام لے گا۔ کسی نے کہا کہ شاید آپ نبی ہیں جس وجہ سے آپ کا یہ دعویٰ ہے۔ فرمایا میں نبی تو نہیں مگر سیدالانبیا کا ایک ادنیٰ غلام ضرور ہوں۔ جب آدھی رات ہوئی۔ تو اچانک ایک خونخوار شیرنی آئی۔ اور عبادت خانہ کے پاس حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دیکھ کر حیران کھڑی ہو گئی۔ چونکہ آپ نماز میں مشغول تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو آپ کے پیروں کے تلوے چاٹنے لگی۔ پھر آپ کے قریب پہرہ دینے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد شیر آیا وہ بھی اسی طرح آپ کے پیر چاٹ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔

راہب یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ صُبح کو عبادت خانہ سے باہر نکلا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہو گیا۔ اُدھر حجاج کے سپاہی بھی آپ کی بزرگی کے معترف تھے۔ وہ تو نہ چاہتے تھے کہ آپ کو قتل کرانے لے جائیں۔ مگر حجاج ظالم کے خوف سے مجبُور تھے۔ دوسرے دن حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حجاج کے پاس لے گئے اور سامنے کھڑا کر دیا۔ آپ کی صُورت دیکھ کر ظالم حجاج کہنے لگا۔ میں نے سُنا ہے کہ تو چالیس سال سے ہنسا نہیں۔ یہ کیوں۔ فرمایا۔ مِنْ خَوْفِ النَّارِ جہنّم کے خوف سے۔ کہنے لگا اور لوگ کیوں ہنستے ہیں۔ فرمایا۔ لَمْ تَسْتَوِ الْقُلُوْبُ سارے دل برابر نہیں۔ کوئی خوف والا ہے۔ اور کوئی بے خوف۔ کوئی ڈرنے والا ہے۔ اور کوئی نڈر۔ یہ سُن کر حجاج غضب ناک ہوا۔ اور آپ کے شہید کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے یہ آیت پڑھی۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (پ ۷ رکوع ۱۴)

مُنہ کیا میں نے اُس ذات کی طرف جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔ ہر باطل سے پاک ہوں۔ اور میں مشرک نہیں ہوں۔

حجاج نے حکم دیا کہ اس کا مُنہ قبلہ سے پھیر دو۔ چنانچہ جب انہوں نے آپ کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرا تو آپ نے یہ آیت

پڑھی۔

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ | تم جس طرف منہ پھیرو گے اللہ کا چہرہ پاؤ گے۔

حجاج نے کہا کہ انہیں جلد ذبح کرد۔ جلاد نے آپ کو ذبح کیا اور سر مبارک تن سے جدا کر دیا۔ جب آپ کا سر مبارک تن سے جدا ہو گیا۔ تو آپ نے سات دفعہ بآوازِ بلند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ جسے تمام حاضرین نے سنا۔ (حیوۃ الحیوان کبریٰ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کیں۔ حتیٰ کہ بکتے بکاتے کملی والے کے قدموں میں حاضر ہوتے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں درِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچنے تک دس بار بکا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کہانی اپنی زبانی مجھے یوں بیان کی کہ میرا والد بستی جییٔ کا نمبردار تھا۔ جو مجھ سے بہت زیادہ محبت رکھتا تھا۔ فرماتے ہیں۔ ہم مجوسی تھے۔ میرے والد نے مجھے آتش کدہ کی نگرانی سپرد کر رکھی تھی۔ اور حکم تھا کہ یہ آگ بجھنے نہ پائے فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے باہر کھیتوں کی نگہداشت کے لئے بھیجا گیا۔ اور ساتھ ہی تاکید کی کہ جلدی واپس آجانا۔ میں ایک گرجا کے قریب

سے گزرا تو ان کی دعا ہو رہی تھی۔ ان دعائیہ کلمات نے میرے دل پر اثر کیا۔ میں نے یقین کر لیا۔ کہ یہ عقیدہ ہمارے عقیدہ سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ میں نے ان سے گفتگو کی اور کئی سوالات کئے۔ گھر پہنچنے میں دیر ہو گئی۔ میرے والد نے تلاش کے لئے آدمی بھیجے۔ گھر پہنچا تو والد نے دیر سے آنے کا سبب پوچھا۔ میں نے صاف صاف بات کہہ دی۔ والد نے مجھے ہر طریقہ سے سمجھایا کہ ہمارا دین سچا ہے اور صحیح ہے۔ باقی دین جھوٹے اور باطل ہیں۔ میں سنتا رہا مگر اب باپ کی کسی بات نے مجھ پر اثر نہ کیا۔ اور میں نے کہہ دیا۔ ابا جی سچ تو یہی ہے۔ کہ دین نصرانیت ہی حق ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے دکھوں کا آغاز ہو گیا۔

ہجرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے اس فقرہ سے کہ عیسائیت حق ہے۔ میری آزمائش کا دور شروع ہو گیا۔ مجھے کمرہ میں بند کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ گھر سے باہر جانے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ پاؤں میں بیڑیاں پہنا دی گئیں اب میرے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا کہ کسی نہ کسی طریقہ سے یہاں سے نکل جاؤں۔ میں نے خفیہ طور پر عیسائیوں سے رابطہ قائم کر لیا اور انہیں کہا کہ جب کوئی قافلہ شام کو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ ایک قافلہ کے ساتھ نکل بھاگنے کا اتفاق ہو گیا۔ شام جا کر پوچھا کہ یہاں بڑا عالم کون ہے؟ لوگوں کے بتانے پر میں اس بڑے پادری عالم کے پاس پہنچ گیا اور اپنی ساری داستانِ سرگزشت سنا دی۔ پھر میں نے

ان سے درخواست کی۔ کہ مجھے اپنے پاس رکھ کر دین سکھائیں۔ اس عالم نے مجھے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دی۔ آپ فرماتے ہیں بس دیر تک اسی کے پاس رہا مگر وہ عالم اچھا ثابت نہ ہوا۔ جو کچھ وہ لوگوں کو کہتا تھا۔ خود نہیں کرتا تھا۔ حریص تھا ______ طماع تھا ______ خائن تھا ______ اس کے مرنے پر لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس کے سات مٹکے اشرفیوں سے بھرے ہوئے ہیں لوگوں نے اس کی تجہیز و تکفین سے انکار کر دیا۔ اس کی میّت کو سُولی پر چڑھا کر سنگسار کر دیا۔ اور اس کی جگہ پر دوسرے عالم کو بٹھا دیا۔ جو نہایت عابد، زاہد، متقی تھا۔ مجھے اس عالم سے اس قدر محبّت ہوئی کہ پہلے کسی سے نہ ہوئی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے بتا دو کہ آپ کے بعد کس کی خدمت میں حاضری دوں۔ کس سے رہنمائی حاصل کروں۔ اس نے کہا موصل کے فلاں عالم کے پاس پہنچ جانا۔ چنانچہ میں وہاں پہنچا۔ ایک عرصہ وہاں رہا خدمت کی۔ انہوں نے بھی اپنی موت کے موقع پر مجھے وصیّت کی کہ میں اُن کے بعد نصیبین کے فلاں عالم کی طرف جاؤں۔ چنانچہ وہاں حاضر ہوا کافی عرصہ ان کے پاس رہا خدمت کی۔ آخر ان کی وصیّت کے مطابق شہر عموریہ کے ایک عالم کی خدمت میں پہنچا۔ جب ان کی موت کا وقت آیا۔ تو میں نے اپنی سرگزشت بتا کر پوچھا آپ فرمائیں۔ اب مجھے کہاں جانا چاہیئے؟ کس سے ملوں؟ کون گلے لگائے گا؟ کون پیاس بجھائے گا؟ دیر ہوگئی تھک گیا ہوں۔ مطلوب نہیں مل سکا۔

ظہورِ نبوّت:- مرتے ہوئے اس نے بتایا میری نظر میں اس وقت کوئی ایسا رہنما نہیں جو تجھے صحیح راستے پر چلا سکے۔ البتہ میری تحقیقی معلومات کے پیشِ نظر آخر الزمان پیغمبر کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ ان کا ظہور صحرائے عرب میں ہوگا۔ ان کا دین دینِ ابراہیمی ہوگا۔ وہ ایک کھجوروں کے علاقہ کی طرف ہجرت کرے گا۔ اگر تم سے ہوسکے، سفر طے کرسکو تو ان تک پہنچ جانا۔ وہ تمہارے تمام دکھوں کی دوا ہے۔ تمہارے سب مرضوں کا علاج ہے تمہاری پریشانی کا سکون ہے۔ وہی ہے جو تمہارے غموں کا مداوا ثابت ہوگا۔

علاماتِ نبوّت:- اس کے بعد اس پادری نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سیّدِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم کی علامات بتائیں۔

۱:- وہ صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے۔

۲:- وہ ہدیہ قبول کرلیں گے۔

۳:- نخلستانی علاقہ کی طرف ہجرت کریں گے۔

۴:- اُن کے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوّت ہوگی۔

جب یہ نشانیاں ان میں پالو۔ تو یقین کر لینا کہ یہی وہ نبی ہیں۔ جو خاتم النبیّین ہیں۔ یہی آخری رسول ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پادری مجھے یہ نصیحتیں کرنے کے بعد فوت ہوگیا۔ میں متلاشی رہا کہ مجھے کوئی قافلہ مل جائے۔ جو مجھے سرزمین عرب میں لے جائے۔ فرماتے ہیں میرے پاس گائیں بکریاں جمع ہوگئیں تھیں۔ اتفاق

سے قافلہ ہی مل گیا۔ میں نے کہا یہ سارا مال تمہیں دے دوں گا۔ مجھے اپنے ساتھ
عرب لے چلو۔ بات طے ہوگئی۔ مگر میرے ساتھ سلوک یہ ہوا کہ اس قافلہ
نے مجھے غلام بنا کر وادی قریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ جب
میں اس یہودی کے ساتھ آیا تو مجھے محسوس ہوا۔ شاید یہی وہ سرزمین ہے
جس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے۔

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :- اس تذبذب میں تھا کہ اس یہودی نے مجھے بنو قریظہ کے
دوسرے یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ یہ یہودی مجھے سرزمین مدینۃ الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے آیا۔ باغات دیکھے۔ کھجوریں مشاہدہ کیں۔ دل
نے یقین کر لیا کہ نخلستان تو پہنچ گیا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں :-

حَتّٰی قَدِمْتُ	جب میں مدینۃ الرسول
الْمَدِیْنَۃَ فَوَاللّٰہِ	پہنچا تو اللہ کی قسم میں نے
مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ	دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی
رَأَیْتُھَا فَعَرَفْتُھَا	مقدس شہر ہے اور مجھے
لِصِفَۃِ صَاحِبِیْ	یقین آگیا کہ جس کے متعلق
وَاَیْقَنْتُ ھِیَ	مجھے بتایا گیا تھا یہی وہ
اَلْبَلْدَۃُ الَّتِیْ	محبوب نگر ہے۔
وُصِفَتْ لِیْ۔	

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں دیارِ
محبوب تک پہنچنے تک دس بار بکا۔ اور میرے خریداروں نے مجھے بڑی

بے رغبتی اور لاپرواہی سے چند ٹکوں میں خریدا۔ کھوٹے سکوں اور چند
درہموں میں خریدنے والوں کو کیا خبر تھی کہ یہ کون ہے؟ ——
اس کی قیمت کیا ہے؟ انہیں کیا خبر تھی کہ چند دنوں کے بعد یہ کس بازارِ
عشق و محبت میں خریدا جانے والا ہے —— انہیں کیا خبر تھی کہ
اس کے خریداروں میں سیاحِ لامکاں حصہ لینے والے ہیں ——
انہیں کیا خبر تھی کہ اس کی قیمت کتنی پڑنے والی ہے ——

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں اپنے یہودی مالک
کے باغ میں کام کرتا رہا۔ وقت آیا کہ حضور سیدِ دوجہاں صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپ ہجرت فرما کر مدینہ شریف میں پہنچے۔ میں درخت
پر شاخوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا تھا۔ میرا مالک نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے
مالک کا ایک رشتہ دار آیا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ انصار کو غارت
کرے۔ قبا کے اندر کسی شخص کو رسول و نبی تسلیم کئے بیٹھے ہیں۔ وہ مکہ مکرمہ
سے ہجرت کر کے یہاں آئے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں۔ اس یہودی کی آواز میرے کانوں میں پڑی تو مجھ پر وجد
طاری ہو گیا۔ جسم میں اس قدر کپکپی طاری ہوئی کہ مجھے خطرہ ہوا۔ کہ کہیں
نیچے نہ گر پڑوں۔ یہودی آپ کی اس حالت پر بہت متعجب تھا۔ آپ
کی زبان پر بار بار وجدانی کیفیت سے یہ شعر جاری تھا۔

؎ اَخِلَّائِیْ لَا وَاللّٰہِ مَا اَنَا مِنْکُمَا
اِذَا عَلَمٌ مِنْ اٰلِ لَیْلٰی بَدَا لِیَا

میرے دوستو! خدا کی قسم اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا۔
کہ مجھے دیارِ حبیب کا پہاڑ نظر آگیا ہے۔

فرماتے ہیں۔ میں نے کام ختم کیا۔ لرزتا کانپتا درخت سے نیچے اُترا
_______ اس یہودی سے کہا۔ یار کیا بات کر رہے تھے۔ اب
ذرا پھر سناؤ۔ میرے مالک نے یہ سُن کر ناراضگی کے ساتھ مجھے طمانچہ
مارا۔ اور کہا کہ تجھے ایسی باتوں سے کیا تعلق جاؤ۔ اپنا کام کرو۔ خبردار آئندہ
اگر ایسی بات کی۔

پہلی علامت کی تصدیق:- پہلی علامت نخلستان والی تھی۔ جو آپ نے مدینۃ الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتے ہی دیکھ لی تھی کہ علاقہ کھجوروں کا ہے
نخلستان کا صحیح مصداق یہی زمین ہے۔ یہ پہلی تصدیق باعث اطمینان ہو
چکی تھی۔

دوسری علامت کی تصدیق:- دوسری علامت یہ بتائی گئی کہ وہ رسول صدقہ
قبول نہیں کریں گے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں صدقہ لے کر قبا حاضر ہوا اور
عرض کی حضور یہ صدقہ آپ کے لئے اور آپ کے صحابہ کرام کے لئے
لایا ہوں۔ قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے صدقہ جائز نہیں
یہ فرمایا اور صدقہ صحابہ کرام کے سپرد کر دیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ منظر دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہی رسول ہیں۔

تیسری علامت کی تصدیق:- آپ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضور پُرنور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قبا سے چل کر مدینہ شریف میں جلوہ گر ہوتے۔ تو
پھر کچھ نذرانہ لے کر حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صدقہ تو آپ قبول نہیں کرتے۔ اب ہدیہ لایا ہوں۔ شرفِ قبولیت سے نوازیں
آپ نے قبول فرما لیا تو میرا یقین اور زیادہ ہو گیا۔ کہ تیسری علامت بھی سچی
ثابت ہو گئی۔

چوتھی علامت کی تصدیق:- اب سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں۔ کہ میں اس موقع کا متلاشی تھا کہ آخری علامت دونوں شانوں کے
درمیان مہرِ نبوت کو کس طرح دیکھوں۔ ایک دن آپ جنت البقیع میں
ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ میں نے جھک کر سلام عرض کیا۔
چنانچہ میں آگے سے اُٹھ کر پُشت مبارک کے پیچھے آ کر بیٹھ گیا کہ مُہرِ نبوت
کی زیارت کر سکوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری اس کیفیت کو جان
گئے۔ فوراً پُشت مُبارک سے چادر اُٹھا دی۔ میں نے مُہرِ نبوّت کو دیکھا
چُوم کر رو دیا۔ حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سامنے آؤ۔ میں
سامنے حاضر ہو گیا تو آپ نے اسی وقت مجھے مشرف بہ اسلام فرمایا بس
یہ آخری سوال تھا جو حل ہو گیا۔ قربان جائیں۔ سیدنا سلمان آپ کے
مقدّر پر کہ آپ کس محبوب کی گود میں پڑے ہیں۔ کہوں سلام ہوں۔
آپ کے لمحہ حیات پر جس میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
آپ کو صدیوں کے دُکھوں سے نجات دلائی اور سینۂ نبوت سے لگایا۔

؎ وہ گوہر مقصُود کہ تھی جس کی تمنا
جھولی میں دیا ڈال ترے دستِ عطا نے

آپ سے جب کوئی پوچھتا آپ کون ہیں۔ کس کے بیٹے ہیں تو
آپ فرماتے ہیں مُسلمان ہوں۔ اور اسلام کا بیٹا ہوں۔

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں۔

سلمان کا نام پوچھو تو ـــــــ عبداللہ ہے۔
ان کی نسبت پوچھو تو ـــــــ ابن الاسلام ہے۔
ان کی دولت پوچھو تو ـــــــ فقر ہے۔
ان کی دکان پوچھو تو ـــــــ مسجد ہے۔
ان کا لباس پوچھو تو ـــــــ تقویٰ ہے۔
ان کا ارادہ پوچھو تو ـــــــ رضائے الٰہی ہے۔
ان کی کمائی پوچھو تو ـــــــ صبر ہے۔
ان کا ہادی پوچھو تو ـــــــ سیدالانبیاء ہے۔

باغ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبولِ اسلام کے بعد حسبِ معمول اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے رہے۔ ایک دن حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے سلمان اپنے آقا سے کتابت کر لو۔ یعنی اسے کچھ معاوضہ دے دو۔ جس کے عوض وہ تمہیں آزاد کر دے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا سے بات کی۔ اُس نے کہا سلمان اگر کتابت چاہتے ہو تو چالیس اوقیہ سونا ادا کرو۔ اور تین سو درخت کھجوروں کے لگا دو۔ جب وہ پھل دینے لگ جائیں تو تم آزاد ہو۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کر دیا۔

آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ سلمان کے لئے پودوں سے امداد

کرو۔ چنانچہ کوئی دس لے آیا۔ کوئی بیس یہاں تک کہ تعداد پوری ہوگئی سلمان سے فرمایا جاؤ گڑھے بنا کر رکھو۔ پودے میں خود آکر لگاؤں گا گڑھے تیار ہوگئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے پودے گڑھوں میں رکھ دیئے اور دعا برکت فرما دی۔ ایک سال گزرنے نہ پایا تھا کہ باغ نے پھل دے دیا تین سو پودوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو خشک ہو گیا ہو یا پھل نہ دیا ہو۔ درختوں کا قرض تو اُتر گیا مگر ۴۰ اوقیہ سونا باقی رہ گیا۔ ایک شخص نے دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر سونے کی ڈلی پیش کی۔ آپ نے فرمایا۔ سلمان کہاں ہیں؟ عرض کی آقا حاضر ہوں۔ فرمایا یہ سونا لے جاؤ اور اپنے مالک کا یہ قرض بھی چکا دو۔ بظاہر تو وہ تھوڑا معلوم ہوتا تھا۔ میں نے عرض کی سونا تھوڑا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کر دے گا۔ چنانچہ سونا تولا گیا تو وہ ٹھیک چالیس اوقیہ تھا۔ اب آپ آزاد ہوگئے اور غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش بدوش کام کرتے رہے۔ (مدینۃ الرسول ص ۳۰۱)

فوائد کلمہ شریف:۔

(۱) کلمہ شریف پڑھنے والا دنیا میں سے ایمان کی حالت میں جائے گا۔
(۲) کلمہ شریف پڑھنے والے پر موت کی سختی آسان ہوگی۔
(۳) کلمہ شریف پڑھنے والے کی قبر روشن ہوگی۔
(۴) کلمہ شریف پڑھنے والے کے پاس منکر نکیر عمدہ صورت میں آئیں گے۔

" کلمہ شریف پڑھنے والے کا نام زمرۂ شہداء میں لکھا جائے گا۔

" کلمہ شریف پڑھنے والے کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔

" کلمہ شریف پڑھنے والا پلصراط سے بجلی کی طرح گذر جائے گا۔

" کلمہ شریف پڑھنے والے کے جسم پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کردے گا۔

" کلمہ شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ شراب طہور پلائے گا۔

" کلمہ شریف پڑھنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ ستر حوروں کا نکاح کریگا۔

" کلمہ شریف پڑھنے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

" کلمہ شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِ الْوَرٰى صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى، بَدْرِ الدُّجٰى شَمْسِ الضُّحٰى نُوْرِ الْهُدٰى، مُحَمَّدِنِ الْمُجْتَبٰى اَلَّذِيْ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ (پ ۳۰ رکوع ۱۴)

امنت باللہ صدق اللہ العظیم وبلغنا رسوله النبی الکریم

کونین دے والی دا گھر بار بڑا سوہنا
سوہنے رب دی مدینے دا دربار بڑا سوہنا
انج مسجد نبوی دی ہر چیز بڑی سوہنی
جیہڑا روضے دے نال جڑیا مینار بڑا سوہنا
جہنوں ویکھ کے اکھیاں دی پیاس نئیں بجھدی
اوس ساوے روضے دا دیدار بڑا سوہنا!
صدیق، عمر، عثمان، حیدر توں صدقے جاں
میرے کملی والے دا ہر یار بڑا سوہنا
سب رستے مدینے دے سانوں جان توں پیارے نیں
جیہڑا روضے نوں جاندا اے بازار بڑا سوہنا
دنیا دیاں سفراں توں بندہ اک دی تے جاندا اے
پر سفر مدینے دا ہر وار بڑا سوہنا!
سب دائیاں حلیمہ نوں حیرت نال پچھدیاں نیں
کتھوں لے کے توں آئی ایں دلدار بڑا سوہنا
انج تے میں ماڑی آں میری گلی وی ماڑی اے
میری گود وچ نبیاں دا سردار بڑا سوہنا
مینوں نہ تسیں ویکھو نسبت تے میری ویکھو
اس کوجے ظہوری دا غمخوار بڑا سوہنا

حضرات! قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے طرح طرح سے اپنے محبوب کی قسمیں کھائیں۔
چنانچہ!

کہیں فرمایا، اے محبوب تیری جان کی قسم۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ٥ (پ۱۴، رکوع ۴)	اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں

کہیں فرمایا تیرے رخ انور کی قسم وَالضُّحٰى
تیری عنبرین زلفوں کی قسم وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى
(پ۳۰، رکوع ۱۷)

کہیں فرمایا تیری پیاری گفتگو کی قسم۔

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ٥ (پ ۲۵، رکوع ۱۲)	مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

کہیں فرمایا:-
وَالْعَصْرِ ٥ اس زمانہ محبوب کی قسم۔
کہیں فرمایا، اے محبوب تمہارے شہر کی قسم۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ٥ (پ۳۰، رکوع ۱۴)	مجھے اس شہر کی قسم محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

سوگند ہے چہرے کی شمس الضحیٰ
واللیل ہے تیری زلف دوتا !
سینے کی صفت ہے اَلَمْ نَشْرَح
تیرے دل کی فضا کا کیا کہنا
وَالعَصر ہے تیرے زماں کی قسم
وَالعُمرُكَ ہے تیری جاں کی قسم
وَالبَلَد ہے تیرے مکاں کی قسم
تیری شانِ عُلیٰ کا کیا کہنا

شہنشاہ گولڑہ شریف فرماتے ہیں۔

کوئی مثل نہ جانی دی
رب آپ قسماں کھاوے
وہدی چڑھدی جوانی دی

حضرات! دنیا میں بڑے بڑے خوبصورت شہر آباد ہیں، کوئی کسی شہر کی تعریف کرتا ہے۔ تو کوئی کسی کی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے کسی شہر کی قسم نہیں کھائی۔ اگر قسم کھائی تو شہر مکہ کی قسم کھائی ہے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے؟ کہ کیا مکہ کی قسم اس لئے کھائی کہ وہاں بیت اللہ ہے ——— کیا قسم اس لئے کھائی کہ وہاں آبِ زمزم کا چشمہ ہے ——— کیا قسم اس لئے کھائی کہ وہاں صفا و مروہ ہے ——— کیا قسم اس لئے کھائی کہ وہاں مزدلفہ اور منیٰ ہے ——— کیا قسم اس لئے کھائی کہ وہاں حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم ہے؟ اس کا جواب نہیں میں ہوگا۔ وہ اس لئے کہ یہ سب

چیزیں تو پہلے بھی موجود تھیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قسم نہیں کھائی۔ لیکن جب مکہ کی نسبت کملی والے سے ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ
مجھے اس شہر کی قسم اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

حضرات! مذکورہ آیت پاک پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مکہ کی قسم اس لئے کھائی کہ اس شہر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ جس جگہ حضور تشریف فرما ہوں اللہ تعالیٰ اس جگہ کی قسم کھاتا ہے۔ اگر مکہ میں ہوں تو مکہ کی اگر مدینہ میں ہوں تو مدینہ کی۔ اور تمام مفسرین و محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ زمین کا وہ خطہ جس پر کملی والے آرام فرما ہیں۔ وہ ساری کائنات، زمین و آسمان، حتیٰ کہ عرشِ معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

؎ جہاں کملی والے کا ہے آستانہ
وہ عرشِ معلیٰ سے کہیں بہتر ہے

افضل ترین خطہ

حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ پاک پر آپ کے دفن کے سلسلہ میں اختلاف رائے ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس جگہ دفن کیا جائے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

لَيْسَ فِي الْأَرْضِ بُقْعَةٌ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بُقْعَةٍ قُبِضَ نَفْسُ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(خلاصۃ الوفاء ص ۱۲)

وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا وہ خطّہ سب جگہوں سے افضل ہے

؎ عظمت ہو بیاں کیسے دربارِ رسالت کی!
جبریل بھی آتے ہیں جس در پہ غلامانہ

کسی نے یوں کہا:۔

ربّ نوں وی ہو گئی دھرتی بڑی محبوب اوہ
جیہڑی تھاں تے احمد مرسل دا ڈیرہ ہو گیا

محبوب ترین خطّہ:۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے لئے دعا کی:۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ

(بخاری شریف ص ۲۵۳ ج ۱)

اے اللہ! ہمیں مدینہ منورہ محبوب بنا دے جس طرح مکہ مکرمہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

ایمان کی پناہ:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد دو عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا۔

(بخاری شریف ص ۲۵۲ ج ۱)

بے شک ایمان مدینہ میں ایسے پناہ لے گا، جیسے سانپ اپنے بل میں چلا جاتا ہے۔

مدینہ میں موت:۔

حضور سیّد دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(کنز الاعمال ص ۱۲۵ ج ۱)

جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہوا۔ میں اس کی شفاعت کروں گا۔

؎ خاکِ مدینہ پر مجھے اللہ موت دے
وہ مُردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

کسی نے یوں کہا:۔

گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ دھرا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو
اس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

کسی نے یوں کہا:۔

عرشی بھی سوالی ہیں ، فرشی بھی سوالی ہیں
ملتی ہے شفاعت کی خیرات مدینے میں

سواری تیز فرمانا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے تشریف لائے۔

فَنَظَرَ اِلٰی جُدُرَاتِ الْمَدِیْنَۃِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَہٗ وَاِنْ کَانَ عَلٰی دَابَّۃٍ حَرَّکَھَا مِنْ حُبِّھَا (بخاری شریف صہ ۲۵۳ ج ۱)	مدینہ منورہ کی دیواروں پر نظر پڑتی تو شوقِ مدینہ میں سواری کو تیز فرما دیتے۔

افضل ترین شہر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پر حاوی ہوگی۔ سب سے افضل ہوگی۔

یَقُوْلُوْنَ یَثْرِبَ وَھِیَ الْمَدِیْنَۃُ (بخاری شریف صہ ۲۵۲ ج ۱)	لوگ اسے یثرب کہتے ہیں۔ وہ مدینہ منورہ ہے۔

سہ نبیوں میں جیسے افضل و اعلیٰ ہیں مصطفےٰ
شہروں میں بادشاہ ہے مدینہ حضور کا

خاکِ مدینہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ منورہ کے غبار سے منہ ڈھانپ لیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ فِیْ غُبَارِھَا شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ۔ (خلاصۃ الوفا صہ ۲۸)	مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مدینہ منورہ کے غبار میں شفا ہے۔

سہ میری خاک یارب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

قبرِ انور کی زیارت: حضور سیدِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ (راحت القلوب صہ ۲۰۴)	جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگی۔
مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ	جو ارادتاً میری زیارت کیلئے آیا وہ قیامت کے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ (خلاصۃ الوفا صلا)

دن میرا پڑوسی ہوگا ۔

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ وَفَاتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ (راحت القلوب ص۲۶)

جس نے میری وفات کے بعد حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ۔

حضرات یہی وجہ ہے کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت عشاق کا ہجوم رہتا ہے ۔ جن خوش قسمت لوگوں نے دیارِ محبوب دیکھا ہے ۔ انہیں پوچھ کر دیکھو کہ شہر مدینہ کیسا ہے ۔ کوئی کہتا ہے کہ :۔

میرے کملی والے دا گھر بار بڑا سوہنا
سوہنے رب دی مدینے دا دربار بڑا سوہنا

کسی نے یوں کہا :۔

اساں ویکھے سوہنے دے گلیاں محلے
ولی غوث بیٹھے نیں راہواں نوں ملے
فرشتے وی جھک جھک کے ویندے نیں تھلے
خدا دی سلاماں دے تحفے نیں گھلے
مدینے شہر دی توں کی شان پچھناں ایں
رب دا پیا دا شہر ہے بس ہیلے ہیلے ..

کسی نے یوں کہا :۔

منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جب سامنے آنکھوں کے دربار نظر آئے

جن لوگوں نے اس محبوب کے پیارے شہر محبت کی نگاہوں سے دیکھا ہے ۔ وہ تو ہر وقت دیارِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت و ثنا میں مگن رہتے ہیں ۔ اور جو محروم ... ہیں ۔ وہ انتظار میں ہیں ۔ کہ کب محبوب کا بلاوا آئے تو ہم بھی شہر مدینہ منورہ کے نظارے لوٹیں ۔ اور اپنے اپنے انداز میں کملی والے کو اپنے عشق و محبت کا پیغام دیتے رہتے ہیں ۔ کوئی ہوا کے ذریعے کوئی مدینے کو جانے والے مسافر کے ذریعے کہ شاید کوئی دل کی تڑپ، کوئی ماڑا، محبوب کو پسند آجائے اور در پر بلا لیں ۔

کوئی یوں کہتا ہے ۔

ہوائے دیس محبوباں دے جائیں !
مرا احوال حضرت نوں سنائیں !
ایہہ لے جا جان میری توں مدینے
کریں روضے توں صدقے اس دے تائیں
کہیں اس بادشاہ نوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مرے ولے کرم دی جھات پائیں
اگے ڈٹھا اے جامی نے اوہ جلوہ
خدایا اوہ دوبارا وی وکھائیں

کسی نے یوں کہا :۔

ہ میرے سوہنیاں مدینے وچ رہن والیا،
کدی مینوں وی بلاویں اُتے درتے
کدی میری دی تمنا پوری کردے
مدینے وچ رہن والیا ! !

کسی نے یوں کہا:۔

یا رب ہور نہ منگاں تیتھوں مینوں یار دے دیس پہنچا دے
جتھے جھاڑو دین فرشتے اوہ سوہنا شہر وکھا دے
جنہاں گلیاں وچ پھریا سوہنا اوہناں گلیاں دی خاک بنا دے
اعظم نے جے کرم کماویں اینوں یار دی دید کرادے

حضرات! مدینے والے بے مثل محبوب کا شہر بھی بے مثل ہے

ہ مدینہ وہ مدینہ جس کی گلیاں فخر کرتی ہیں
جہاں حورانِ جنت بھی قدم دھو دھو کر دھرتی ہیں

یہی وہ شہر ہے جس میں سب سے زیادہ صحابہ کرام آرام فرما ہیں۔ اسی زمینِ مقدس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے پسند فرمایا۔

اسی شہرِ مقدس میں تلاوت قرآن مجید کا آغاز ہوا ــــــ یہی وہ شہر ہے، جس سے اسلامی فتوحات کا آغاز ہوا ــــــ یہی وہ شہر ہے جس سے اسلامی فتوحات کا آغاز ہوا ــــــ یہی شہر دین کا منظہر ہے ــــــ اسی شہر میں مرنے والوں کو شفاعت کا وعدہ دیا گیا ہے ــــــ اسی شہر مقدس میں موت کی دعا کو مستحب قرار دیا گیا ــــــ یہی وہ شہر انور ہے

جسے دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی سواری تیز فرما لیا کرتے تھے ــــــ یہی وہ شہر ہے جس کے نام تمام شہروں کے ناموں سے زیادہ ہے ــــــ اسی شہر کے ظالموں کے لئے سخت وعید ہے ــــــ اسی شہر میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کی گئی ــــــ یہی وہ شہر ہے جس کے پھلوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم چوم لیا کرتے تھے ــــــ اسی شہر میں جنت البقیع کا مقدس خطّہ ہے ــــــ یہی وہ شہر ہے جس کی حفاظت پر فرشتے مامور ہیں ــــــ یہی وہ خطّہ ہے جو دجّال اور طاعون سے بچا رہے گا ــــــ اسی شہر مقدس میں وہ خطہ ہے جس کی زیارت سے بخشش لازم ہو جاتی ہے۔ اسی شہر میں جنت کا باغ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ	میرے گھر اور میرے
وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ	منبر کے درمیان جو
مِّنْ رِّیَاضِ	جگہ ہے وہ جنت
الْجَنَّۃِ۔	کے باغوں میں سے
(بخاری شریف ص۲۵۳ ج۱)	ایک باغ ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کرنے والے اہلِ ایمان سے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر وہ جنت کب ملے گی۔ پہلے اعمالِ صالحہ کے ساتھ زندگی گزاری جائے۔ پھر موت پھر قبر و حشر کا عظیم سفر طے کرنے کے بعد جنت ملے گی۔ مگر کملی والے نے فرمایا

جو میرے قدموں میں آگیا وہ جنت میں پہنچ گیا۔ اس سے معلوم
ہوا کہ آخرت کو بھی جنت اسے ملے گی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے قدموں میں پہنچا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دُور
ہو گیا۔ وہ جنت تو کیا خدا سے بھی دور ہو گیا۔ اور جو خدا سے
دور ہو گیا۔ پھر جنت کے ساتھ اس کا کیا تعلق جو کہتے ہیں کہ حج کرنے
والے حاجی کو مدینے جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حج تو صرف مکے
میں ہے۔ میں کہتا ہوں جو حج کیلئے جائے اور سرکار کے روضہ
انور پہ حاضری نہ دے۔ اس کا حج تو کجا ایمان کا خطرہ ہے حضور
سیدِ دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ ۔	جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(راحت القلوب ص ۲۰۶)

قارئین! آپ جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی محبت ایمان کی اصل ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت
ہے تو ایمان ہے اگر محبت نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں۔ اب آپ
خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ حاجی کا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ
انور پر حاضری نہ دینا یہ محبت کی نشانی ہے یا بغض کی۔ یقیناً حضور
کے فرمان کے مطابق یہ بغض رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی علامت
ہے۔ تو جس نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق دل میں بغض
رکھا اور آپ پر ظلم کیا۔ اس کا حج تو کجا ایمان بھی نہ رہے گا۔ لہٰذا

تکمیل حج اور قبولیتِ حج کیلئے درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حاضری
دینا پڑے گی۔ بے شک حج کرنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
مگر بخشش کی مُہر تو مدینے سے لگے گی اور جنت کا ٹکٹ مدینے والے
سے حاصل ہو گا۔

حضرات! مکے میں اللہ کا گھر ہے ——— مدینے میں رسول اللہ
کا گھر ہے ——— مکے میں آبِ زمزم ہے ———
مدینے میں آبِ کوثر ہے ——— مکے میں حضرت خدیجہ
ہیں ——— مدینے میں حضرت فاطمۃ الزہرا ہیں ———
مکے میں غارِ حرا ہے ——— مدینے میں گنبدِ خضریٰ ہے
——— مکے میں جلالِ خدا ہے ———
مدینے میں جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔

خدا جَاؤکَ کہہ کے تیرا در سانوں وکھاندا اے
کہ بخشش لئی اے کافی اے دوارہ یا رسول اللہ

حضرات! مدینہ وہ مدینہ ہے، جس میں سارا سال ایک ہجوم
کثیر رہتا ہے۔ وہ بھی صرف فرشیوں کا نہیں۔ بلکہ عرشی یعنی فرشتے
حاضر دربار ہوتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتہ
صبح اور ستر ہزار شام کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
روضہ انور پہ حاضر ہوتے ہیں۔ اور حضور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام کے ہدیے پیش کرتے ہیں۔

مَا مِنْ فَجْرٍ يَطْلُعُ اِلَّا نَزَلَ	ہر فجر کو ستر ہزار فرشتے اتر کر قبرِ انور کو ڈھانپ

سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْنَ الْقَبْرَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ تَصْنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ (خلاصۃ الوفا ص۲۰۷)

لیتے ہیں۔ اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ شام کے وقت یہ چلے جاتے ہیں اتنے ہی اور آجاتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں۔

چھڈ کے رضوانِ جنّت دی گلزار نوں
اوندے چمن محمدّ صلی اللہ علیہ وسلّم دے دربار نوں
اوہدے دربارِ اقدس توں قربان میں !
مُل پیندا جتھے ہر گنہگار دا ! !

نے یُوں کہا :۔

ہزاروں قدسیوں کی بھیڑ ہے روضہ کی جالی پر
ہزاروں آرہے ہیں چومنے تربتِ محمدّ صلی اللہ علیہ وسلّم کی

اور جب وہ فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار پُرانوار کی حاضری سے فارغ ہو کر واپس اپنے اپنے مقام کی طرف جاتے ہیں تو زبانِ حال سے یہ کہتے جاتے ہیں کہ :۔

؎ نہ جنّت نہ جنّت کی گلیوں میں دیکھا
مزہ جو محمدّ صلی اللہ علیہ وسلّم کی گلیوں میں دیکھا

جنّت میں وہ مزہ آئے بھی کیسے کیوں کہ مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جلوہ گر ہیں۔ اور جنّت ابھی اس سعادت سے محروم ہے۔

؎ عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنّتیں ہیں نثارِ مدینہ

اسی لئے تو ہم بھی ہر وقت یہ دُعائیں کرتے رہتے ہیں۔ کہ

؎ یا الٰہی دکھا دے وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں دن رات مولا تیری رحمت برستی ہے

کوئی یُوں کہتا ہے :۔

میرا مسکن مدینہ ہو میرا مدفن مدینہ ہو
میرا سینہ مدینہ ہی بنا دو یا رسول اللہ

امام مالک کا عشق :۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ رموزِ بے خودی میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ سے عراق میں بُلایا کہ میری خواہش ہے کہ میں آپ سے درسِ حدیث لوں۔ اور چونکہ یہاں بغداد میں درس و تدریس کا بھی بہتر موقع میسّر آئے گا۔ مگر امام صاحب نے جواب دیا کہ میں مدینہ کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ اور اس لئے بھی کہ زلفِ رسول کا قیدی ہوں۔ نہ مجھے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قید سے رہائی ملے

اور نہ میں مدینہ چھوڑوں ۔

حضرات! دربارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ حاضری دینے والا کوئی بھی خالی نہیں لوٹتا۔ وہاں سب کی سنی جاتی ہے۔

سب کے خالی دامن بھرتے ہیں
سب کی امیدیں بر آتی ہیں

یہی وجہ ہے کہ:۔

ہر طرف مدینے میں بھیڑ ہے فقیروں کی
ایک دینے والا ہے کل جہان سوالی ہے

کسی نے یوں کہا:۔

جو درِ مصطفےٰ کے گدا ہو گئے!
دیکھتے دیکھتے کیا سے کیا ہو گئے
ایسی چشمِ کرم کی ہے سرکار نے
دونوں عالم میں غنی کر دیا
کوئی مایوس لوٹا نہ دربار سے
جو مانگا ملا سرکار سے!
صدقے جاؤں نبازی میں لجپال کے
ہر گدا کو سخی نے سخی کر دیا

کوئی یوں کہتا ہے:۔

آتے ہیں شہنشاہ بھی کشکول لئے در پہ
کس شان کا ہے تیرا دربارِ کریمانہ

حضرات! عشاق کے ہاں محبوب کی گلی کا ہر ذرہ دل و جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ وہ تو اس

محبوب کی گلی کے کتوں سے بھی پیار کرتے ہیں۔

مولانا جامی کا عشق:۔ کشتۂ عشقِ رسول مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک موقعہ پر انتہائی عاجزی وانکساری سے بارگاہِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرتے ہیں۔

سگت را کاش جامی نام بودے
کہ آمد بر زبانت گاہے گاہے!

اے شہنشاہِ کائنات کاش آپ کے [illegible] کسی کتے کا نام ہی جامی ہوتا کہ کبھی کبھی آپ کی زبان پہ میرا نام تو آجاتا۔

اعلیحضرت کا عشق:۔ اعلیحضرت احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مقامات پہ سگانِ طیبہ سے عقیدت ومحبت کا اظہار فرمایا ہے۔ ایک موقعہ پہ یوں فرمایا:۔

پارۂ دل بھی نہ نکلا تجھ سے تحفہ میں رضا
ان سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے احمد رضا کتنا اچھا ہوتا کہ تو اپنے سینہ سے دل نکال کر سگانِ طیبہ کے حضور پیش کرتا۔ افسوس ایسا نہ کر سکا۔ تعجب ہے تجھے اپنی جان سگانِ طیبہ سے زیادہ پیاری ہے۔ دوسری جگہ پہ اپنی نسبت کا اظہار فرماتے ہیں۔

؎ تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے نسبت مجھکو
میری گردن میں ہے دور کا ڈورا تیرا

تیسری جگہ پر فرماتے ہیں۔ ہمیں آہ و فغاں کرنے کا طریقہ یاد ہے مگر سرزمین مدینہ میں آہ و فغاں کرنے سے رکاوٹ یہ ہے۔ ڈر لگتا ہے کہیں اس پاک سرزمین کے سگانِ محترم کی سمع خراشی نہ ہو۔

؎ خوف ہے سمع خراشیٔ سگِ طیبہ کا
ورنہ کیا یاد نہیں نالہ و فغاں ہم کو

محدث علی پوری کا عشق:۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سگانِ طیبہ کے ساتھ عشق و محبت کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

آپ اپنے احباب میں مدینہ منورہ کی کسی گلی میں کھڑے ہیں۔ کہ سامنے سے ایک زخمی کتا چیختا ہوا گزرا۔ اس کتے کو کسی نے پتھر مارا تھا۔ حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ اس منظر کو دیکھ کر بے خود ہو گئے۔ اس بے خودی میں سگِ طیبہ کو کلاوے میں لے لیا۔ اپنی دستار سے اس کا خون صاف کیا، پھر ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے کہا اے سگِ طیبہ خدارا بارگاہِ رسالت میں میری شکایت نہ کر دینا پھر دیر تک سگِ طیبہ کو کلاوے میں لے کر روتے رہے۔

(مدینۃ الرسول صـ۴۰۸)

حضرات! مدینہ وہ مدینہ ہے۔ جہاں بے چینوں کو چین ملتا ہے ـــــ جہاں بے سہاروں کو سہارا ملتا ہے

ـــــ جہاں بے سکونوں کو سکون ملتا ہے ـــــ جہاں بیکسوں کی دلداری ہوتی ہے ـــــ جہاں بے ہنروں کی پذیرائی ہوتی ہے ـــــ جہاں گنہگاروں کو دامانِ رحمت میں چھپا لیا جاتا ہے ـــــ

اعلیحضرت فرماتے ہیں:۔

؎ چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

محبوب کا کوچہ خوفزدہ دلوں کے لئے امن کا گہوارہ ہے
پژمردہ روحوں کے لئے راحت کا مقام ہے۔
مایوس انسانوں کے لئے ملجا و ماویٰ ہے۔

اعلیحضرت فرماتے ہیں:۔

؎ تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے
جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے

یعنی اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی میرے لئے معین و مددگار ہیں۔ آپ کے بغیر مجھے کسی سے نگاہِ کرم کی توقع نہیں ہے۔

حضرات! جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ مدینے شریف نہیں جانا چاہیئے وہ بھی صحیح کہتے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مدینے کے باہر فرشتوں کی ڈیوٹی

لگا رکھی ہے۔ کہ مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہ ہو اور نہ ہی گستاخِ رسول وہاں قدم رکھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

عَلَىٰ اَنْقَابِ الْمَدِیْنَةِ مَلٰٓئِکَةٌ لَا یَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۲)

مدینہ منورہ کے دروازے پر فرشتے مقرر ہیں۔ اس مقدس شہر میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکے گا۔

اہل ایمان کو تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (پ ۵، رکوع ۵)

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں، تو اے محبوب وہ تمہارے پاس حاضر ہو جائیں۔ پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو وہ توبہ قبول فرمانے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیۂ کریمہ میں فرمایا گیا کہ جو اپنی جان پر ظلم کرے کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ دربارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں حاضر ہو جائے اور بارگاہِ الٰہی سے گناہوں کی مغفرت کی دعا مانگے پھر رسول ان کی سفارش فرما دیں۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بندے نے گناہ تو کیا خدا تعالیٰ کا نافرمانی تو کی رب کی۔ حکم عدولی تو مالک حقیقی کی مگر بخشش کے لئے کملی والے کے دروازے پر کیوں بلایا۔ وہ اس لئے کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ نبی کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ بلکہ درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلا کر یہ بتا دیا۔ کہ میں بھی اسے ہی بخشوں گا۔ جو میرے نبی کا وسیلہ لے کر آئے گا۔ جس کے ہاتھوں میں کملی والے کا دامن ہوگا۔ جس کے دل میں محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع روشن ہوگی۔ جس کا قلب و جگر عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہوگا۔

حضرات! جَآءُوْکَ میں ک ہے حاضر کا کیا مطلب کہ اگر کسی میں مدینہ شریف حاضر ہونے کی ہمت نہیں ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اپنا منہ ہی مدینے کی طرف کر لے۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ نبی تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

محترم قارئین! ثابت ہوا کہ گناہ تو بے شک اللہ تعالیٰ ہی معاف فرماتا ہے۔ مگر صدقہ اور وسیلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ لہٰذا آج ہی کملی والے آقا کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر بارگاہِ الٰہی میں ان کا وسیلہ پیش کر کے (جن کے وسیلے سے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کر لیں۔

توبخشش ممکن ہے۔ ورنہ قیامت کے دن آہ وزاری کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اعلیحضرت فرماتے ہیں:۔

؎ آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اعرابی بخشا گیا:۔

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ ایک اعرابی نے جب یہ آیتہ کریمہ سُنی تو وہ درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ اے آقا!

؎ خدا جاءُوكَ کہہ کے تیرا در سانوں وکھاندا اے
کہ بخشش لئی اے کافی اے دوارہ یا رسول اللہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سُنا ہے۔

کہ اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر لو۔ پھر میرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار پہ حاضر ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی طلب کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سفارش فرما دیں۔ تو اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے گا۔ اے کملی والے آقا میں اپنے گناہوں کو حضور میں ڈال کر آپ کے قدموں میں آگیا ہوں۔ گناہ کرنا میرا کام تھا۔ میں سچی توبہ کرتا ہوں۔ اب رب سے بخشوانا آپ کا کام ہے۔ ابھی اس اعرابی کی زبان پر یہ لفظ جاری تھے کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے آواز آئی۔ اے

اعرابی جا تو بخشا گیا ہے۔ (تفسیر ابنِ کثیر صفحہ ۵۲۰، ج۔۱)

؎ خدا جاءُوكَ کہہ کے تیرا در سانوں وکھاندا اے
کہ بخشش لئی اے کافی اے دوارہ یا رسول اللہ

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں مدینے کی حاضری نصیب ہوگئی۔

کسی کو زمانے کی دولت ملی ہے
کسی کو جہاں کی حکومت ملی ہے
میں اپنے مقدّر پہ قربان جاؤں
مجھے یار کا آستانہ ملا ہے

جس نے مدینہ دیکھ لیا تو سمجھ لو کہ سب کچھ دیکھ لیا اور جس نے مدینہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا کیونکہ ساری کائنات مدینہ والے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہی صدقہ سے وجود میں آئی۔ آپ کے ہونے سے ہی سب کا ہونا ہوا۔ آپ کے وجود مسعود ہی سے سب کو وجود ملا۔ آپ آئے تو کونین میں بہار آگئی۔

؎ کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنا دیا

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مدینے شریف کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصًا علٰی سید الورٰی صاحب قاب قوسین او ادنٰی شمس الضحٰی بدر الدجٰی نور الہدٰی محمدن المجتبٰی الذی کان نبیًا وآدم بین الطین والماء وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین ۰

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا (پ۱۸ رکوع ۱۴)

اٰمنت باللہ صدق اللہ العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم ۰

کرم کی اِک نظر ہم پر خدا را یا رسول اللہ
ہمیں تو آسرا بس ہے تمہارا یا رسول اللہ

جبین میری ہو سنگِ درِ تمہارا یا رسول اللہ
تمہیں بے سہاروں کا سہارا یا رسول اللہ

ندامت ہے خطاؤں پر مگر نازاں ہوں قسمت پر
میرے ہاتھوں میں دامن ہے تمہارا یا رسول اللہ

میں قربان اس ادائے دستگیری پر میرے مولیٰ
مدد کو آ گئے جب بھی پکارا یا رسول اللہ

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
ہمارے گھر بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

غلام احمدِ مختار یوں پہچانے جائیں گے
کہ محشر میں بھی ہو گا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

کبھی تو کرم ہو جائے میری اس خستہ حالی پر
کبھی تو ہو گزر سوئے غریباں یا رسول اللہ

بروزِ حشر میرے اس یقین کی لاج رکھ لینا
تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا یا رسول اللہ

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی جس آیہ کریمہ کے پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور ادب واحترام کا حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۔ (پ۱۸، رکوع ۱۴)	رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے ۔

اس آیۂ کریمہ میں فرمایا گیا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس طرح نہ پکارو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ انہیں اپنے جیسا بشر، ایک عام آدمی نہ سمجھو۔ ان کا مسندِ عرشِ بریں ہے ــــ ان کا چہرہ والضحیٰ ہے ــــ ان کا کلام کلامِ خدا ہے ــــ ان کی گفتگو وحی یوحیٰ ہے ــــ ان کا سینہ الم نشرح ہے ــــ ان کی شفقت رحمتِ خدا ہے ــــ ان کی رحمت سب پر عام ہے ــــ

؎ کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ للعالمین ہو !

کسی نے یوں کہا۔

؎ جن کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں والی
ان کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں

آپ اپنوں پر بھی رحیم و کریم ہیں اور بیگانوں پر بھی ــــ جیسے آپ دوستوں پر مہربان ہیں، ایسے ہی دشمنوں پر بھی ــــ

؎ اُس کو کیوں نہ سراپا رحمت کہیں !
جس نے دشمن کا دل بھی دکھایا نہیں

کسی نے یوں کہا:۔

جس پاسے تساں کیتے اشارے
ڈھل پئے اودھر مست نظارے
تے ظلمتاں دے بند ٹٹ گئے
تساں رحمتاں اینج ورتائیاں

ان کی آنکھوں کا سُرمہ مازاغ البصر وما طغیٰ ہے ــــ ان کے چہرے پر یٰسین کا سہرا ہے ــــ ان کی جبینِ اقدس طٰہٰ ہے ــــ ان کا شہر لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد ہے ــــ ان کا کمبل یا ایھا المزمل ہے ــــ

؎ ہے دوش پہ جن کے کملی کالی
وہی تو ہیں دو جہاں کے والی
کوئی سوالی نہ بھیجا خالی
یہ شان میرے کریم کی ہے

کسی نے یوں کہا۔

کیہڑے نے جبریل وی سی کالی کملی والیا
فرش کی ہیں عرش دا کونا کونا بھالیا
اک وی نہ ڈھٹا اجے تیری میں مثال دا
ہر پاسے چرچا تیرے حسن و جمال دا

کسی نے یوں کہا :-

؎ موہڈے اُتے کملی اے کالے کالے رنگ دی
گنہگار اُمت اوہدا سایہ ہوسی منگدی
سوا نیزے حشر نوں جاں سورج اگاں بالیاں
دنیا نوں دسیاں گلاں اللہ والیاں

ان کی مہربانی رحمت اللہ ہے ______ ان کا امر امر اللہ ہے ______ ان کا چہرہ وجہ اللہ ہے ______ ان کے ہاتھ ید اللہ ہیں ______ ان کی زبان لسان اللہ ہے ______ ان کا سارا وجود مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ______

؎ حقیقت کی زباں بن کر نشانِ بے نشاں بن کر
رسول اللہ آئے حسنِ مطلق کی ادا بن کر

کسی نے یوں کہا :-

ارشادِ مارمیت سے ظاہر ہوا یہ راز
ہے کبریا کا ہاتھ رسولِ خدا کا ہاتھ !

وہ شمس الضحیٰ ہیں ______ وہ بدر الدجیٰ ہیں ______ وہ صدر العلیٰ ہیں ______ وہ نور الہدیٰ ہیں ______ وہ صاحب قاب قوسین ہیں ______ وہ محبوب رب المشرقین و رب المغربین ہیں ______ وہ سرور کائنات ہیں ______ وہ فخر موجودات ہیں ______ وہ مبدا کائنات ہیں

وہ باعث تخلیق کائنات ہیں ______ وہ محسن کائنات ہیں ______ وہ ہادی کل ہیں ______ وہ دانائے سبل ہیں ______ وہ فخر الرسل ہیں ______ وہ مختار کل ہیں ______

اوہ ساری خدائی دا مختار اک اے
نبی ساریاں دا اتے سردار اک اے
تے ساڈا دی محشر نوں غمخوار اک اے
بناں اوہدے مشکل کشائی نئیں ہونی

کسی نے یوں کہا :-

اِک پاسے محبوب خدا دا اِک پاسے کل خدائی
اوہدی شان تے اوہدی عظمت کسے ہور انسان نہ پائی
سارے نبیاں نالو اُچا اوہدا اُچا ہور نہ کائی
اعظم اوس نوں گھٹا وین جیہدی رب کرے وڈیائی

وہ انسانوں کے نبی ہیں ______ وہ جنوں کے نبی ہیں ______ وہ چرند و پرند کے نبی ہیں ______ وہ زمین و آسمان کے نبی ہیں ______ وہ حور و غلمان کے نبی ہیں ______ بلکہ وہ نبیوں کے بھی نبی ہیں۔ لہذا انہیں پیارے پیارے القابات اور محبت بھرے الفاظ سے ادب و احترام کے ساتھ یا رسول الہدیٰ یا نبی اللہ یا حبیب جیسے با ادب لفظوں سے پکارو۔ صاحب تفسیر روح البیان زیر آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ فرماتے ہیں۔

لا تجعلوا محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باسمہ ولکن وقروہ وعظموہ وقولوا یا رسول اللہ ویا نبی اللہ ویا ابا القاسم۔
(تفسیر روح البیان صہ ۹۲۳ ج ۱۰)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نہ پکارو بلکہ عزت و تعظیم سے پکارو اور کہو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا ابا القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو نام لے کر پکارا جیسا کہ روح البیان میں ہے۔

اعلم ان اللہ تعالی خاطب الانبیاء علیہم السلام باسمائہم الشریفۃ مثل یا آدم ویا نوح ویا موسی ویا عیسی وخاطب نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالالقاب الشریفۃ مثل

جاننا چاہیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کو نام لے کر پکارا۔ مثلاً یا آدم، یا نوح، یا موسیٰ، یا عیسیٰ اور ہمارے نبی علیہ السلام کو القاب جلیلہ سے پکارا۔ مثلاً یا ایہا النبی یا ایہا الرسول یہ بات اس چیز پہ دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

یا ایہا النبی یا ایہا الرسول وذلک یدل علی علو جنابہ علیہ السلام۔
روح البیان صہ ۹۲۳ ج ۱

علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہے۔

حضرات! معلوم ہوا کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نہیں بلکہ القابات سے پکارنا چاہیے۔ اب ان لوگوں کو اپنی عقل اور ایمان کا علاج کروانا چاہیے جو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کے ساتھ نہیں پکارنا چاہیے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک اگر یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہنے والا مشرک ہے تو پھر نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ پر بھی فتویٰ لگاؤ جس نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کملی والے کو یا کے ساتھ مخاطب کیا۔ کہیں فرمایا یا ایہا النبی کہیں فرمایا یا ایہا المزمل کہیں فرمایا یا ایہا المدثر کہیں فرمایا یٰسین والقرآن الحکیم۔ جب اللہ تعالیٰ خود اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا نبی کہہ کر پکارتا ہے۔ تو پھر ہم امتی ہو کر کیوں نہ پکاریں۔ ہمیں تو اپنی قسمت پر ناز ہونا چاہیے کہ ہم آپ کے امتی ہیں۔

بڑی قسمت ہے ہماری کہ ہم امت تمہاری ہیں
بھروسہ دین و دنیا میں تمہارا یا رسول اللہ

کسی نے یوں کہا۔

ندامت ہے خطاؤں مگر نازاں ہوں قسمت پر
میرے ہاتھوں میں دامن ہے تمہارا یا رسول اللہ

حضرات!

اگر بالفرض ان کی ہی مان لیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا رسول اللہ کے ساتھ نہیں بلانا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں یا کے ساتھ حضور کو پکارا جا رہا ہے۔ اور سوائے خدا کے کسی کو نہیں پکارنا چاہیئے تو اس کا جواب قرآن مجید سے ملتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مردہ پرندوں کو پکارا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کیسے زندہ کرے گا مُردوں کو۔ فرمایا کیا تمہیں یقین نہیں۔ عرض کی ہاں یقین تو ہے۔ لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ فرمایا چار پرندے پکڑ کر انہیں ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے پھر ان کا ایک ایک

یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔ (پ ۳، ع ۲)

ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تمہارے پاس دوڑتے آئیں گے اور جان لو بیشک اللہ تعالیٰ غلبہ والا حکمت والا ہے۔

چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمانِ خداوندی کے مطابق چار پرندے لئے جن میں (۱) مور (۲) مرغ (۳) کبوتر (۴) کوّا شامل تھے۔ ان چاروں جانوروں کو ذبح کر کے ان کا قیمہ کیا اور گوشت کو آپس میں ملا کر چار پہاڑوں پر رکھ دیا اور ان پرندوں کے سر اپنے پاس رکھ لئے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ثُمَّ ادْعُهُنَّ انہیں بلایا آپ کے فرماتے ہی وہ گوشت اُڑ اُڑ کر علیحدہ ہوا اور اپنے بقیہ اجزاء سے جا کر مل گیا اور ایک جسم و جان ہو کر وہ پرندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئے آ کر ان جسموں کے ساتھ لگ گئے۔ جو آپ نے اپنے پاس رکھے ہوئے تھے۔ بعد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے اپنی اصلی حالت میں آ کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ لَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا پڑھتے ہوئے اُڑ گئے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام اس منظر کو دیکھ رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور پوچھنے لگے اے ابراہیم آپ نے کیا دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے ان چار پرندوں مور، مُرغ، کبُوتر اور کوّے کو مخصوص کیوں کیا۔

جواب! اس لئے کہ مور خود پسند ہے۔ مُرغ شہوت پرست ہے۔ کبُوتر بُزدل ہے۔ کوّا حریص ہے۔ قربِ الٰہی کے حصُول کے لئے یہ چیزیں رکاوٹ ہیں۔ جب تک بندے سے یہ بُری صفات زائل نہ ہوں گی۔ اس وقت تک بارگاہِ الٰہی میں اسے مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے گویا یُوں فرمایا، خود پسندی، شہوت پرستی بزدلی اور حرص کے گلے پر چھُری چلا کر اسے ذبح کر ڈال تاکہ حیاتِ ابدی نصیب ہو۔

حضرات! معلُوم ہوا کہ اگر غیر خدا کو پکارنا شرک ہوتا تو اللہ تعالےٰ ابراہیم علیہ السلام کو کیوں فرماتا کہ ثُمَّ ادْعُهُنَّ پکار ان کو مگر یاد رہے۔ غیر خدا کو پکارنا اس وقت شرک ہوگا۔ جب انہیں خُدا سمجھ کر پکارا جاتے۔ مگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا سمجھ کر نہیں بلکہ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ کر پکارتے ہیں۔ یا رسول اللہ! اگر ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کو پکارنا شرک نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ابراہیم کے نبی بلکہ سید الانبیاء ہیں پھر آپ کو یارسول اللہ کہنا کیسے شرک ہوا۔

حضرات! ہر نمازی اپنی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکار کر سلام عرض کرتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی آپ پر سلام ہو، تو کیا ہر نمازی اپنی نماز میں شرک کرتا ہے مانا کہ آپ، یا رسول اللہ، یا نبی اللہ نہیں کہتے۔ مگر نماز میں تو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھتے ہو۔ نہ پڑھو گے تو نماز ہو گی نہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ اَیُّھَا کیا ہے۔ کیا یہ یا کی طرح حرفِ ندا نہیں ہے۔ اگر یا کی طرح ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ نماز میں تو انہیں یا کہہ کر سلام کرتے ہو۔ نماز کے بعد مُکر جاتے ہو تمہیں حیا نہیں آتی۔ ارے عقل کے اور ایمان کے **اندھو**، یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا شرک نہیں۔ بلکہ عین ایمان ہے کیونکہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

شجر و حجر کی پکار یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ میں حضورُ سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا۔ جب ہم مکہ معظمہ سے باہر نکلے تو حضور سیّدِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جو بھی پہاڑ یا درخت آتا۔

هُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه (مشکوٰۃ شریف صـ۵۴۰) | وہ السلام علیک یا رسول اللہ عرض کرتا

سنگریزوں نے حیاتِ ابدی پائی ہے!
ٹھوکروں میں اعجازِ مسیحائی ہے
کسی نے یُوں کہا۔

دی طائروں نے تری رسالت کی گواہی
بول اُٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی

ہرنی کی پکار یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضور پُرنور شافع یوم النشور والیٔ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں تشریف لے گئے۔ وہاں پہاڑ کی غار میں ایک ہرنی رہتی تھی۔ اور اس کے دو بچے بھی تھے۔ ایک بار وہ باہر نکلی۔ تو کسی شکاری نے راستے میں جال لگا رکھا تھا۔ وہ ہرنی آئی اور اس جال میں پھنس گئی اور وہ بڑی پریشان تھی دریں اثنا اس کی نظر اٹھی کیا دیکھتی ہے کہ وہاں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، ہرنی پکار اٹھی۔

اُدْنُ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔	یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب آیئے چنانچہ آپ اس کے قریب گئے۔
فَقَالَ مَا حَاجَتُکِ	آپ نے فرمایا بتا تیری کیا حاجت ہے۔

ہرنی نے کہا اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں۔ آپ مجھے اس جال سے آزادی دلوا دیں تاکہ میں آخری بار ایک مرتبہ بچوں کو دودھ پلا آؤں، دودھ پلا کر میں فوراً واپس آجاؤں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے رہائی دلادی۔ ہرنی چلی گئی اور حضور وہاں موجود رہے تھوڑی دیر کے بعد ہرنی آگئی اور آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر گر گئی۔ جب اس اعرابی نے دیکھا تو وہ بھی آپ کے قدموں پر گر گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (شفا شریف ص۳۰۲۔ خصائص کبریٰ ج۲ ص۶۱)

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد
ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پر شترانِ ناشاد
شکوۂ رنج و عنا کرتے ہیں

صحابہ کا نعرہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !

مدینہ منورہ میں چھوٹے بڑے، مرد عورتیں، حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب تھے۔ جوں ہی مدینہ شریف میں آپ کی آمد کی خبر پہنچی تو فوراً ہر فرد آفتابِ نبوت کے انتظار میں چشم براہ ہو گیا۔ اس سے پہلے بھی اہل مدینہ ہر روز مقام حرا پر آجاتے اور انتظار کرتے کرتے جب دوپہر ہو جاتی تو گھروں کو واپس آجاتے اور انتظار کرتے کرتے جب دوپہر ہو جاتی تو گھروں کو واپس آجاتے مگر آج تو انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے والی تھیں۔ چنانچہ جب رحمۃ العالمین نے مدینہ طیبہ کی سرزمین پر قدم رکھا تو مدینہ میں بہار آگئی۔ سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا۔ تو اس نے پکار کر کہا۔ اے مدینہ والو تمہارا نصیب جاگ اٹھا۔ تمہارے مرکزِ عقیدت آگئے۔ تمہارے محبوب و مطلوب تشریف لے آئے۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ ایک جھنڈا ہاتھ میں پکڑے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے۔ مدینہ میں خوشی کا عجیب منظر کچھ اس طرح تھا کہ

فَصَعِدَ الرِّجَالُ | مرد اور عورتیں گھروں

وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطَّرِيْقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ (مسلم شریف ص۴۱۹ ج ۲)	کی چھتوں پر چڑھ گئے اور چھوٹے بچے اور غلام راستوں میں خوشی سے دوڑتے پھرتے اور پکارتے یا محمد یا رسول اللہ ۔

؎ ہوا چاروں طرف چرچا اور عالم میں پکار آئی
بہار آئی بہار آئی بہار آئی

اب ہر شخص کی خواہش اور تمنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائیں۔ سب نے اپنے اپنے مکانات سجا دیئے۔ کوئی آپ کی خدمت میں درخواست کرتا ہے اور کوئی آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر آپ کو اپنے گھر لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دو۔ جس جگہ میں نے جانا ہے یہ اونٹنی جانتی ہے آپ کی سواری آہستہ آہستہ منزل کی طرف بڑھ رہی تھی اور ہر طرف سے آوازیں آ رہی تھیں کہ،

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ !

وہ دیکھو ثنیات الوداع کی پہاڑیوں سے چودھویں کا چاند نظر آ گیا۔ اب ہم پر اس عظیم احسان کا شکر کرنا لازم ہے جب تک اللہ تعالیٰ کو کوئی پکارنے والا باقی ہے۔ بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس سواری چلتی چلتی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے سامنے جا کر رک گئی۔ جب ابو ایوب کی نظر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ کہاں مجھ غریب سا انسان اور کہاں دو جہاں کی جان ابو ایوب کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا۔ اس کے ٹوٹے اور بوسیدہ سے مکان میں دولت کونین آ گئی۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا سامان اٹھایا اور گھر لے گئے۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں خوش بخت ابو ایوب کے مہمان بنے۔ (کتب سیر)

؎ کدی خوش بخت سی کلی ایوب دی
جتھے جا کے رکی ڈاچی محبوب دی
نبیاں دا پروہناں ایں ساڈا نبی
کوٹھیاں تے کھڑے ویکھدے رہ گئے

قیدی کی پکار یا رسول اللہ! ابن مرزوق بیان کرتے ہیں کہ جزیرۂ شقر کے ایک مسلمان کو دشمنوں نے قید کر لیا اور اس کے

ہاتھ پاؤں لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس مسلمان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر فریاد کی اور زور سے کہنے لگا یا رسول اللہ، یہ نعرہ سن کر کافر بولے اپنے رسول سے کہو۔ تمہیں اس قید سے چھڑانے آئے۔ پھر جب رات ہوئی اور آدھی رات کا وقت ہوا تو قید خانہ میں کوئی شخص آیا اور اس نے قیدی سے کہا۔ اٹھو اذان کہو، قیدی نے اذان دینا شروع کی اور جب وہ اس جملہ پر پہنچا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اس کی سب زنجیریں ٹوٹ گئیں اور وہ آزاد ہو گیا۔ پھر اس کے سامنے ایک باغ ظاہر ہو گیا اور وہ اس باغ سے ہوتا ہوا باہر آگیا۔ چنانچہ اس کی رہائی سارے جزیرہ میں چرچا ہونے لگا۔ (شواہد الحق ص ۱۶۲)

مشکل جو سر پہ آ پڑی !
تیرے ہی نام سے ملی
مشکلکشا ہے تیرا نام
تجھ پر درود اور سلام

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

غلام کی پکار یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن اپنے غلام کو کسی بات پر مارنے لگے۔ وہ غلام پٹنے لگا۔ تو باآواز بلند کہنے لگا

اللہ کی دہائی۔ اللہ کی دہائی۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ نہ روکا اور مارنا جاری رکھا۔ غلام نے دیکھا کہ جب اللہ کی دہائی سے میری خلاصی نہیں ہوتی تو اس نے زور سے کہنا شروع کیا رسول اللہ کی دہائی یعنی یا رسول اللہ المدد المدد کہنا شروع کیا۔ رسول اللہ کا نام سنتے ہی حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہاتھ کو روک لیا اور چھوڑ دیا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تو اس غلام پر قادر ہے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد سن کر فوراً وہ غلام آزاد کر دیا۔

(الامن والعلیٰ ص۷۷)

یہی نام ہے درد مندوں کا چارہ
یہی نام ہے بیکسوں کا سہارا
یہی نام مشکل کشا ہے ہمارا
یہی نام مشکل میں کام آرہا ہے

حضرات ! اب ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بزرگانِ دین اور منکرین کے عقائد و نظریات ملاحظہ ہوں۔

امام زین العابدین کا عقیدہ :- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

ے یا رحمۃً للعٰلمین ادرک لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی موکب المزدھم

اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی امداد کو پہنچو۔ وہ اس اژدھام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے۔ (قصیدہ امام زین العابدین)

امام بوصیری کا عقیدہ! حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یوں عرض کرتے ہیں۔

یا اکرم الخلق
ما لی من الوذ بہ
سواک عند حلول
الحادث العمم

اے بہترین مخلوق آپ
کے سوا میرا کوئی نہیں
کہ مصیبت عامہ کے وقت
جس کی پناہ لوں۔
(از قصیدہ بردہ)

امام اعظم کا عقیدہ! حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضور سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

یا سید السادات
جئتک قاصداً
ارجو رضاک واحتمی
بحماک۔

اے پیشواؤں کے پیشوا
میں دلی قصد سے آپ
کے حضور آیا ہوں، آپ
کی رضا کا امیدوار ہوں
اور اپنے کو آپ کی پناہ

میں دیتا ہوں۔

مولانا جامی کا عقیدہ:- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

ے ز مہجوری بر آمد جان عالم!
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
ز محروماں چرا فارغ نشینی

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے۔ یا نبی اللہ رحم فرماؤ، رحم فرماؤ۔ کیا آخر آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں۔ پھر ہم مجرموں سے فارغ کیوں بیٹھے ہو۔

محدث دہلوی کا عقیدہ:- حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

ے بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بلطف خود سر و سامان جمع بے سر و پا کن

شاہ ابوالمعالی کا عقیدہ:-

ے گر نبودے با رسول اللہ ذات پاک تو
ہیچ پیغمبر نہ بردے دولت پیغمبری!

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نہ ہوتے تو کسی نبی

کہ نبوت نہ ملتی ۔

شمس تبریز کا عقیدہ :۔

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک و بے ہمتا توئی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ اللہ وحدہٗ لاشریک کے پیارے اور برگزیدہ حبیب ہو ۔

خواجہ معین الدین کا عقیدہ :۔

یا رسول اللہ بحال عاصیاں کُن یک نظر
تا شود زاں یک نظر کار فقیراں ساختند
رحمۃ للعالمینے بر معینے رحم کن
کز جہالت خویش را محکوم شیطان ساختند

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنہگاروں کے حال پر ایک نظر فرمائیں تاکہ آپ کی اس ایک نظر سے فقیروں کا کام بن جائے ۔

یا رحمۃ اللعالمین معین الدین پر رحم فرمائیں کہ اپنی نادانی کی وجہ سے شیطان کے تسلط میں آتا جا رہا ہے ۔

حاجی امداداللہ کا عقیدہ :۔

گرچہ ناقابل ہوں میں پر امید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلا لو یا رسول اللہ !

پڑا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگا دو یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دامنِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑا دو یا رسول اللہ

قاسم نانوتوی کا عقیدہ :۔

گر جواب دیا ہے کسوں کو تُو نے !
تو کوئی اتنا نہیں جو کرے استفسار
کروڑوں جُرم کے آگے یہ نام کا اسلام
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
(قصائد قاسمی ص ۸)

نواب صدیق حسن کا عقیدہ :۔

مَالِیْ وَرَاءَکَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ
یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَغِثْ لِیْ

اے رحمۃ للعالمین آپ کے سوا میرا کوئی نہیں میری آہ و بکا کو سنیئے اور مدد فرمائیے ۔

مولانا اشرف علی تھانوی کا عقیدہ :۔

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ
اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ

اے غلاموں کی شفاعت فرمانے والے اضطرار کے عالم میں
مجھے آپ ہی پر بھروسہ ہے۔

حضرات! مذکورہ بالا قرآن وحدیث کے دلائل، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، بزرگانِ دین، محدثین ومفسرین بلکہ منکرین ندائے یارسول اللہ کے نقل کردہ عقائد سے ثابت ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا نہ تو شرک ہے نہ بدعت۔ یارسول اللہ کہنا قرآن مجید پر عمل، صحابہ کرام کی پیروی اور محدثین ومفسرین وبزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔ لہٰذا ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ:۔

مصیبت وچ دہائی اے دہائی یا رسول اللہ
دکھی دل دی پکار ایہو اغثنی یا رسول اللہ
خدا توں بعد اوس نے آپ توں امداد منگی اے
جنہے دی رمز وحدت دی پچھانی یا رسول اللہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَیِّدُ الْاَنْبِیَاء صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی نُوْرِ الْھُدٰی مُحَمَّدِنِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ ط اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ
النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ۔

کیا شان ہے تیری شاہِ اُمم سبحان اللہ سبحان اللہ
ہو تم ہی سیّدِ عرب و عجم سبحان اللہ سبحان اللہ
اے جانِ دو عالم خالق نے جو کچھ بھی بنایا تیرے لئے
یہ ارض و سما یہ لوح و قلم سبحان اللہ سبحان اللہ
لاریب ہو مظہر نورِ خدا دو عالم تیرے در کے گدا
ہیں سارے نبی محتاج کرم سبحان اللہ سبحان اللہ
جب روز قیامت عاصیوں کی تم بہر شفاعت آؤ گے
کیوں ہوگا مجھے پھر حشر کا غم سبحان اللہ سبحان اللہ
کیا بندے سے ہو تیری ثنا جب تیرا ثنا خواں ہے خود خدا
بس نام تیرا جپتے ہیں ہم سبحان اللہ سبحان اللہ
غم کھانے کی اب تاب نہیں پھر کس کو پکارے نعیم حزیں
جب ہو تم دافع رنج و الم سبحان اللہ سبحان اللہ

حضرات! اس میں شک نہیں کہ سب نبی شان والے ہیں۔
مگر۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

تک تمام انبیاء و رسل علیہم السلام معجزے لے کر آتے۔ مگر ہمارے نبی معجزہ بن کر آتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جتنی صفات تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو دیں۔ ان سے کہیں زیادہ صفات حضور سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی گئیں۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں:۔

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

مدارج النبوۃ میں ہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے لختِ جگر کی ولادت ہوئی تو میں نے ایک بہت بڑے نورانی ابر کو دیکھا۔ جس نے حضور سیّدِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانپ لیا اور آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے اس وقت میں نے ایک منادی کو ندا کرتے سنا وہ کہہ رہا تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زمین کے جملہ گوشوں کی سیر کراؤ اور جن و انس کی روحوں پر گشت کراؤ۔ فرشتوں پرندوں کو آپ کی زیارت کراؤ اور ان کو حضرت آدم علیہ السلام کے اخلاق ______ حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت ______ حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت ______ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلعت ______ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان ______ حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا ______ حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت ______ حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت ______ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت ـــــــ حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر ـــــــ حضرت یونس علیہ السلام کی اطاعت ـــــــ حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد ـــــــ حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز ـــــــ حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت ـــــــ حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار ـــــــ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت ـــــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کا پیکر بناؤ۔ اور تمام نبیوں کے دریائے اخلاق میں غوطہ دو۔ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں اس کے بعد وہ ابر مجھ سے کھل گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ سبز ریشمی کپڑے میں آپ لپٹے ہوئے ہیں اور اس سے چشمہ کی مانند پانی ٹپک رہا ہے۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ کہ ماشاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام دنیا پر کس شان سے بھیجا گیا ہے کہ دنیا کی کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے۔ جو آپ کی تابع فرمان نہ ہو سب کو آپ کے قبضۂ قدرت میں دے دیا گیا ہے۔

(مدارج النبوۃ صـ۲۶، ج ۲)

تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا
دونوں جہاں میں راج ہے ان کا
جن و ملک ہیں ان کے سپاہی
رب کی خدائی میں ان کی شاہی

حضرات! معلوم ہوا کہ حضور سید دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس جامع الصفات ہے۔ کہ آپ ہر نقص سے پاک اور ہر خوبی سے مزین۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام

کو فرشتوں نے سجدہ کیا تو صرف ایک بار مگر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ تو خود اللہ تعالیٰ ازل سے درود شریف پڑھتا ہے اور قیامت تک پڑھتا رہے گا۔ کسی کو صفی اللہ بنایا ـــــــ کسی کو نجی اللہ بنایا ـــــــ کسی کو خلیل اللہ بنایا ـــــــ کسی کو ذبیح اللہ بنایا ـــــــ کسی کو کلیم اللہ بنایا ـــــــ کسی کو روح اللہ بنایا ـــــــ مگر حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حبیب اللہ بنایا ـــــــ اور حبیب اللہ وہ ہوتا ہے ـــــــ جو صفی بھی ہو۔ ـــــــ جو نجی بھی ہو ـــــــ جو خلیل بھی ہو ـــــــ جو کلیم بھی ہو ـــــــ

خلیل و حبیب: یوں سمجھیں کہ جو حبیب ہے وہ خلیل ضرور ہے اور خلیل کے لئے حبیب ہونا ضروری نہیں ہے خلیل وہ ہے جو طالب ہو ـــــــ حبیب وہ ہے جو محبوب ہو۔ خلیل وہ ہے جو طالب ہو ـــــــ حبیب وہ ہے جو مطلوب ہو۔ خلیل وہ ہے جو رب کی رضا چاہے ـــــــ حبیب وہ ہے جس کی رب رضا چاہے ـــــــ خلیل وہ ہے جو رب کی رحمت و مغفرت کا امیدوار ہو۔ ـــــــ حبیب وہ ہے جسے رب تعالیٰ اپنی رحمت کا یقین دلائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (پ ۲۶، رکوع ۸)

تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے

خلیل وہ ہے جو اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کی درخواست کرے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ (پ ۱۹، رکوع ۸)

اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔

حبیب وہ ہے جس کا ذکر رب تعالیٰ خود بلند کرے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ ۳۰)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

خلیل وہ ہے جو رب سے مانگ کر جنت لے۔
ارشادِ خداوندی ہے:۔

وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ۔ (پ ۱۹، رکوع ۸)

اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔

حبیب وہ ہے جسے ربّ خود ہر چیز کا مالک بنا دے۔
فرمانِ خداوندی ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (پ ۳۰، رکوع ۳۲)

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

خلیل وہ ہے جو چل کر اپنے رب کی طرف جاتے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقَالَ إِنِّيْ ذَاهِبٌ إِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (پ ۲۳، رکوع ۶)

اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔

حبیب وہ ہے جسے رب آپ اپنے پاس بُلالے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ (پ ۱۵، رکوع)

پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو۔

وہاں خود جانا ہے اور یہاں لے جانا ہے۔ اپنا جانا اور ہے، ان کا بلانا اور ہے۔

خلیل وہ ہے جو اللہ سے مدد مانگ کرلے۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ — مجھے اللہ کافی ہے۔

حبیب وہ ہے جس کی بن مانگے اللہ مدد کرے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ — اے غیب کی خبریں

حَسْبُكَ اللّٰهُ (پ ۱۰، رکوع ۴)	بتانے والے نبی اللہ تمہیں کافی ہے۔

خلیل وہ ہے جو خدا سے تمنا کرے۔

وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ۔ (پ ۱۹، رکوع ۸)	اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں۔

حبیب وہ ہے جس سے بغیر آرزو کے اللہ تعالے وعدہ فرمائے۔

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ (پ ۲۸، رکوع ۱۹)	جس دن اللہ تعالے اپنے نبی کو رسوا نہ کرے گا۔

حضرات! جس طرح خلیل اور حبیب میں فرق ہے۔ ایسے ہی کلیم اور حبیب میں بھی فرق ہے۔

کلیم و حبیب:- کلیم وہ ہے جو رب سے کلام کرنے کوہ طور پہ جائے ——— حبیب وہ ہے جس سے رب کلام کرنے کیلئے عرش پہ بلائے ——— کلیم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کی تجلی کی تاب نہ لائے ——— حبیب وہ ہے جو عین ذات کبریا دیکھے پھر بھی مسکرائے ——— کلیم وہ ہے جس کے عصا مارنے سے چشمہ جاری ہو ——— حبیب وہ ہے جس کے اشارے سے ہی انگلیوں سے چشمے جاری ہو جائیں۔

کلیم وہ ہے جو رب سے عرض کرے رَبِّ اَرِنِیْ اے رب مجھے اپنا آپ دکھا ——— تو رب تعالیٰ فرمائے لَنْ تَرَانِیْ تو نہیں دیکھ سکتا ——— حبیب وہ ہے جس سے ہمکلامی کی باتیں کسی کو نہ بتائی جائیں۔

؎ عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر
ایں سراپا انتظار او منتظر

حضرات! جس طرح خلیل و کلیم اور حبیب میں فرق ہے۔ ایسے ہی روح اللہ اور حبیب اللہ میں فرق ہے۔

روح اللہ و حبیب اللہ:- روح اللہ وہ ہے جس کا دم بے جان جسموں کو چند روزہ عارضی زندگی بخشے ——— حبیب اللہ وہ ہے جس کا نام بے جان مردہ دلوں کو دائمی زندگی بخشے ——— روح اللہ وہ ہے جو مردہ انسانوں حیوانوں کو زندہ کریں، جن میں پہلے جان تھی ——— حبیب اللہ وہ ہیں جو خشک لکڑیوں، کنکریوں کو زندگی اور گویائی بخش کر ان سے اپنا کلمہ پڑھوالے۔

حضرات! جس طرح خلیل و کلیم و روح اللہ اور حبیب اللہ میں فرق ہے۔ ایسے ہی صفی اللہ و حبیب اللہ میں بھی فرق ہے۔

صفی اللہ و حبیب اللہ:- صفی اللہ وہ ہیں جنہیں صرف ایک بار فرشتوں نے سجدہ کیا ——— حبیب اللہ

وہ ہیں جن پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں ـــــــ
صفی اللہ وہ جو اجسام کے لحاظ سے باپ ہیں ـــــــ
حبیب اللہ وہ جو روحانی لحاظ سے باپ ہیں ـــــــ
صفی اللہ وہ جو سارے انسانوں کے والد ہیں ـــــــ
حبیب اللہ وہ جو سارے عالم کی اصل ہیں ـــــــ
صفی اللہ وہ جنہیں اللہ نے تمام چیزوں کا نام سکھایا ـــــــ
حبیب اللہ وہ ہیں جسے رحمٰن نے قرآن سکھایا ـــــــ

؎ دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات
قائم تیری ذات سے سارا نظام کائنات !

کسی نے یوں کہا۔

سب نبیاں تے سب ولیاں نوں رب پاک نیں شاناں دتیاں نیں
پر کملی والے ماہی دا سب جگ توں شان نرالا اے

حضرات! سابقہ نبیوں میں کوئی نبی ایک ملک کا نبی ـــــــ کوئی نبی دو ملکوں کا نبی ـــــــ کوئی نبی ایک شہر کا نبی ـــــــ کوئی نبی ایک صوبے کا نبی ـــــــ کوئی نبی ایک قصبے کا نبی ـــــــ مگر جب باری آئی آمنہ کے دلدار کی ـــــــ جب باری آئی غریبوں کے غمخوار کی ـــــــ جب باری آئی مدینے کے تاجدار کی ـــــــ جب باری آئی نبیوں کے سردار کی ـــــــ جب باری آئی رب کے یار کی ـــــــ تو خدا تعالےٰ نے فرمایا:۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۔ (پ۹ رکوع)	تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں ۔

آپ سب کے نبی ہیں ـــــــ آپ زمین و زماں کے نبی ہیں ـــــــ آپ مکین و مکاں کے نبی ہیں ـــــــ آپ شرق و غرب کے نبی ہیں ـــــــ آپ شمس و قمر کے نبی ہیں ـــــــ آپ شجر و حجر کے نبی ہیں ـــــــ آپ جن و انس کے نبی ہیں ـــــــ آپ چرند و پرند کے نبی ہیں ـــــــ آپ ساری کائنات کے نبی ہیں ـــــــ ان جیسا نہ کوئی آیا نہ آئے گا ـــــــ ان جیسا رتبہ نہ کسی نے پایا نہ کوئی پائے گا ـــــــ

؎ تیری مثل وی نئیں تے مثال وی نئیں
کوئی دلیا تیرے نال وی نئیں
دو جگ وچوں سوہنیا محبوبا !
رب شان ودھائی تیری اے

حضرات! شروع میں جو میں نے ایک آیۃ کریمہ کی تلاوت کی تھی ۔ اس کا ترجمہ سنئے ۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا:۔

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ	یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے

عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط (پ ۳)	پر افضل کیا۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

اس آیۂ کریمہ میں مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جو کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے اور وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ سے مراد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک ہے۔

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

ملک کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی!

حضور سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراتب درجات روزِ ازل سے عظیم ہیں۔ جو کہ قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی آپ کی شان سب سے بلند و بالا ہے۔

عالمِ ارواح میں شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام نسلِ انسانیت کی روحوں کو اکٹھا کر کے اپنی ربوبیت و وحدانیت کی گواہی لی، ان روحوں میں ادنیٰ بھی تھے۔ اعلیٰ بھی ___ امیر بھی تھے غریب بھی ___ منکر بھی تھے ___ مقر بھی

___ فاسق بھی تھے ___ عاشق بھی ___ جاہل بھی تھے ___ قاتل بھی ___ مسلم بھی تھے ___ کافر بھی ___ سب کو مخاطب کرتے ہوئے ربِّ کائنات نے ارشاد فرمایا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (پ ۹ رکوع ۱۲)	کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

سب نے عرض کی۔

قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا	تو سب نے کہا ہاں ہم گواہ ہوئے۔

اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو ظاہر کرنا چاہا۔ تو منشاءِ الٰہی یہ ہوا۔ کہ چونکہ اب محبوب کی رسالت کا ذکر کرنا ہوگا۔ لہٰذا بے ادبوں، گستاخوں، منکروں کو نکال دیا جائے۔ محبوب کا ذکر کرنے والی جماعت بھی محبوب ہی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی ارواح کو بلایا گیا اور عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کروایا گیا۔ اب ذرا یہ منظر ملاحظہ ہو کہ اقرار کروانے والا کون ہے ___ اقرار کرنے والے کون ہیں ___ اور جس کے متعلق اقرار کروایا جا رہا ہے۔ وہ کس شان کا مالک ہے ___ اقرار کروانے والا رب العالمین ہے ___ اقرار کرنے والی جماعت نبیین ہے ___ اور جس کے متعلق اقرار کروایا جا رہا

ہے ——— وہ سیدالمرسلین ہیں۔ اقرار کیا تھا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے انبیاء کی مقدس جماعت کی ارواح کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے نبیو، اے رسولو میں تمہیں کتاب و حکمت دوں گا ——— تمہارے سروں پر نبوتوں کے تاج سجاؤں گا ——— تمہیں علم و فضل ——— حکمت و دانائی ——— اور کمالات و معجزات کی دولتیں دے کر بھیجوں گا ——— تمہیں عزت و عظمت سے سرفراز کروں گا ——— تمہارا سکہ جاری ہوگا۔ ——— لوگ تمہارا کلمہ پڑھیں گے ——— اگر تم میں سے کسی ایک کی موجودگی میں میرا محبوب تشریف لے آئے تو تمہیں اپنی نبوت کو ختم کر دینا ہوگا ——— اپنا قانون منسوخ کر دینا ہوگا ——— اپنا کلمہ چھوڑ کر میرے آخری نبی کا کلمہ پڑھنا ہوگا ——— پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ فرمایا کیا اقرار کرتے ہو، اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیتے ہو تو سب نے عرض کی۔

قَالُوْا اَقْرَرْنَا۔	ان سب نے کہا ہم نے اقرار کیا۔

(پ ۳)

حضرات! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش انبیاء کرام علیہم کی مقدس جماعت میں سرداری کا سہرا اپنے محبوب کے سر پہ باندھ دیا تھا۔

ے باغ رسالت کی ہیں جڑ اور ہیں بہار آخری
مبدا جو اس گلشن کے تھے وہ منتہی یہ ہی تو ہیں

مسجدِ اقصیٰ میں شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں حضور سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم کی امامت کروائی۔ نماز کے بعد جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء بیان کرتے ہوئے اپنے خطبے بیان کیے۔

سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اٹھے اور خطبہ دیا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھے مسجودِ ملائکہ بنایا۔ پھر میری ہی اولاد میں سے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اٹھے اور خطبہ دیا۔ سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے اپنا کلیم بنایا۔ مجھے معجزات عطا فرمائے۔ مجھے تورایت عطا فرمائی۔ میرے لئے پتھر سے بارہ چشمے جاری فرما دیئے۔ ——— میری امت کیلئے من وسلویٰ اتارا ——— پینے کیلئے چشموں کا ٹھنڈا پانی اور سائے کے لئے بادل کو متعین کیا ——— پھر حضرت داؤد علیہ السلام اٹھے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے زبور کی تعلیم دی۔ مجھے خوش الحانی عطا فرمائی۔ میرے ہاتھ میں لوہے کو موم کر دیا۔ پہاڑوں اور پرندوں کو میرے لئے

مسخر کر دیا۔ میرے ہاتھوں سے جالوت کو ہلاک کیا۔ اور
مجھے حکومت و خلافت مرحمت فرمائی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام
کی باری آئی۔ انہوں نے خطبہ دیا کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے
لئے ہیں۔ جس نے میرے لئے ہواؤں کو مسخر کر دیا اور پرلیل
جنوں کے لشکروں کو میرے زیرِ فرمان کیا۔ جو کچھ میں ان سے
چاہتا کرواتا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خطبہ دیا تمام
تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے اپنا کلمہ بنایا
اور مجھے روح کہہ کر پکارا۔ مجھے آدم علیہ السلام کی مانند قرار دیا۔
مجھے شکمِ مادر میں ہی اپنی کتاب کی تعلیم دی۔ تورات، انجیل
زبور کے اسرار و رموز جو پردۂ اخفا میں تھے مجھے بخشے مٹی سے
پرندہ کی صورت بنا کر اس میں پھونکتا تو اپنی قدرت کاملہ
سے اسے زندہ کر دیتا۔ کوڑھیوں، بہروں اور مادر زاد اندھوں
کو میرے سپرد کیا۔ مجھے زندہ آسمان پر اٹھایا۔ مجھے اور میری
والدہ کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھا جب تمام جلیل القدر
انبیاء کرام علیہم السلام اپنے خطبے دے چکے۔ تو آخر میں
خاتم النبیین، سید المرسلین، امام النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
باری آئی۔ آپ نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے ارشاد
فرمایا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے
رحمۃ للعالمین بنا کر اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر
بھیجا ہے۔ مجھے وہ عظیم کتاب دی گئی۔ جس میں تمام چیزوں کا بیان
ہے۔ میری امت کو تمام امتوں سے بہتر قرار دیا گیا۔ ساری

زمین کو میرے لئے مسجد بنا دیا گیا۔ مٹی کو تیمم کرنے کے لئے پانی
کے حکم میں کر دیا۔ فرشتوں کو میری مدد کے لئے بھیجا اور میری
امت کے لئے قیامت تک توبہ کا دروازہ کھول دیا۔ مجھے
ساری کائنات سے بلند و بالا بنایا۔ جب حضور سید الانبیاء
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا خطبہ ختم کیا۔ تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے کھڑے ہو کر تمام انبیاء و رسل علیہم السلام
کی مقدس جماعت میں یہ اعلان کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہم سب میں افضل ہیں۔ (معارج النبوۃ جلد دوم)

خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل!
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی!

لامکاں میں شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ محبوب مانگ کیا مانگتا ہے۔ عرض
کی یا اللہ میں کیا مانگوں تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو
مسجودِ ملائکہ بنایا۔ ان کو اور ان کی بیوی حوا کو برگزیدہ کیا۔
پھر انہیں جنت میں ٹھہرا کر انتہائی تعظیم و تکریم سے نوازا۔
فرمایا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے انہیں جنت میں
داخل تو کیا پھر نکال دیا۔ مگر آپ اور آپ کی اُمت کو

جنّت میں داخل کروں گا پھر نکالوں گا نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت یوں ہے۔

آدم علیہ السّلام پر فضیلت :۔

کہ آدم علیہ السلام کو تو نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اے میرے پیارے محبوب ابھی آدم علیہ السلام کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ ان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ عرشِ عظیم پر لکھا۔ اس کے ساتھ جنّت کے دروازوں پر آپ کا نام ——— جنّت کے پردوں پر آپ کا نام ——— حور و قصور کی پیشانیوں پر آپ کا نام ——— زیورات پر آپ کا نام ——— ان کے ظروف (برتنوں) پر آپ کا نام ——— بلکہ جنّت کی ہر چیز پر آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔ ———

ادریس علیہ السّلام پر فضیلت :۔

عرض کی یا اللہ کیا مانگوں تو نے حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام یعنی آسمانوں پر اٹھایا۔ انہیں رفعت بخشی۔ آواز آئی۔ اے محبوب آپ کو سب سے بلند مقام پر بلایا اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر پہنچایا۔ دوسرا یہ کہ ادریس علیہ السلام کو تو جسمانی طور پر بلند کیا۔ مگر آپ کی شان یہ ہے کہ وَرَفَعْنَا

لَکَ ذِکْرَکَ۔ اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔ تیسرا یہ کہ ادریس علیہ السلام اس وقت تک جنّت میں داخل نہ ہوں گے۔ جب تک موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے مگر آپ تو موت سے پہلے ہی جنّت میں داخل ہو گئے۔

نوح علیہ السّلام پر فضیلت :۔

عرض کی یا اللہ میں کیا مانگوں تو نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی عطا فرمائی۔ جس کو تو نے بہت بڑے طوفان سے نجات بخشی۔ فرمایا محبوب نوح علیہ السلام کو تو کشتی عطا کی گئی۔ جس سے انہیں طوفان سے نجات ملی۔ مگر آپ کو وہ براق دیا گیا۔ جس پر آپ نے رات کے تھوڑے سے حصّہ میں مشرق و مغرب ——— شمال و جنوب ——— فرش سے عرش ——— بہشت و کرسی ——— لوح و قلم ——— بیت المعمور ——— سدرۃ المنتہیٰ ——— عرشِ معلّٰی ——— بلکہ لامکاں کی سیر کی ——— آپ کی امت کو مساجد عطا کیں۔ ——— جب قیامت کا دن ہوگا تو [illegible] اچھے اور بُرے سب لوگوں کو آگ پر گزرنے کا حکم ہوگا تو آگ کا دریا موجیں مارنے لگے گا۔ اس وقت آپ کے امتی ان مسجدوں میں داخل ہو جائیں گے۔ اُن کی ان مسجدوں کو آگ کے اس دریا پر کشتیوں کی طرح گزار دوں گا۔

ابراہیم علیہ السّلام پر فضیلت :-

عرض کی یا اللہ کیا مانگوں تو نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر نارِ نمرود پر ٹھنڈی اور سلامتی والی کر دیا اور انہیں اپنا خلیل بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے "حبیب ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود ٹھنڈی ہوئی۔ لیکن آپ اور آپ کی امت پر آتشِ دوزخ حرام کر دی گئی اور یہ بھی فرمایا کہ نارِ نمرود اس لئے ٹھنڈی ہو گئی۔ کیونکہ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں آپ کا نور چمکتا تھا۔

اسماعیل علیہ السّلام پر فضیلت :-

عرض کی یا اللہ تو نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بھی بچا لیا اور انہیں ذبحِ عظیم کا لقب بھی عطا کر دیا گیا۔ فرمایا محبوب کل قیامت کو یہودیوں اور عیسائیوں کو آپ کی اُمت پر قربان کر کے دوزخ میں بھیجوں گا۔ اور آپ کی امت کو جنّت عطا فرما دوں گا۔

صالح علیہ السّلام پر فضیلت :-

عرض کی یا اللہ تو نے حضرت صالح علیہ السلام کو ناقہ (اونٹنی) عطا فرمائی۔ مجھے کیا دیا۔ فرمایا آپ کو دارالسکون (سکون کا گھر) مدینہ منورہ دیا۔ مالِ غنیمت دیا۔ قرآن مجید

دیا۔ آپ کے امتیوں کے دل میں آپ کی محبت ڈالی۔ جو آپ کے لئے صالح علیہ السلام کی ناقہ سے کہیں بہتر ہے۔

ہُود علیہ السّلام پر فضیلت :-

عرض کی یا اللہ تو نے حضرت ہود علیہ السلام کو ہوا دی جو کافروں کو ہلاک کرتی تھی اور مومنوں کے لئے آرام و راحت کا سبب بنتی تھی۔ مجھے اس کے مقابلے میں کیا دیا۔ فرمایا محبوب کل قیامت کو آپ اور آپ کی امت کو اس سے اعلیٰ شئی دوں گا۔ جب لوگ پل صراط پر ہوں گے۔ اس وقت دوزخ کی گہرائی سے ایک ایسی ہوا چلاؤں گا۔ جو کہ منکروں کو دوزخ میں پھینکے گی۔ اور آپ کی امت کو اپنی خاص مدد سے آتشِ دوزخ سے جلد گزار دوں گا۔ کہ ان کا ایک بال بھی بیکا نہ ہو گا۔

موسیٰ علیہ السّلام پر فضیلت :-

عرض کی یا اللہ تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا ______ اور کوہِ طور پر ان کو ہمکلامی کا شرف بخشا اور دریا سے بمعہ ان کی قوم ایسے گزارا کہ ان کے پاؤں بھی تر نہ ہوئے۔ ان کو عصا عنایت فرمایا۔ جس نے جادوگروں کے تمام جادو کو نیست و نابود کر دیا اور اس ایک عصا میں ایک ہزار معجزے رکھے۔ انہیں ایک پتھر دیا۔ جس سے جب چاہتے بارہ

چشمے پھوٹ نکلے۔ فرمایا محبوب موسیٰ علیہ السلام سے تو میں نے طور پر کلام کیا۔ مگر تجھے اپنے پاس لامکاں پہ بلایا۔ اور انہوں نے میرے دیدار کی آرزو کی، میں نے لن ترانی سے جواب دیا کہ تو نہیں دیکھ سکتا۔ مگر محبوب تجھے تو بے حجاب اپنا دیدار کرایا اگر ان کے عصا میں ایک ہزار معجزات رکھے۔ تو تجھے بے شمار معجزات بلکہ سراپا معجزہ بنایا۔ اگر ان کے پتھر سے بارہ چشمے جاری ہوئے تو تیرے ہاتھوں کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دریا سے صحیح و سالم گزارا تو آپ کی امت دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے سلامتی سے گزاروں گا۔

داؤد علیہ السلام پر فضیلت

عرض کی یا اللہ تو نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور دی فرمایا محبوب تجھے سورۃ انعام دی جس کی فضیلت زبور سے کہیں زیادہ ہے جو شخص ایک دفعہ سورۃ انعام پڑھے گا۔ تو گویا اس نے دس مرتبہ زبور پڑھ لی۔ پھر عرض کی یا اللہ تو نے حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ شان بخشی کہ ان کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کر دیا اور انہیں ایسی خوش الحانی عطا فرمائی کہ پرندے اور پانی ان کا کلام سننے کے لئے ٹھہر جاتے جواب آیا اے میرے پیارے محبوب اگر داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کیا تو آپ کے لئے پتھر دلوں کو نرم کر دوں گا۔

سلیمان علیہ السلام پر فضیلت :-

عرض کی یا اللہ تو نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بے مثل بادشاہی عطا فرمائی۔ فرمایا محبوب اگر سلیمان علیہ السلام کو دنیا میں بادشاہی عطا فرمائی۔ تو تجھے کل قیامت کے دن مقام محمود کے ساتھ ایسی بادشاہی عطا کر دوں گا کہ آپ ساری مخلوق کے رہنما ہوں گے۔ پھر عرض کی مولا تو نے سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا کو مسخر کیا جس کے ذریعہ وہ ایک دن رات میں ایک مہینہ کا راستہ طے کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پیارے تیرے لئے میں نے براق اور رفرف کو مسخر کیا۔ جس کے ذریعے آپ نے ایک پلک جھپکنے سے پہلے ایک لاکھ سالہ راہ کو طے کر لیا۔

یونس علیہ السلام پر فضیلت :-

عرض کی یا اللہ تو نے حضرت یونس علیہ السلام کو تاریکی سے نجات دی۔ فرمایا محبوب میں نے آپ کو ان سے بہتر عطا کیا۔ وہ یہ کہ آپ کی امت کو قبر کی تاریکی، قیامت اور پلصراط سے نجات دی۔ عرض کی یا اللہ تو نے خضر علیہ السلام کو آب حیات کا چشمہ عطا کیا۔ آواز آئی میں نے آپ کو اس سے بہتر دیا۔ وہ یہ کہ جنت میں چشمہ سلسبیل اور شربت زنجبیل عطا فرمایا جو چشمہ آب حیات سے ہزار گنا بہتر ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت :-

عرض کی یا اللہ تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نفع بخش
دستر خوان دیا۔ فرمایا محبوب میں نے آپ کی اُمت کے لئے
کرامت و بزرگی کے دستر خوانوں کو قیامت میں ذخیرہ بنا دیا
عرض کی تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی۔ فرمایا محبوب
تجھے سورۃ اخلاص عطا فرمائی جو پوری انجیل سے زیادہ عظمت
کی حامل ہے۔ عرض کی یا اللہ تو نے بنی اسرائیل کو من و سلویٰ
دیا۔ ان کے لئے بادل کو سایہ کرنے کیلئے سائبان بنا دیا۔ فرمایا
محبوب آپ اور آپ کی اُمت کیلئے دنیا و آخرت کی نعمتیں
دیں اور انہیں بہشت میں گہرا سایہ عطا فرمایا۔ بنی اسرائیل
میں سے اکثر کی شکلیں بگاڑ دیں۔ ان کو ریچھ، خنزیر اور بندر
بنا دیا۔ لیکن آپ کی امت کو مسخ ہونے سے محفوظ رکھا۔
خواہ آپ کی امت ان جیسے برے اعمال قیامت تک کرتی
رہے۔ پھر فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں نے آپ کو
ایک ایسی سورت دے کر مکرم بنایا کہ اس جیسی سورۃ
تورات، انجیل، زبور بلکہ کتب سابقہ میں سے کسی میں بھی
نہیں ہے۔ اور وہ ہے سورۃ فاتحۃ الکتاب
جو شخص اس سورۃ کو پڑھے گا۔ میں اس پر دوزخ کی آگ
حرام کر دوں گا۔ اگرچہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔ عرض کی
مولا تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے معجزات سے نوازا

جن سے وہ اندھوں، کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے اور مُردوں کو
زندہ کر دیتے۔ آواز آئی اے حبیب آپ گناہوں کے مریضوں
کا علاج کریں گے اور آپ کے چاہنے سے مردہ دل زندہ
ہوں گے۔ محبوب جو تجھے عطا کیا گیا وہ کسی کو نہ ملا۔ تجھے سب
نبیوں اور رسولوں پر فضیلت دی۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔
بالآخر حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی امت
کی بخشش کا سوال کیا۔

(نزہتہ المجالس جلد دوم۔ معارج النبوۃ جلد دوم)

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کسی نے یوں کہا:-

دھر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات
قائم ہے تیری ذات سے سارا نظام کائنات

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رفعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا
عَلٰى سَيِّدِ الْوَرٰى صَاحِبِ قَابَ
قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى شَمْسِ الضُّحٰى
بَدْرِ الدُّجٰى نُوْرِ الْهُدٰى مُحَمَّدِنِ
الْمُجْتَبٰى الَّذِيْ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ
بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَآءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ o
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ ۳۰)
اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا
رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ o

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

قبریں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لیں قدرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حضرات! قرآن مجید فرقان حمید اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم اور بے مثل کتاب ہے۔ جس میں اوّل سے لے کر آخر تک ——— ازل سے لے کر ابد تک ——— ابتداء سے لے کر انتہا تک ——— ہر چیز کا بیان ہے۔ اس کی صداقت کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ دن اور رات میں کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں اس کی تلاوت نہ ہوتی ہو۔ یہ کتاب انسانی ہدایت کے اصول وضوابط کی جامع ہے۔ اس میں آیات وعدہ بھی ہیں ——— اور آیات وعید بھی ——— آیات امثال بھی ہیں ——— اور آیات قصص بھی ——— آیات نواہی بھی ہیں ———

اور آیاتِ ادامر بھی ــــــــ آیاتِ حلت و حرمت بھی ہیں

ــــــــ اور آیاتِ تسبیح و متفرق آیات بھی ہیں ــــــــ

مگر اس عظیم کتاب کو سمجھنے کے لئے درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حاضری ضروری ہے۔ یعنی قرآن مجید کی تفسیر و تشریح کے لئے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مطالعہ ضروری ہے۔ قرآن مجید نے نماز کا حکم تو دیا مگر یہ نہ بتایا کہ کیسے پڑھو۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پڑھ کر دکھائی کہ یوں پڑھو۔ قرآن مجید نے زکوٰۃ کا حکم دیا۔ کہ زکوٰۃ دو۔ مگر اس کی مکمل تفصیل حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بتائی۔ قرآن مجید نے فرمایا حج کرو۔ مگر مناسکِ حج کی مکمل تفصیل نہ بتائی۔ حضور سید کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حج کر کے دکھایا کہ یوں کرو تو نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن مجید قال ہے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی مبارک حال ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عملی طور پر ہمیں احکامِ قرآن سمجھا دیئے۔ لہٰذا جس طرح قرآن مجید کے ساتھ حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے۔ اسی طرح حمدِ خدا کے ساتھ نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ذکرِ خدا کے بغیر ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے فائدہ ہے۔ اور ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بغیر ذکرِ خدا لاحاصل ہے۔ وہ اس طرح اگر کوئی انسان لاکھ مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ نہ پڑھے گا۔ اس لئے کہ اگر ایمان صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں ہوتا تو دنیا میں بہت سے غیر مسلم مذاہب ایسے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کو مانتے ہیں۔ مگر

ہم انہیں مسلمان نہیں کہتے۔ جب تک ان کے قلب و زبان پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی مہر نہ لگے گی۔ مگر افسوس ہے ان نام نہاد مسلمانوں پر جو کہتے ہیں کہ ذکرِ خدا کے بعد ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کوئی ضرورت نہیں۔ کاش کہ وہ یہ آیہ کریمہ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ	اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

پڑھتے تو انہیں پتہ چل جاتا کہ یہ تو وہ نبی ہیں۔ جن کا ذکر خود خدا بھی کرتا ہے۔

ورفعنا لک ذکرک جیہدی شان وچ آیا
جنہوں لولاک دا ہے تاج خود خالق نے پہنایا

کسی نے یوں کہا:

کیا بندے سے ہو تیری ثنا، جب تیرا ثنا خواں ہے خود خدا
بس نام تیرا جپتے ہیں ہم سبحان اللہ سبحان اللہ

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (پ۲۸)	زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

سب اسی کو یاد کرتے ہیں۔ کوئی زمین میں ہو یا آسمان میں ــــــــ کوئی بلندی میں ہو یا پستی میں ــــــــ کوئی مشرق میں ہو یا مغرب میں ــــــــ کوئی شمال میں ہو یا جنوب میں ــــــــ انسان ہوں یا جن ــــــــ

چرند ہوں یا پرند ـــــ جمادات ہوں یا نباتات ـــــ گویا کہ فرمایا محبوب ساری خدائی میرا ذکر کرتی ہے۔ مگر میں خدا ہو کر تیرا ذکر کرتا ہوں۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور فرمایا،

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ	اور پچھلی گھڑی تمہارے لئے پہلی گھڑی سے بہتر ہے

اذان ہو یا خطبہ ـــــ کلمہ شہادت ہو یا خدا کی عبادت ـــــ دن ہو یا رات ـــــ خوشی ہو یا غمی جہاں ذکرِ خدا ہوگا۔ وہاں ساتھ ہی ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔

اذانوں میں خطبوں میں شادی و غم میں
غرض ذکر ہوتا ہے ہر جا تمہارا

کسی نے یوں کہا:

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پس ذکرِ حق ذکر ہے مصطفےٰ کا!

حضرات! کوئی وقت ایسا نہیں ہے۔ جب ذکرِ خدا نہ ہو ـــــ اور جہاں ذکرِ خدا ہوگا۔ وہاں ساتھ ہی ذکرِ مصطفےٰ بھی ہوگا۔

فرش پر بھی ہوا ذکر صلِّ علیٰ
عرش پر بھی ہوا چرچا سرکار
ہر طرف سج گئی محفلِ مصطفےٰ
ہر طرف یا نبی یا نبی ہو گئی!

کسی نے یوں کہا:

کرم کے بادل برس رہے ہیں
دلوں کی کھیتی ہری بھری ہے
یہ کون آیا کہ ذکر جس کا!
نگر نگر ہے گلی گلی ہے

اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور دنیا میں دن، رات کے اوقات مختلف ہیں۔ یوں سمجھیں کہ اگر پاکستان میں فجر کی اذان ختم ہوئی تو دنیا کے کسی دوسرے ملک میں ظہر کی اذان شروع ہوگئی۔ اگر وہاں ظہر کی اذان ختم ہوتی تو کسی اور ملک میں عصر کی اذان شروع ہوگئی۔ یہ دنیا کا ایک نظام ہے کہ اگر ایک ملک میں صبح کا وقت ہے تو دوسرے ملک میں شام کا وقت ہے۔ اگر ایک ملک میں دوپہر ہے تو کہیں رات اور کہیں دن ہے۔ اگر خدا چاہتا تو ساری دنیا میں ایک ہی وقت ہوتا۔ لیکن منشاءِ الٰہی تو اپنے محبوب کے ذکر کو بلند کرنا تھا۔ تاکہ دنیا کے اوقات مختلف ہونے کے سبب محبوب کا ذکر جاری رہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔	اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

مگر کافر چاہتے تھے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا ذکر بند ہو جائے۔ اب بلند اور بند میں صرف ایک لام کا ہی فرق ہے۔ مفکرین کے نزدیک اس لام میں بھی ایک حکمت ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے محبوب تیرا ذکر بلند ہو جائے۔ کافر چاہتے ہیں، بند ہو جائے۔ اگر لام کے حروفِ ابجد نکالیں تو نکلتے ہیں تیس گویا اشارہ اس طرف ہے۔ کہ محبوب جب تک قرآن مجید کے تیس پارے موجود ہیں۔ تیرا ذکر بلند ہوتا رہے گا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن مجید کا محافظ خدا تعالےٰ ہے۔ تو ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا محافظ بھی خدا ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر پاک بند کرنے والے خود تو مٹ گئے۔ مگر ذکر مصطفےٰ نہ بند ہوا نہ ہو گا۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا!
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے لڑائی نہ لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

اللہ تعالےٰ نے فرمایا،

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ہ (پ ۲۸)	کافر چاہتے ہیں اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔

کافر تو یہ چاہتے تھے کہ ہم اللہ کے نبی کو ختم کر دیں گے مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ حضور تو حضور آپ کے نامِ پاک محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حروفِ ابجد کے اعتبار سے جو دہائی آتی ہے وہ دہائی ختم نہیں ہوتی۔ تو جس کے نامِ پاک میں آنے والی دہائی کسی مقام پر ختم نہیں ہوتی تو نام والا کب ختم ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نامِ نامی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اعداد ہیں۔ ۹۲۔ اور ۹۲ میں دہائی ہے۔ ۹ کی یہ کسی مقام پر بھی ختم نہیں ہوتا۔ توجہ فرمائیں۔

تیرے نام میں جو فنا ہوا
وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اسے مٹائے وہ خود مٹے
یہ باقی اس کو فنا نہیں

۹ × ۲ = ۱۸ = ۸ + ۱ = ۹
۹ × ۳ = ۲۷ = ۷ + ۲ = ۹
۹ × ۴ = ۳۶ = ۶ + ۳ = ۹
۹ × ۵ = ۴۵ = ۵ + ۴ = ۹
۹ × ۶ = ۵۴ = ۴ + ۵ = ۹
۹ × ۷ = ۶۳ = ۳ + ۶ = ۹
۹ × ۸ = ۷۲ = ۲ + ۷ = ۹

۹ × ۹ = ۸۱ ، ۱ + ۸ = ۹

تیرے نام میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اسے مٹائے وہ خود مٹے یہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

اعلیحضرت فرماتے ہیں،

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

حضرات! ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ازل سے شروع ہے اور اَبد تک رہے گا۔ ذکرِ رسول کب سے شروع ہے۔ کب سے پہلے ــــــ کس وقت سے شروع ہے وقت سے پہلے ــــــ کس سمے سے شروع ہے ہر سمے سے پہلے ــــــ کس زمانے سے شروع ہے ہر زمانے سے پہلے ــــــ کس دَور سے شروع ہے ہر دَور سے پہلے ــــــ بلکہ آپ کا ذکر تھا زمیں سے پہلے زماں سے پہلے ــــــ آپ کا ذکر تھا مکیں سے پہلے مکاں سے پہلے ــــــ آپ کا ذکر تھا خشک و تر سے پہلے ــــــ آپ کا ذکر تھا بحر و بر سے پہلے ــــــ آپ کا ذکر تھا جن و بشر سے پہلے ــــــ ہر چیز کو فنا ہے مگر ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فنا نہیں، اس لئے کہ ذکرِ رسول کرنیوالا خود خدا تعالےٰ ہے اور خدا تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک ہے۔

کیا بندے سے ہو تیری ثنا جب تیرا ثناخواں ہے خود خدا
بس نام تیرا جپتے ہیں ہم سبحان اللہ سبحان اللہ

عالمِ ارواح میں آپ کا ذکر کیا گیا۔ آدم علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ حضرت شیث علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ حضرت نوح علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ زکریا کی علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ یحییٰ علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام سلیمان علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ داؤد علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ ہُود علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ ایوب علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام اسحاق علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر آپ کا نام ــــــ کُل نبیوں کی زبان پر آپ کا نام ــــــ سابقہ کتابوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری کی بشارت دی، انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی آپ کی آمد کی خوشخبریاں سنائیں۔

حضرات! جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنے اپنے وقت میں ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کرتے رہے۔ چند ایک کا ذکر

کیا جاتا ہے ۔

آدم علیہ السلام و ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضرت آدم علیہ السلام جنّت میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جنّت کے درختوں، درختوں کے پتوں، جنّت کے در و دیوار بلکہ جنّت کی ہر چیز پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسمِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھا ہوا ہے۔ ایک دن آپ نے یہی واقعہ اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے بیان کیا۔ تو وہ بھی حیران ہو گئے اور پوچھنے لگے، اے ابا جان کیا آپ کی شان زیادہ ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضرت آدم علیہ السلام خاموش رہے ۔ مگر تیسری بار دریافت کرنے پر فرمایا بیٹا جب مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان بتلاتے ہوتے ارشاد فرمایا اے آدم غور سے سُن ۔

لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ يَا آدَمُ	اے آدم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ فرماتا ۔

نوح علیہ السلام و ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے میں مصروف تھے تو حکم ہوا اس کشتی کے ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے بنائیں اور

ان پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء گرامی لکھو۔ چنانچہ ان تختوں پر تمام انبیاء کے نام لکھے گئے ۔ دوسرے دن جب کام شروع کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب نام مٹ چکے ہیں ۔ بڑے متفکر ہوتے ۔ دوسرے دن لکھے تو پھر ایسا ہی ہوا ۔ تیسرے روز وحی آئی کہ ان ناموں کی ابتداء میرے نام سے کرو اور آخر میں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لکھو۔ اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لکھا۔ جب آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھا۔ تو غیب سے آواز آئی ۔

يَا نُوحُ اَلْآنَ قَدْ تَمَّتْ سَفِيْنَتُكَ	اے نوح علیہ السلام اب تمہاری کشتی مکمل ہو گئی ۔

کشتی کے تمام تختے جوڑ دیتے گئے ۔ تو آخر میں صرف چار تختوں کی جگہ باقی رہ گئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ ان چار تختوں پر کن اسماء کو لکھا جائے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے شیخ الانبیاء سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چار دوست ہوں گے ۔ ان تختوں پر ان کے نام لکھ دیتے جائیں ۔ یہ چار نام اسلام کے چمکتے ستارے ہیں ۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ عظیم الشان کشتی انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء گرامی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاکیزہ ناموں کی برکت سے طوفان میں تباہ

ہونے سے بچ گئی۔

ابراہیم علیہ السلام و ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خواب میں جنت کو دیکھا جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے۔ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی یا اللہ یہ مبارک جگہ اور پُر امن مقام کس کے لئے ہے، آواز آئی۔

اُعِدَّتْ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُمَّتِہٖ۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اُمت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ جنت کے باغوں کی جڑیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے بنائی گئی تھیں اور ان کی کونپلیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ سے بنی ہوئی تھیں۔ پھلوں کو دیکھا گیا تو وہ سُبْحَانَ اللّٰہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ سے بنائے گئے تھے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنی قوم کو بُلا کر سارا واقعہ بیان کیا۔ قوم نے کہا ہمیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اور ان کی اُمت کا پورا پورا تعارف کرائیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر عرض کی، مولا مجھے شانِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی اُمت کے بارے میں آگاہ کیا جائے۔ ابھی آپ سجدہ میں ہی تھے کہ حضرت جبرائیل امین آئے اور عرض کی، اے ابراہیم سر اٹھاؤ۔ جب آپ نے سر اٹھایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمانِ خداوندی

کے مطابق عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے آخری نبی و رسول ہیں۔ ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ آپ کی اُمت تمام اُمتوں سے بہتر ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے اپنے محبوب کو برگزیدہ بنایا۔ اور اس کی اُمت کو زمین و آسمان کی پیدائش سے بیس ہزار سال پہلے پیدا فرمایا۔ اور میدانِ حشر میں وہ تمام اُمتوں سے پہلے اور روشن چہروں کے ساتھ آئیں گے۔ قیامت کے دن وہ تمام برائیوں سے مبرا ہوں گے۔ تمام نوجوان ہوں گے۔ خوبصورت ہوں گے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے نوری ہوں گے۔ یہ نور اور چمک ان کے وضو کی وجہ سے ہو گی۔ ان کے سروں پر تاج ہوں گے۔ ان کی نعمتیں مقرر ہوں گی۔ وہ خوش و خرم ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے ارد گرد ہوں گے۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اُمت کی تعریف بیان کر چکے تو ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔

یَا رَبِّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّتِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اے اللہ مجھے اُمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بنا دے۔

یوسف علیہ السلام و ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنوئیں میں

ڈال دیا۔ تو آپ نے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے
نجات چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نام کی برکت سے کنوئیں میں
ایک ایسا درخت پیدا کیا جس کی شاخیں کناروں کو چھو رہی تھیں۔
میوے لگے ہوتے تھے۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و قناعت
کی خوراک بنے۔ اور پھر حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی برکت سے اس کنوئیں سے نجات پائی۔

دیئے دلوں کے جلائے رکھنا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجائے رکھنا
جو راحتِ دل سکونِ جاں ہے
وہ ذکر ذکرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

داؤد علیہ السلام و ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی
یا اللہ جب میں زبور کی تلاوت کرتا ہوں تو مجھے ایک نور نظر
آتا ہے۔ میرا محراب خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور میرا قلب و
جگر انتہائی راحت محسوس کرتا ہے۔ میرا حجرہ منور ہو جاتا ہے
یا اللہ وہ نور کیسا ہے؟ فرمایا یہ نور، نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہے۔ اسی نور کے طفیل میں نے دنیا و آخرت۔ آدم و حوا
جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام
نے بلند آواز سے جب نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیا تو
جنگل کے جانور، چرند، پرند سب پکار اٹھے۔ صَدَقْتَ یَا دَاؤدُ

اے داؤد آپ نے صحیح کہا۔ اس کے بعد آپ جب بھی زبور کی تلاوت
فرمانے لگتے تو پہلے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پڑھ
لیتے تھے۔

جو ذکر زندگی کے فسانے کی جان ہے
وہ تیرا ذکر پاک ہے اے زینتِ حیات

سلیمان علیہ السلام و ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر سمیت اصطخر
سے یمن جا رہے تھے۔ یہ لشکر ہوا میں اڑتا جا رہا تھا۔ کہ اس کا گزر
مدینہ منورہ کی سرزمین سے ہوا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام
فرمانے لگے۔

اِنَّ ھٰذِہٖ دَارُ ھِجْرَۃِ نَبِیِّ اٰخِرِ الزَّمَانِ طُوْبٰی
اٰمَنَ بِہٖ وَاتَّبَعَہٗ۔

بے شک یہ مقام آخری نبی کا دار الہجرت ہے۔

وہ بڑا خوش نصیب ہوگا جو اس پر ایمان لائے گا اور
آپ کی اتباع کرے گا۔ مدینہ شریف سے گزر کر جب آپ سرزمین
مکہ میں پہنچے تو پیچھے دیکھا کہ مشرکین مکہ ہزاروں بت خانے آباد
کر رہے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس مقام سے خاموشی
سے آگے بڑھ گئے۔ تو کعبۃ اللہ نے بارگاہِ الٰہی میں رو کر عرض
کی یا اللہ یہ تیرے پیغمبر جس کے پاس اولیاء اللہ کا ایک لشکر ہے
وادی مکہ سے گزر گئے اور قدم رنجہ نہیں فرمایا نہ نماز ادا کی، نہ

ذکر واذکار و تسبیح و تہلیل کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے کعبہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تیری سرزمین کو سجدہ کرنے والوں سے بھر دیا جائے گا۔ اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید اسی سرزمین پر نازل کروں گا۔ جو کہ میرے آخری نبی پر اتاری جائے گی۔ جب میرا محبوب تشریف لائے گا تو تجھے بتوں کی آلودگی اور نجاست سے پاک کردے گا۔
اس واقعہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام اس وادی میں تشریف لائے اور کعبتہ اللہ میں نماز وقیام فرمایا اور کعبہ کے پاس پانچہزار اونٹ، پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار دنبے قربان کئے۔ اور اپنی قوم کے معززین کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوں گے۔ وہ کتنے خوش نصیب ہوں گے۔ جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت موجود ہوں گے۔ اور دولتِ ایمان سے مالا مال ہوں گے حاضرین نے دریافت کیا یا نبی آپ اور نبی آخرزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کتنا عرصہ ہے۔ آپ نے بتایا تقریباً ایک ہزار سال۔ یہ بشارت دینے کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوگئے۔

موسیٰ علیہ السلام و ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات شریف ملی۔ تو آپ خوشی ومسرت میں وادیٔ طور میں کھڑے ہوکر بارگاہِ الٰہی میں عرض کرنے لگے اے اللہ تو نے مجھے اتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے۔

جو اس سے پہلے کسی کے حصے نہیں آئی وحی آئی۔ موسیٰ میں نے اپنے بندوں کے دلوں پر نگاہ کی تو تمہارے دل سے زیادہ متواضع کوئی دل نہ پایا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہیں اپنی رسالت اور کلام سے سرفراز فرمایا۔

فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ ہ	میں نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے لے لو اور شکر گزار بن جاؤ۔

اس کے بعد فرمایا۔

وَمُتْ عَلَی التَّوْحِیْدِ وَعَلٰی حُبِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ	توحیدِ خداوندی اور حُبِّ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زندگی گزارو اور اسی پر موت آئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ جن کی محبت تیری توحید کے ساتھ وابستہ ہے۔ فرمایا۔ موسیٰ، محمد رسول اللہ ہیں۔ جن کا نامِ نامی تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے عرشِ اعظم کے کنگروں پر لکھ دیا تھا فرمایا موسیٰ اگر تم چاہتے ہو کہ میرے اتنا قریب ہو جاؤ جتنی تمہاری بات زبان سے قریب ہے ____ جتنا تمہارا خیال تمہارے دل کے قریب ہے ____ جتنا تمہارا نور تمہاری آنکھ کے قریب ہے ____ جتنی تمہاری سماعت تمہارے کان کے قریب ہے ____ تو میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ دُرود شریف پڑھو۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ وہ کون ہیں؟ جن کے وسیلہ کے
بغیر مجھے تیرا قرب نصیب نہیں ہوسکتا۔ فرمایا موسیٰ اگر اپنے محبوب
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اُمت کو پیدا نہ فرماتا تو
نہ جنت اور نہ دوزخ، نہ آفتاب نہ ماہتاب، نہ دن نہ رات،
نہ ملائکہ مقربین نہ انبیاء ورسل علیہم السلام حتیٰ کہ تمہیں بھی پیدا
نہ کرتا، پھر عرض کی یا اللہ، میں تیرا نبی ہوں اور وہ بھی تیرے نبی
ہیں۔ مجھ میں اور ان میں فرق کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ فرمایا، موسیٰ
تم میرے کلیم ہو ـــــــ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے
حبیب ہیں۔ کلیم وہ ہوتا ہے، جو خدا کو چاہے، اور حبیب وہ
ہوتا ہے جسے خدا چاہے ـــــــ کلیم وہ ہوتا ہے کہ جو ہر کام
وہ کرے جو خدا چاہے ـــــــ اور حبیب وہ ہوتا ہے کہ خدا
وہ کام کرے جو حبیب چاہے جو حبیب چاہے ـــــــ
کلیم وہ ہوتا ہے جو رات بھر قیام کرے، دن کو روزہ رکھے،
چالیس روزے رکھے پھر جا کر وادیٔ سینا پر مجھ سے ہمکلام ہو،
ـــــــ حبیب وہ ہوتا ہے جو بستر استراحت پر آرام فرما
ہو اور رب تعالےٰ جبرائیل علیہ السلام کو اس کے دروازے پر
بھیجے اور اسے آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ مقام دے جو کسی کو نصیب نہ
ہوا ہو۔ اے موسیٰ میں نے تم سے اس وقت کلام کیا جب تم طور سینا
پر تھے۔ مگر میں نے اپنے حبیب سے اس وقت گفتگو کی جب
وہ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے مقام پر تھا۔

عیسیٰ علیہ السلام اور ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چند لوگوں پر گزر ہوا
جو مچھلی کا شکار کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے پُوچھا کیا کر رہے
ہو، کہنے لگے مچھلی کا شکار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، آؤ
میرے ساتھ مل کر انسانوں کا شکار کریں۔ انہوں نے پُوچھا
آپ کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا میں عیسیٰ ابن مریم ہوں،
اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا
کیا آپ سے بڑھ کر کسی اور رسول کو مرتبہ ملا۔ فرمایا۔ ہاں پیغمبر
آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں ان کے نعلین پاک میں
کھڑا ہوسکوں تو میری خوش قسمتی ہے۔ چنانچہ وہ سب آپ پر
ایمان لے آئے، اور آپ کی اتباع کرنے لگے۔ انہیں جہاں
بھوک لگتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مانگتے۔ آپ زمین پر
ہاتھ مارتے اور ہر ایک کے لئے دو دو روٹیاں نکال کر دیتے،
اور بھوک دور کرتے۔ جب کوئی پیاسا ہوتا تو زمین سے صاف
اور ٹھنڈا پانی نکال لیتے اور پیاس بجھاتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے حواری ایک دوسرے سے مل کر رہتے۔ حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان
لائیں اور اپنی اُمت کو بھی ہدایت کر دیں کہ وہ بھی حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔

اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کائنات کی کسی چیز کو بھی پیدا نہ کرتا۔ جب میں نے عرش کو پانی پر نصب کیا تو وہ کانپنے لگا اور چکر کھانے لگا میں نے اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تو اس کی برکت سے ساکن ہو گیا۔

(معارج النبوۃ رکن دوم)

حضرات! معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام لوگوں کو ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سناتے رہے۔ کیونکہ ذکرِ مصطفیٰ ذکرِ خدا ہے اور سارا قرآن نعتِ مصطفیٰ ہے۔

آقا کی ثنا خوانی دراصل عبادت ہے
ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں

ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ——— نوح علیہ السلام کی کشتی کنارے لگی ——— ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار ہوئی ——— یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نجات ملی ——— موسیٰ علیہ السلام کو بارگاہِ الٰہی میں قربِ خاص نصیب ہوا۔

حضرات! جس محبوب کا ذکر خود خدا کرے، انبیاء کریں، ان کی امتیں آپ کا ذکر کریں ——— ہم تو اس عظیم ہستی کے اُمتی ہیں، ہمارا تو زیادہ حق ہے کہ اس کملی والے کی صفت و ثنا، ذکر و نعت سے اپنی محفلیں سجائیں۔

دیئے دلوں کے جلائے رکھنا نبی کی محفل سجائے رکھنا
جو راحتِ دل سکونِ جاں ہے وہ ذکر ذکرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

کسی نے یُوں کہا:

کر ذکر مدینے والے دا ایہدے وچ بھلائی تیری اے
اک وار توں ہو جا سوہنے دا پھر ساری خدائی تیری اے

کسی نے یوں کہا،

ذکرِ سرکار میں ہیں بڑی برکتیں مل گئیں راحتیں عظمتیں رفعتیں
میں گنہگار تھا بے عمل تھا مگر مصطفیٰ نے مجھے جنتی کر دیا

کوئی یوں کہتا ہے۔

ذکر کر سوہنے محبوب من ٹھار دا
کملیا غم تیرے توں پرے رہن گے
کر دا رہو توں سدا مصطفیٰ مصطفیٰ
ایس ناں نال سینے ٹھرے رہن گے

کسی نے یوں کہا:

ذکر کر سرورِ انبیاء کا
نام لے اس حبیبِ خدا کا

جلوتوں خلوتوں میں نیازی
جو کبھی ہم کو بھولا نہیں ہے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی نُوْرِ الْھُدٰی مُحَمَّدِنِ الْمُجْتَبٰی الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۝

ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پر مگر عرش نشیں ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو ترے در سے
اک لفظ نہیں ہے کہ ترے لب پہ نہیں ہے
تو چاہے تو ہر شب ہو مثالِ شبِ اسریٰ
تیرے لئے دو چار قدم عرش بریں ہے
ہر اک کو میسّر کہاں اس در کی غلامی
اس در کا تو دربان بھی جبریل امیں ہے
اے شاہِ زمن اب تو زیارت کا شرف دے
بے چین ہیں آنکھیں مری بیتاب جبیں ہے
دل گریہ کناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم ترا انداز طلب کتنا حسیں ہے

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کے دسویں پارے کی ایک آیۂ کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا

آپ فرما دیں اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہارا کنبہ اور تمہارے کمائے ہوئے مال تمہاری

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝
(پ ۱ رکوع ۹)

وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے، اور تمہاری پسندیدہ رہائش گاہیں یہ سب کچھ اگر تم کو اللہ اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوں تو تم اللہ کے حکم (عذاب) کا انتظار کرو اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضرات! یہ انسان کی فطرت ہے، کہ وہ اپنے والدین اولاد، بھائی، بیوی، خاندان اور مال تجارت اور رہائش کے مکان سے محبت کرتا ہے۔ مگر اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبردار کیا ہے۔ کہ اگر تم ان چیزوں سے اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ محبت کرو گے۔ تو انتظار کرو اپنے رب کے غضب کا۔ تو ثابت ہوا کہ اللہ اور رسول کی محبت معمولی چیز نہیں۔ بلکہ دین و ایمان کی اصل ہے اور ہر ایمان والے پر فرض ہے کہ وہ دنیا و مافیھا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کریں، اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝
(مشکوٰۃ شریف ص۱۲)

کہ تم میں کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ مجھ سے اپنے اور اپنے والدین اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔

معلوم ہوا کہ ایمان کا دارومدار محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہے۔ اگر دل میں حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ہے، تو بندہ مومن اگر حضور کی محبت نہیں تو لاکھ سجدے کرے، حج کرے، روزے رکھے، زکوٰۃ بھی دے، ساری ساری رات مصلے پہ گزار دے، تبلیغیں کرے سب بیکار ہے۔

آپ کا عشق ہے عشقِ ربُّ العلیٰ آپ کا ذکر ہے خاص خدا
خود خدا کا قرآن میں یہ اعلان ہے جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

محترم قارئین! حضور سیدِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ آپ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جائے۔ اس میں اپنے نفس کی خواہش کو دخل نہ ہونے دے۔ اس کی مثال اس بیمار جیسی ہے۔ جسے معلوم ہے کہ دوائی کڑوی ہے۔ اسے طبیعت ہرگز قبول نہیں کرتی۔ لیکن جب ڈاکٹر یا حکیم اس دوائی کے پینے کا حکم کرتا ہے۔ تو پھر مریض کو وہی کڑوی دوائی پینی پڑتی ہے

اگرچہ اُسکی طبیعت اس دوائی سے متنفر ہے لیکن سمجھتا ہے کہ اس میں بھلائی ہے۔ چنانچہ جب ایک معمولی انسان طبیب یا ڈاکٹر کے فرمان پر اسے اتنا اعتماد ہے تو پھر رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادِ گرامی پر کیوں اعتماد نہ ہو۔ جبکہ بحیثیتِ مسلمان اور ان کے اُمتی ہونے کے اسے یقین ہے کہ وہ خود نہیں فرماتے۔ بلکہ ان کا فرمان فرمانِ خدا ہے۔

سپارے صفحے سورتاں بن نے جاون
زباں پاک تھیں جو جو بولے محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے مقابلہ میں والدین اور اولاد کی محبت کیا وقعت رکھتی ہے۔

بے شک پُتر ٹھنڈ دلاں دی تے گھر دا نور اُجالا
پر ایہناں تھیں ودھ پیارا سانوں کالی کملی والا

جب یقین ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے لئے ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق اور رحیم و کریم ہیں اور ہماری شفقت و رحمت سے انہیں ذاتی طور پر کوئی غرض نہیں، فرمانِ خداوندی،

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○
(پ ۱۱ رکوع ۴)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان

تمہاری مشقت ان پر بھاری ہے۔ یعنی تمہاری تکلیف سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے، اور وہ تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں اور مسلمانوں پر بہت مہربان ہیں۔

حضرات! جب ہمارے نبی ہم پر اس قدر مہربان ہیں تو ہمیں بھی آپ سے دل و جان سے محبت کرنی چاہیئے۔ جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں اپنا جان و مال، اپنا تن من دھن، ہر چیز قربان کر دی وہ یوں عرض کرتے ہیں۔

ما ہر چہ داشتیم فدائے تو کردہ ایم
جاں را اسیرِ بندِ ہوائے تو کردہ ایم
ما کردہ ایم ترکِ خود و ہر دو کون نیز
دیں ہا کہ کردہ ایم برائے تو کردہ ایم

ہم نے اپنی خودی مٹا دی بلکہ ہر دو جہانوں کا خیال بھی دل سے ہٹا دیا جو کچھ کیا ہے صرف تمہاری خاطر کیا ہے۔

حضرات! ایسے لوگوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرفہرست ہیں۔ صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ حتیٰ کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی آپ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے تو جانثاروں کے دل دھڑکنے لگ جاتے۔

فرطِ محبّت: ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حلقہ میں رونق افروز تھے۔ کسی ضرورت سے آپ اٹھے تو واپس آنے میں دیر ہو گئی۔ صحابہ کرام گھبرا گئے۔ کہ خدانخواستہ دشمن آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اسی پریشانی کی حالت میں گھبرا کر حضور سید کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جستجو میں انصار کے ایک باغ میں پہنچے۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں۔

فَدُرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا فَلَمْ أَجِدْ۔

میں نے اس باغ کا دروازہ تلاش کیا، تو نہ ملا۔

مجھے دیوار میں پانی کی ایک نالی نظر آئی۔ میں اس میں گھس کر آپ تک پہنچ گیا اور صحابہ کرام کے پریشان ہونے کی داستان سنائی۔ (مسلم شریف ص۴۵، ج۱)

جان نثاری کا صلہ

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غزوۂ حنین کے لئے تشریف لے گئے۔ تو ایک صحابی نے شام کے وقت خبر دی کہ میں نے آگے جا کر پہاڑ کے اوپر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبیلہ ہوازن کے مرد اور عورتیں بمع چارپایوں اور اپنے ساز و سامان لے کر آ رہے ہیں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا انشاء اللہ یہ سب کچھ کل کو مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہو گا۔

ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدِ الْغَنَوِيُّ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر فرمایا آج میری پاسبانی کون کرے گا؟ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی نے کہا میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تو فرمایا کہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھ جاؤ۔ آپ نماز فجر کیلئے اٹھے، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

ثُمَّ قَالَ هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَحْسَسْنَاهُ

تو صحابہ سے فرمایا کیا تمہیں اپنے شہسوار کی بھی خبر ہے؟ صحابہ نے عرض کی نہیں تو کچھ خبر نہیں۔

چنانچہ جماعت قائم ہوئی تو آپ نماز پڑھاتے جاتے تھے اور مڑ مڑ کر گھاٹی کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔ نماز ادا کر چکے تو فرمایا۔ لو مبارک ہو تمہارا شہسوار آ گیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گھاٹی کے درختوں کے درمیان سے دیکھا تو وہ آ پہنچے۔ اور خدمت مبارک میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ اور کہا کہ میں گھاٹی کے بلند ترین حصے پر جہاں آپ نے مامور فرمایا تھا چڑھ گیا۔ صبح کو دونوں گھاٹیاں بھی دیکھیں۔ تو ایک شخص بھی نظر نہ آیا۔ آپ نے فرمایا کبھی نیچے بھی اترے تھے۔ عرض کی صرف نماز اور قضائے حاجت کے لئے۔

فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَوْصَیْتَ فَلَا عَلَیْکَ اَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَھَا۔
(ابو داؤد شریف صفحہ ۳۴۵ ج ۔ ۱)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم کو جنت مل چکی۔ اس کے بعد اگر کوئی عمل نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔

حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا صلہ یہ ملا کہ دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری مل گئی۔

جو عشقِ نبی کے جلووں کو سینے میں بسایا کرتے ہیں
اللہ کی رحمت کے بادل ان لوگوں پہ سایہ کرتے ہیں

محبت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شروع اسلام میں جو بھی مسلمان ہوتا وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھی یہی تلقین ہوتی تھی۔ تاکہ کفار کی اذیتوں سے بچا جائے۔ چنانچہ جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس ہوگئی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علانیہ تبلیغ کی اجازت چاہی۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر ان کی درخواست منظور کرتے ہوئے، اجازت دے دی۔ تبلیغی سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کا سب سے پہلا خطبہ بیت اللہ شریف میں دیا خطبہ

کا ... شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ میں انتہائی شرافت و بزرگی حاصل تھی اور ان کو عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ باوجود اس کے انہیں بھی اس قدر مارا کہ سارا چہرہ خون آلود ہو گیا۔ ناک، کان، ایسے لہولہان تھے کہ پہچانے نہ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہاں سے اٹھا کر لائے۔ سب کو یقین ہو گیا کہ ابوبکر اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے۔ بنو تمیم مسجد میں آتے اور اعلان کیا۔ کہ اگر ابوبکر صدیق کی وفات ہو گئی تو ان کے بدلہ میں ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کر دیں گے۔ کیونکہ عتبہ نے ابوبکر صدیق کے مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کی تھی۔ شام تک آپ بے ہوش رہے۔ جب آپ کو ہوش آئی تو آپ کی زبان سے نکلنے والا پہلا لفظ یہ تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگ حیران ہوئے کہ حضور کی وجہ سے یہ ساری تکلیف اٹھانا پڑی پھر بھی آپ کا پتہ پوچھ رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی والدہ ام خیر آپ کے لئے کھانا پکا کر لائیں کھانے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا پہلے مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال بتاؤ۔ ان کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے تو خبر نہیں کہ کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ام جمیل (جو آپ کی بہن تھی) کے پاس جا کر دریافت کر لو کہ کیا حال ہے؟ وہ بیچاری

بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست پوری کرنے کے
لئے ام جمیل کے پاس گئیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کا حال دریافت کیا۔ بہن نے ماں سے سارا واقعہ پوچھا تو رہا نہ گیا
جلدی سے ابوبکر کے پاس گئیں دیکھا تو تحمل نہ کر سکیں بے تحاشا
رونا شروع کر دیا۔ کہ ظالموں نے کتنا ظلم کیا خدا انہیں غرق کرے
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پھر پوچھا، کہ
حضور کا کیا حال ہے۔ تو ام جمیل نے خیریت سنائی اور عرض
کیا کہ وہ بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں
ہیں۔ انہوں نے کہا ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ آپ نے
فرمایا خدا کی قسم میں جب تک حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
زیارت نہ کر لوں گا۔ اس وقت تک کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔
مگر والدہ بے قرار تھیں کہ میرا بیٹا کچھ کھا پی لے، اور یہ بھی ڈر تھا
کہ کہیں کوئی کافر دوبارہ یہاں آکر آپ کو تکلیف نہ پہنچائے جب
رات کا کافی حصہ گزر گیا تو حضرت ابوبکر کو لے کر حضور صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ارقم کے گھر پہنچیں۔ جونہی حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظر حضور کے والضحیٰ کے
چہرے پر پڑی تو آپ کے قدموں میں گر گئے اور زار و قطار
رونے لگے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ میری والدہ ہیں۔ ان کے لئے ہدایت
کی دعا فرمائیں اور ان کو اسلام کی ترغیب دیں۔ چنانچہ حضور

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں اسلام کی ترغیب دی۔ جس
سے وہ فوراً مسلمان ہوگئیں۔ (تاریخ خمیس)

اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے
اس کا تو بیان ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

محبتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔
جو آغاز اسلام میں مشرف باسلام ہوئے۔ ایسا خوفناک ماحول
تھا۔ جب اسلام لانے کی پاداش میں سخت ترین مصائب و
آلام سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ حضرت بلال کو کفار مکہ سخت
سے سخت اذیتیں دیتے۔ ان کو پکڑ کر لے جاتے اور دھوپ
میں لٹا دیتے اور پتھر لا کر ان کے پیٹ پر رکھ دیتے اور کہتے تمہارا
دین لات و عزیٰ کا دین ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے کہ میرا پروردگار
اللہ ہے۔ بلال حبشی رض ایسے ایسے مصائب جھیلتے مگر سینے میں عشق
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس طرح پیوست تھا کہ سارے آلام و
مصائب اس کے سامنے ہیچ تھے۔ ایک دن حضرت بلال رضی
اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ قریش کو اس کی خبر نہ تھی،
آپ نے ادھر ادھر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ آپ بتوں کے پاس جا کر
ان پر تھوکنے لگے اور کہنے لگے وہ لوگ ناکام اور خسارہ میں ہیں
جنہوں نے تمہاری پرستش کی۔ قریش نے ان کو گرفتار کرنا چاہا لیکن

آپ ان سے بچ کر نکل گئے اور اپنے مالک عبداللہ بن جدعان کے گھر چھپ گئے۔ قریش کے لوگ عبداللہ کے پاس آئے اور اس کو آواز دی وہ باہر آیا تو اس سے ان لوگوں نے کہا کیا تم بے دین ہو گئے ہو؟ اس نے کہا مجھ جیسے شخص کے متعلق بھی اگر ایسا خیال ہے تو میں اس کے کفارہ میں لات و عزیٰ کے لئے سو اونٹنیاں قربان کروں گا۔ عبداللہ سے لوگوں نے کہا تمہارے بلالؓ نے کیا کیا۔ اس نے ان کو بلایا۔ لوگ ان کو تلاش کر کے عبداللہ کے پاس لائے۔ یہ صحیح معنوں میں بلالؓ کو پہچانتا نہ تھا۔ اس نے خولہ کو بلا کر پوچھا۔ یہ کون ہے؟ کیا میں نے تم کو یہ حکم نہ دے رکھا تھا کہ مکہ کے غلاموں میں سے کسی کو یہاں نہ رہنے دینا۔ خولہ نے کہا یہ تمہاری بکریاں چراتا تھا اور اس کے علاوہ کون تھا جو بکریاں چراتے۔ اس کے بعد عبداللہ نے ابوجہل اور امیہ بن خلف سے کہا بلالؓ تمہارے حوالے ہے۔ تم اس کے ساتھ جو چاہو کرو۔ چنانچہ یہ دونوں انہیں مکہ سے باہر تپتے ہوئے صحرا پر کھینچتے ہوئے لے گئے اور ان کے دونوں بازوؤں پر چکی کے پاٹ رکھ دیتے اور کہتے اُکْفُرْ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرو۔ بلالؓ کہتے ہیں جتنی چاہو تکلیفیں دے لو مگر دامنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوڑوں گا۔

سینے وچ اوہدے تیرے عشق دی تجلی سی
[illegible] کھانی جاندا سی پر کہندا اللہ اللہ سی

کِنا سچا سُچا ہے سی عشق بلالؓ دا
ہر پاسے چرچا تیرے حُسن و جمال دا

آپ پر عذاب کا یہ سلسلہ شروع تھا۔ کہ وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا اے اُمیہ اس بے گناہ غلام پر ظلم کیوں کرتے ہو۔ اُمیہ بن خلف کہنے لگا۔ اے ابوبکر اگر تجھے اتنا احساس ہے تو بلال کو مجھ سے خرید لو۔ آپ نے فرمایا کیا لو گے۔ اس نے کہا تمہارے غلام نسطاس کو۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا اگر میں اسے دے دوں تو تم بلالؓ کو مجھے دے دو گے۔ اس نے کہا ہاں! چنانچہ اس نے نسطاس کو امیہ کے حوالہ کر دیا۔ تو امیہ ہنس کر بولا کہ اس کے ساتھ دو سو دینار اور دو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بھی منظور ہے۔ اس کے بعد سودا مکمل ہوا۔ پھر آپ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھاری قیمت پر خرید کر رضائے الٰہی کے لئے آزاد کر دیا۔

(تاریخ دمشق صفحہ ۲۰۵ ج ۲)

جو عشق نبی کے جلووں کو سینے میں بسایا کرتے ہیں
اللہ کی رحمت کے بادل ان لوگوں پہ سایہ کرتے ہیں

کسی نے یوں کہا۔

محبتوں کا اسیر اچھا
نبیؐ کے در کا فقیر اچھا
جسے بھی نسبت ہے مصطفےٰ سے
بڑا مقدر کا وہ دھنی ہے

صحابیہ کی محبت: جنگِ احد میں ایک صحابیہ کے باپ، بھائی اور شوہر پروانہ وار لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ وہ لڑائی کے حالات معلوم کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں پہنچی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا باپ، شوہر اور بھائی تینوں شہید ہو چکے ہیں۔ اس نے ان کا کوئی غم نہ کیا۔ مگر پوچھا کہ یہ بتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخیر و سلامت ہیں۔ تو بولیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کروا دو۔ چنانچہ آپ کو دیکھ کر کہنے لگیں۔

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ	آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے۔

ہیں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ شوہر بھائی سب آپ کے نام پر قربان ہو جائیں۔ آپ سلامت ہیں تو مجھے کسی کی جدائی کا غم نہیں۔

(تاریخ اسلام صفحہ ۱۷۱) (سیرت ابن ہشام)

محبت صحابہ رضوان اللہ علیہم: ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام کو اہلِ مکہ کی خبر لانے کے لئے

بھیجا۔ راستہ میں بنو لحیان کے دو سو آدمیوں سے مقابلہ ہوگیا۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ کافروں نے اُحد میں اپنے مقتول کافر عزیزوں کے جوشِ انتقام میں ان حضرات کو فریب و حیلہ سے اپنے پاس بلا لیا۔ سلافہ نامی ایک عورت جس کے دو لڑکے احد میں مارے گئے تھے۔ اس نے منت مانی تھی کہ اگر میرے بیٹوں کے قاتل عاصم کا سر ہاتھ آجائے تو میں اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ چنانچہ اس نے اعلان کر دیا، کہ جو عاصم کا سر لائے گا۔ میں اسے سو اونٹ انعام دوں گی۔ سفیان بن خالد نے سو اونٹوں کے لالچ میں قبیلہ عضل اور قارہ کے چند آدمیوں کو مدینہ منورہ بھیجا۔ انہوں نے وہاں جا کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ کر چند صحابہ کو اپنے یہاں تبلیغِ دین کی غرض سے لے آئے۔ جن میں حضرت عاصم، حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ، حضرت عبداللہ بن طارق بھی تھے۔ انہوں نے راستہ میں جا کر بدعہدی کی اور دو سو آدمیوں کو مقابلہ کے لئے بلا لیا۔ جن میں سو آدمی مشہور تیر انداز تھے۔ صحابہ کرام کی یہ مختصر جماعت ان کی بدنیتی دیکھ کر فدفد نامی ایک پہاڑی پر چڑھ گئی۔ کفار نے کہا ہم تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم اہلِ مکہ سے تمہارے بدلے کچھ مال لینا چاہتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ آجاؤ۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کے عہد میں نہیں آنا چاہتے۔ اور ترکش سے تیر نکال کر مقابلہ شروع کر

دیا۔ جب تیر ختم ہو گئے۔ تو نیزوں سے مقابلہ کیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساتھیوں سے کہا تم سے دھوکا ہو چکا ہے۔ مگر گھبرانے کی بات نہیں۔ شہادت کو غنیمت سمجھو۔ تمہارا محبوب تمہارے ساتھ ہے۔ اور جنت میں حوریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔ یہ کہہ کر جوش سے مقابلہ کیا۔ اور جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے مقابلہ کیا۔ دشمنوں کی کثرت تھی۔ بالآخر شہید ہو گئے۔ اور دعا کی یا اللہ اپنے محبوب کو ہمارے حال سے آگاہ فرما دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسی وقت اس واقعہ کا علم ہو گیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی سن چکے تھے کہ سلافہ نے میرے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مانی ہے۔ اس لئے مرتے وقت دعا کی یا اللہ میرا سر تیرے راستے میں کاٹا جا رہا ہے۔ تو ہی اس کا محافظ ہے۔ چنانچہ شہادت کے بعد جب کافروں نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا ایک غول بھیج دیا۔ جنہوں نے چاروں طرف سے ان کے بدن کو گھیر لیا۔ کافروں کا خیال تھا کہ رات کے وقت جب یہ اڑ جائیں گی تو سر کاٹ لیں گے۔ مگر رات کو اتنی بارش ہوئی کہ ان کی نعش بہا کر لے گئی اس طرح سات صحابی شہید ہو گئے۔ تین باقی رہ گئے۔ حضرت خبیب اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق ان تینوں حضرات سے پھر انہوں نے عہد کیا کہ تم نیچے آ جاؤ۔ ہم تم سے بدعہدی نہیں کریں گے۔ یہ تینوں حضرات نیچے اتر آئے۔

اور نیچے اترنے پر کفار نے ان کی کمانوں کی رسیاں اتار کر ان کے ہاتھ باندھنے کی کوشش کی۔ تو حضرت عبداللہ بن طارق نے فرمایا کہ یہ پہلی بدعہدی ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا۔ ان شہید ہونے والوں کی اقتدا ہی مجھے پسند ہے۔ انہوں نے زبردستی ان کو کھینچنا چاہا۔ مگر یہ نہ ٹلے تو ان لوگوں نے ان کو بھی شہید کر دیا۔ اب دو حضرات رہ گئے۔ جنہیں انہوں نے مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ایک حضرت زید جن کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹوں کے بدلہ میں خریدا تاکہ اپنے باپ امیہ کے بدلے قتل کر دے۔ صفوان نے تو اپنے قیدی حضرت زید کو فوراً ہی حرم سے باہر اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا کہ قتل کر دیئے جائیں۔ حضرت زید کو قتل کرنے کے لئے حرم کی حد سے باہر لے گئے تو وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ جن میں ابو سفیان بھی تھا۔ (جو ابھی تک اسلام نہ لایا تھا) ابو سفیان نے حضرت زید سے کہا اے زید تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت تمہاری جگہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوں تو ہم انہیں قتل کر دیں۔ حضرت زید نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم میں تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایک کانٹا لگنے کی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر ابو سفیان نے کہا میں نے لوگوں میں کسی کو محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جیسی محبت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابہ آپ سے کرتے ہیں۔ اس

کے فوراً بعد حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔
حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عرصہ تک قید میں
رہے۔ حجیر کی لونڈی جو بعد میں مسلمان ہو گئی تھی وہ کہتی ہیں۔
کہ جب خبیب ہماری قید میں تھے تو ہم نے دیکھا کہ خبیب
ایک دن انگور کھا رہے تھے اور مکہ میں اس وقت انگور
بالکل نہیں تھا۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے جنگِ احد میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ اس
لئے ان کو حارث کے لڑکوں نے خریدا تاکہ باپ کے بدلہ میں قتل
کریں۔ چند روز بھوکا پیاسا اپنے گھر میں قید رکھا۔ ایک دن حارث
کا بچہ تیز چھری سے کھیلتا ہوا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے بچہ کو زانو پر بیٹھا یا۔ چھری لے کر
رکھ دی اور بچے کو بہلانے لگے۔ جب بچے کی ماں نے دیکھا
کہ اس کا بچہ چھری لے کر اس قیدی کے پاس ہے۔ جسے چند
روز سے انہوں نے بھوکا رکھا تھا تو وہ کانپ اٹھی اور بے اختیار
چیخ اٹھی۔ خبیب نے کہا کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں
گا۔ ہرگز میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد ان کو حرم سے باہر
لایا گیا اور سولی پر لٹکانے سے پہلے کہنے لگے۔ کہ اگر اسلام چھوڑ
دو تو جان بچ سکتی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اسلام چھوڑ کر جان
کا کیا فائدہ ہے۔ کہنے لگے کہ اگر کوئی تمنا ہے تو بتاؤ۔ خبیب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ دو رکعت نماز ادا کرنے کی مہلت

چاہتا ہوں۔ انہوں نے مہلت دی۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے دو رکعتیں بڑے اطمینان سے پڑھیں، اور فرمایا کہ
اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم یہ سمجھو گے۔ کہ شاید موت کے ڈر سے
دیر کر رہا ہے۔ تو نماز اور لمبی کر دیتا۔ شواہد النبوۃ میں ہے۔
کہ جب مشرکین مکہ نے حضرت خبیب کو تختہ دار پر کھڑا کیا۔ تو جناب
خبیب نے اہلِ مکہ کے لئے بد دعا کی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے
میرے باپ نے زمین پر لٹا دیا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا۔ کہ اگر
زمین پر لیٹ جائیں تو بد دعا کا اثر نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس بد دعا
سے حضرت سفیان پر ایک اضطرابی کیفیت طاری ہو گئی۔ مجھ
پر اس بد دعا کا اثر ہوا کہ کئی سالوں تک میری شہرت ختم رہی۔
کہتے ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر جتنے آدمی بھی سولی پر
چڑھاتے وقت موجود تھے سب مر گئے۔ سعید بن عامر بعض اوقات
بے ہوش ہو جاتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے انہیں ایک عمل بتایا اور ساتھ ہی پوچھا کہ یہ غشی
کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جب خبیب کو سولی پر کھڑا
کیا گیا تو میں وہاں موجود تھا۔ جونہی اس کا نقشہ سامنے آتا ہے
میں حواس کھو بیٹھتا ہوں۔ تختہ دار پر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کہا۔ اے اللہ ہم اپنے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی تبلیغ پر عمل کیا یہاں کوئی بھی نہیں جو آپ تک میرا
پیغام پہنچا دے مولا تو قادر و قیوم ہے۔ میرا سلام ان تک پہنچا

دے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا تھا۔ کہ آپ نے فرمایا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ۔ اس کے بعد آپکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بتایا کہ خدا نے خبیب کا سلام مجھے پہنچایا ہے۔ آپ نے بشارت دی کہ جو شخص حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ دار سے نیچے اتارے گا۔ اس کا مقام بہشت ہے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۸) (سیرت ابن ہشام) (تاریخ اسلام صفحہ ۱۸۲)

حضرات! یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا صلہ کہ آپ مدینہ میں بیٹھے خبیب کے سلام کا جواب دے رہے ہیں اور انہیں تختہ دار سے نیچے اتارنے والے کو جنت کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔

جو حبیبِ خدا کے ہو جائیں
وہ خدا کے حبیب ہوتے ہیں

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

توقیرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی، صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی، نُوْرِ الْھُدٰی مُحَمَّدِنِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ

بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا ہ (پ ۲۶)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم
وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم ط

ماہی مدینے والا جگ سارا جاندا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

تیرے موہنوں گل جیہڑی نکلے اوہ تیرا اے
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیر اے
رتبہ نہ ڈٹھا ایڈا کسے انسان دا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

رب نے لولاک والا تاج تینوں بخشیا!
راج تینوں بخشیا معراج تینوں بخشیا
ثانی نہ ہویا نہ ہوسی تیری شان دا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

اساں گنہگاراں لئی جند جان وار دتی
خاقیاں دے وچ ساری عمر گزار دتی
کیوں نہ اعظم آکھاں اوہنوں مان دوجہاندا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

ماہی مدینے والا جگ سارا جاندا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیہ کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ہ (پ ۲۶)

بے شک ہم نے آپ کو حاضر و ناظر خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

حضرات! اس آیہ کریمہ میں پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام نے تو ہر اپنے سے بڑے کی تعظیم کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور سید دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔

جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سب بڑوں سے

بڑے ہیں حتیٰ کہ مخلوق میں آپ سے بڑا نہ کوئی ہوا نہ ہوگا۔

دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات
قائم ہے تیری ذات سے سارا نظام کائنات
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لہٰذا آپ کی تعظیم و توقیر بھی سب سے زیادہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے بعد اپنی تسبیح و تہلیل کا ذکر نہ فرمایا۔ اپنی عبادت کا حکم نہ فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر، ادب و احترام کا حکم فرمایا۔ تو اب آپ خود ہی اندازہ لگالیں۔ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کس درجہ کی ہونی چاہیے۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ کہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حد درجہ تعظیم و توقیر کرتے تھے۔

بالوں کی تعظیم: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سر منڈوا رہے تھے۔

وَاَطَافَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّا فِیْ

اور صحابہ کرام نے آپ کو گھیر لیا۔ ان میں ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ آپ کا

یَدِ رَجُلٍ

بال مبارک میرے ہاتھ میں آئے۔

یعنی ہر ایک کی یہ کوشش تھی کہ حضور سید دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر انور کا بال مبارک میرے ہاتھ میں آئے۔
(مسلم شریف ص۲۵۶، ج۲)

آدابِ ملاقات: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ شریف کی ایک گلی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے میرا سامنا ہوگیا اور جنبی (پلید) حالت میں تھا۔ میں نے گوارا نہ کیا کہ اس حالت میں آپ کے سامنے آؤں چنانچہ میں آپ کو دیکھتے ہی راستہ بدل گیا۔ اور غسل کرکے آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ تو

فَقَالَ اَیْنَ کُنْتَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ قُلْتُ اِنِّیْ کُنْتُ جُنُبًا فَکَرِھْتُ اَنْ اُجَالِسَکَ عَلٰی غَیْرِ طَھَارَۃٍ
(ابوداؤد شریف ص۳۴، ج۱)

فرمایا اے ابوہریرہ تو کہاں تھا فرماتے ہیں میں نے کہا میں پاک نہ تھا۔ اس لئے ناپاکی کی حالت میں آپ کے پاس بیٹھنا پسند نہ کرتا تھا۔

______ جب تک عابد کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم و توقیر نہ ہو گی۔ تو عابد کی عبادت ______ ذاکر کا ذکر ______ نمازی کی نماز ______ روزہ دار کا روزہ ______ حاجی کا حج ______ سخی کی سخاوت ______ مجاہد کی شہادت سب لاحاصل ہے ______ اور عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا منکر فی النار جہنم ہے۔

نبی جی کی تعظیم و توقیر بیشک بحکم خدا مومنوں پر ہے واجب
مگر شرک کہہ کر جہنم ٹھکانا ہوا جو تمہارا تو پھر کیا کروگے

توقیرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم!

۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق سے واپسی کے وقت سیاہ باطن منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت و شان کے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں۔ ام المؤمنین بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضور سیدِ دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جسمِ پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ آپ کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طرح آپ کی طہارت بیان کی اور

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا۔ تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے۔ تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ رکھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نعلین مبارک پر جوں کا خون لگ گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نعلین اتارنے کا حکم دے دیا۔ تو جو پروردگار آپ کے نعلین کی اتنی سی آلودگی گوارا نہ فرماتے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ رب اپنے محبوب کے اہل کی آلودگی کو گوارا کر لے۔ واقعہ یوں ہے۔ جیسے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود بیان فرماتی ہیں کہ جب جہاد سے فارغ ہو کر قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا تو وہاں کچھ دیر قیام ہوا اور میں رفع حاجت کے لیے قافلہ سے دور ایک گوشہ میں چلی گئی۔ جب واپس اپنے مقام پر پہنچی تو کیا دیکھتی ہوں کہ عقیق یمنی کا جو ہار میں پہنے ہوئے تھی۔ وہ ٹوٹ کر کہیں گر گیا۔ میں ہار کی تلاش میں فوراً لوٹ پڑی۔ ہار کی تلاش میں مجھے دیر ہو گئی۔ ہار تو مجھے مل گیا۔ لیکن جب میں وہاں پہنچی تو قافلہ جا چکا تھا میں وہیں رک گئی اور سوچا کہ جب انہیں معلوم ہو گا تو ضرور واپس آئیں گے۔ چنانچہ مجھے بیٹھے بیٹھے وہاں نیند آ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی ذکوانی جو قافلہ کے پیچھے گری پڑی چیزیں اٹھانے پر متعین تھے۔

جب میرے پاس پہنچے تو مجھے پہچان کر فوراً انہوں نے انّا للہ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون پڑھا۔ میں ان کے پڑھنے کی آواز سے بیدار ہو گئی اور جلدی سے اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ لیا۔ مجھے قسم ہے پیدا کرنے والے کی میں نے ان سے سوائے انا للہ و انا الیہ راجعون کے کوئی لفظ نہ سُنا۔ انہوں نے اپنی اُونٹنی میرے پاس لا کر بٹھا دی اور میں اُٹھ کر اُونٹنی پر سوار ہو گئی۔ وہ مہار پکڑے ہوئے آگے آگے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ میں لشکر کے ساتھ مل گئی۔ ادھر منافقین نے میرے متعلق طرح طرح کی غلط افواہیں پھیلانا شروع کر دیں۔ بعض مسلمان بھی ان کے فریب میں آ گئے۔ بلکہ اس تہمت تراشی میں عبداللہ بن ابی بن سلول سب سے پیش پیش تھا۔ فرماتی ہیں کہ میں مدینے میں جا کر اسی غم میں بیمار ہو گئی اور ایک مہینہ بیمار رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرا حال پوچھ کر تشریف لے جاتے۔ ایک دن میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اگر اجازت ہو تو میں اپنے والدین کے گھر جانا چاہتی ہوں۔ میرا خیال تھا کہ مجھے یقینی خبر ماں باپ سے مل جائے گی۔ آپ نے اجازت دے دی میں والدین کے گھر پہنچی اور اپنی والدہ سے پوچھا امی جان لوگ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ والدہ نے کہا بیٹی تم اس کا کوئی رنج نہ کرو۔ جب کوئی شوہر اپنی بیوی سے محبت کرے۔ تو لوگ حسد کرتے ہیں۔ ام المومنین فرماتی ہیں۔ یہ بات سن کر میں رات بھر روتی

رہی صبح تک نہ مجھے نیند آئی نہ میرا آنسو تھما۔ پھر صبح کو بھی روتی رہی۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو مشورہ کے لیے بلایا۔ کیونکہ وحی آئے ہوئے دیر ہو گئی تھی۔ اسامہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زوجہ کی پاک دامنی سے واقف تھے۔ انھوں نے پاک دامن ہونے کا ہی مشورہ دیا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آقا آپ خادمہ سے دریافت کر لیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بریرہ کو بلایا۔ اور فرمایا کیا تو نے عائشہ کے متعلق کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تیرے دل میں کوئی شک گزرا ہو۔ بریرہ نے کہا قسم اس کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے عائشہ کی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر نکتہ چینی کر سکوں۔ اس تحقیقات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگو عبداللہ بن ابی کی الزام تراشی کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ خبردار غور سے سنو خدا کی قسم مجھے اپنی بیوی کے متعلق کوئی بری بات معلوم نہیں ہوتی۔ اچھائی ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہ سن کر سعد بن معاذ اشہلی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کو دکھ پہنچانے والا اگر اوس قبیلہ سے ہے تو میں اسی کی گردن اڑا دوں گا۔ اگر ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے۔ تو آپ جو حکم دیں گے۔ ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ یہ بات سن کر قبیلہ

خزرج کا ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا تم نے جھوٹ کہا ہے
تم نہ اسے قتل کرو گے نہ اسے قتل کرنے کی تم میں ہمت ہے
اور اگر تمہارے قبیلہ والوں میں سے وہ ہوتا تو میرے خیال
میں تم اس کو قتل کرنے کا ارادہ ہی نہ کرتے۔ اس پر سعد بن
معاذ کے چچازاد بھائی اسید بن حضیر نے سعد بن عبادہ سے کہا
خدا کی قسم تم نے جھوٹ کہا ہم اس کو ضرور بالضرور قتل کر دیں
گے۔ تم یقیناً منافق ہو اور منافقوں کی طرف سے لڑتے ہو۔
اس کے بعد اوس اور خزرج دونوں قبیلے جوش میں آ
گئے۔ قریب تھا کہ آپس میں لڑ پڑیں۔ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلّم ابھی منبر پر موجود تھے۔ آپ نے سب کو ٹھنڈا
کیا۔ آخر سب خاموش ہو گئے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں اس روز بھی
سارا دن روتی رہی۔ والدین کو یہ فکر لاحق ہو گیا کہ روتے
روتے کہیں میرا جگر نہ پھٹ جائے۔ کچھ دیر کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لے آئے۔ اور بیٹھ گئے۔
اس سے پہلے جب سے میرے متعلق چہ میگوئیاں شروع
ہوئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس نہ
بیٹھے تھے اور ایک مہینہ کا وقفہ گزر چکا تھا۔ اس دوران
میرے متعلق کوئی وحی بھی نازل نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پہلے کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر فرمایا
عائشہ مجھے تیرے متعلق ایسی ایسی خبریں پہنچی ہیں۔ اگر تو ان سے

پاک ہے تو اللہ تعالیٰ تیری پاکی ظاہر فرما دے گا اور اگر تو اتفاقاً
کسی گناہ میں مبتلا ہو گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار
کر۔ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول
کر لیتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی بات
پوری کر چکے تو میرے آنسو تھم گئے۔ اس کے بعد میں بستر
پر لیٹ گئی۔ میں تو چونکہ جانتی تھی۔ کہ میں پاک ہوں۔ اللہ
تعالیٰ ضرور میری پاکی کا اظہار فرمائے گا۔ لیکن مجھے یہ گمان
بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ایسی وحی نازل فرمائے
گا۔ جو ہمیشہ قرآن مجید میں پڑھی جائے گی۔ خدا کی قسم
ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی جگہ سے اٹھے بھی
نہ تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر وحی نازل فرما دی اور ہنستے
ہوئے جو لفظ آپ نے سب سے پہلے اپنے منہ سے نکالا
وہ یہ تھا کہ عائشہ خوش ہو جا اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی
کا اظہار فرما دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ط لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ط بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ط لِكُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ	بے شک وہ لوگ جو بڑا بہتان لائے وہ تمہیں میں سے ایک جماعت ہے۔ اسے اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ان میں

بِقَضَاءِ اللّٰہِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِہٖ۔
(صاوی علی الجلالین صفحہ ۱۹۸ ج ۱)
(تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۸)

میں جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کو نہ مانے۔

پاک بستر: حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوسفیان صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ میں اپنی بیٹی سے ملنے آئے۔ جب بستر پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جلدی سے بستر الٹ دیا اور فرمایا کہ یہ اللہ کے حبیب کا پاک بستر ہے اور تم مشرک ہو۔

قرآن فرماتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ | بے شک مشرک پلید ہے

لہٰذا تم بستر نبوت پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہو۔ ابوسفیان کو تو اس سے بڑا رنج ہوا۔ مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں جو عظمت و محبت رسول تھی وہ کب برداشت کر سکتی تھیں کہ بستر نبوت پر ایک مشرک بیٹھے۔ گویا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ کی عظمت و محبت کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر دیا کیونکہ یہی تو ایمان کی شان ہے۔ کہ باپ چھوٹتا ہے تو چھوٹ جائے

بھائی چھوٹتا ہے تو چھوٹ

رشتہ دار چھوٹتے ہیں تو چھوٹ جائیں۔ مگر عظمت مصطفےٰ اور

محبت رسول کا دامن نہ چھوٹے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ط اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ

جو لوگ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ آپ ان کو نہیں دیکھیں گے کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں۔ خواہ وہ مخالفت کرنے والے ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبے والے ہوں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان جما دیا ہے اور ان کو اپنے نور سے قوت دی ہے اور انہیں ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان جنتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ۲۸ ۔ رکوع ۲)

راضی ہوں گے ۔ یہ اللہ کا گروہ ہے اور اللہ کا گروہ ہی یقیناً کامیاب ہونے والا ہے ۔

حضرات! اس آیت سے معلوم ہوا کہ بد دینوں، بدمذہبوں اور اللہ و رسول کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے مودّت و محبت اور ان سے میل جول جائز نہیں ہے اور ایک ایمان والے کو تو گوارا ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے ۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نورانیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی، صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی، شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی، نُوْرِ الْھُدٰی مُحَمَّدِنِ الْمُجْتَبٰی الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۝ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا!

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا!
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

یہ کتاب کن میں آیا طرفہ آیہ نور کا
غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنی نور کا!

دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
مَنْ رَاٰی کیسا یہ آئینہ دکھایا نور کا

صبح کر دی کفر کی سچا تھا مژدہ نور کا
شام ہی سے تھا شب تیرہ کو دھڑکا نور کا

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

چاند جھک جاتا ہے جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

(احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ)

حضراتِ گرامی! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نورانیتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عظمتِ قرآن مجید بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ خداوندِ قدوس نے ارشاد فرمایا۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ	بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا

(پارہ ۶ - رکوع ۷) | اور روشن کتاب

تمام مفسرین، محدثین وفقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیۂ کریمہ میں نور سے مراد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدس ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ رَسُوْلٌ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر ابن عباس ص۷۲)	تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔

تفسیر جلالین میں ہے:۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ هُوَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر جلالین ص۹۷)	تحقیق آئے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی طرح تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر بیضاوی، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر مدارک، تفسیر صاوی علی الجلالین، تفسیر مظہری، تفسیر روح المعانی، تفسیر حسینی، شفا شریف، وغیرہ میں بھی نور سے حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس مراد لی گئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کے متعلق اب منکرین کے عقائد ملاحظہ ہوں۔

مولوی ثناء اللہ کا عقیدہ:۔ وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○

تمہارے پاس اللہ کا نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔

(تفسیر ثنائی پارہ ۶)

حافظ لکھوی کا عقیدہ:۔

غیر مقلدوں کے مفسر حافظ محمد لکھوکے والے لکھتے ہیں
نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اسلام جو دین ربانی ہے۔
(تفسیر محمدی ص۲۳ منزل دوم)

مولوی وحید الزمان کا عقیدہ:۔ مسلک اہلحدیث کے مستند عالم مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں۔
نور سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دین یا اسلام ہے۔

(تبویب القرآن ص۱۴۹)

سلیمان منصور پوری کا عقیدہ :-

وہابیوں کے مستند اور محقق مولوی قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں۔

اس آیت میں وجود باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور بتلایا گیا ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ ص۱۵۱)

صدیق حسن بھوپالی کا عقیدہ:

زجاج نے کہا کہ مراد نور سے حضرت ہیں یا اسلام یا قرآن۔ (تفسیر ترجمان القرآن جلد ا ص۸۵۷)

شبیر احمد عثمانی کا عقیدہ :-

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ :-

شاید نور سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔ (تفسیر عثمانی ص۱۹۳)

اشرف علی تھانوی کا عقیدہ :-

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ :-

یہ ایک مختصر سی آیت ہے اس میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود پاک اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے۔ ایک

کو لفظ نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسری نعمت کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے اور یہ توجیہہ اس آیت کی تفسیر کی بنا پر ہے۔ یعنی جبکہ نور سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مراد لیا جائے۔ (اشرف المواعظ ص۱۴۵)

حضرات! جملہ مفسرین اور منکرین نورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ذکر کردہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نُورٌ مِّنَ اللّٰہِ ہیں۔

میاں محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

سبھو نور ادسے دے نوروں اُس دا نور حضوروں
اس نوں تخت عرش دا ملیا موسیٰ نوں کوہ طوروں

کسی نے یوں کہا :-

نور نے کھلیا بنا کے نور نوں خیر البشر
رحمۃ للعالمین دا لقب پایا نور نے

نورانیتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے ہاں نور تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا تھا۔ ان کو دیکھ کر ملائکہ کرام ان کی تقلید میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے تھے۔

فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ اُلْقِیَ ذٰلِکَ | جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو وہ

اَلنُّوْرُ فِیْ صُلْبِہٖ | نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا گیا۔

انتقالِ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیدِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو عالمِ علوی سے اتار کر آدم علیہ السلام کی پشت میں بطور امانت رکھا۔ اس کے بعد مجھے حضرت نوح علیہ السلام کے ہاں ٹھہرایا گیا۔ جب ان کی کشتی طوفان سے کنارے لگ رہی تھی۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ پھر مجھے ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک میں منتقل کیا گیا۔ اس طرح میں پاک پشتوں سے پاک شکموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا اپنے ماں باپ کے ہاں تشریف لایا اور مجھے پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل کیا گیا۔ (تفسیر روح البیان پارہ ۶)

حضرات! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا نبی نور ہے۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ (پ ۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ مجھ سے نور خارج ہوا۔

خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ۔ صحابہ کرام بھی کہتے ہیں۔ کہ ہم نے آپ جیسا نہ دیکھا۔ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ۔ تمام مفسرین و محدثین کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں۔ بلکہ منکرین بھی مانتے ہیں کہ آپ نور ہیں۔ اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو سوائے ضد اور ہٹ دھرمی کے کیا ہے۔ جیسا کہ ایک بدبخت گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شعر پڑھ رہا تھا کہ،

نبی پاک نوں بشر میں آکھسوں!
ایہہ میری مرضی ہٹا کوئی نئیں سکدا

دوسری طرف عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگیا۔ اس نے نورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے دلائل دیئے۔ مگر جب اس نے سب دلیلوں کو رد کر دیا اور اپنی اسی رٹ پہ لگا رہا۔ تو پھر اس نے جواب دیا کہ سن

تیرے سر وچ چھتر میں پھیر سوں
ایہہ میری مرضی اے ہٹا کوئی نئیں سکدا

بس اس کے بعد وہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ ہمیشہ کی خاموشی کو آپ سمجھتے ہی ہوں گے۔ ایسے لوگوں کا علاج بھی یہی ہے۔

حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر سے لے کر پاؤں تک نور ہیں ـــــ آپ کے لب مبارک نور ہیں ـــــ آپ کا دہن مبارک نور ہے ـــــ آپ کی زبان مبارک نور ہے ـــــ آپ کا بیان نور

ہے۔ آپ کا دل مبارک نور ہے۔ آپ کا جگر نور ہے۔ آپ کا عیاں نور ہے۔ آپ کا نہاں نور ہے۔ ہر سمت نور ہے۔ بلکہ آپ سراپا قدم نور ہیں۔

ممکن نہیں تا عرش ہر انسان کی رسائی
ہے خاک کا گھر خاک مگر نور کا گھر نور
گزرا وہ جدھر سے ہوئی وہ راہ گزر نور
اس نور مجسم کی ہے ہر شام و سحر نور

حضرات! سورج بھی نور ہے۔ چاند بھی نور ہے تارے بھی نور ہیں۔ مگر ان میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور میں کیا فرق ہے؟ تو سنیے سورج چمکتا ہے۔ تو صرف زمین کو روشن کرتا ہے۔ تارے چمکتے ہیں۔ تو صرف زمین کو روشن کرتا ہے۔ تارے چمکتے ہیں تو صرف زمین کو روشن کرتے ہیں مگر جب کملی والے قد جاءکم من اللہ نور بن کر آئے تو صرف زمین ہی نہیں چودہ طبق روشن ہو گئے۔

نور ازلی چمکا غائب اندھیرا ہو گیا
کملی والا آگیا ہر نہاں سویرا ہو گیا

حضرات! نورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں سورج اور چاند کے نور کی حیثیت ہی کیا ہے اس لئے کہ چاند اور سورج کی روشنی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ یَا سَیِّدَ الْبَشَرُ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

اے حسن و جمال والے، اے نسل انسانی کے سردار آپ کے چہرۂ انور کے نور سے چاند روشن ہے۔

حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُّوْرِكَ الْبَدْرُ اكْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَا

آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور ہوا، اور آپ ہی کے جمال باکمال سے سورج روشن ہے۔

روشن ہیں انہیں کے پرتو سے یہ شمس و قمر یہ سیارے
روپوش ہوں گر جلوے ان کے ہر سمت اندھیرا ہو جائے

کسی نے یوں کہا:

چاند کی طرح ان کو کہیں تو ہم مجرم ہیں
کیونکہ ان کی چوکھٹ پہ چاند بھی سوالی ہے

کسی نے یوں کہا:

زلف تیری نے کنڈل سونے موہ لینے نیں دل من موہنے
چن سدا الکدا پھرے تیرے مکھ دیاں تک رعنائیاں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جس کی نسبت ہو گئی وہ بھی روشن ہو گیا۔ حضرت ابوبکر کی نسبت ہوئی تو صدیق بن گئے۔ حضرت عمر کی نسبت ہوئی تو فاروق بن گئے۔ حضرت

عثمان کی نسبت ہوئی تو ذوالنورین بن گئے۔ حضرت علی کی نسبت
ہوئی تو شیرِ خدا بن گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

معزز قارئین! موسیٰ علیہ السلام کے قدم لگے تو پہاڑ جبل
طور بن گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم رکھے تو پہاڑ
نور بن گیا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ جبل نور کو جبلِ نور کیوں کہتے
ہیں۔ کیا وہاں بلب، ٹیوبیں، قمقمے روشن ہیں۔ اس لئے اُسے
نور کا پہاڑ کہتے ہو۔ نہیں نہیں بلکہ اس لئے اُسے جبلِ نور کہتے
ہیں۔ کہ اس پر نوری نبی کے قدم لگ گئے۔ افسوس کی بات
تو یہ ہے۔ کہ پہاڑ کو تو نور مانتے ہو۔ مگر جس کے صدقہ جبلِ نور
بنا اسے نور نہیں مانتے۔ ابوجہل اگر نور مان لیتا تو وہ بھی روشن
ہو جاتا۔ مانا نہیں تو وہ اندھیرے میں رہا۔ مگر آج یہ بات سمجھ
میں نہیں آتی کہ مان کر بھی اندھیرے میں کیوں ہیں؟ وہ صرف
اس لئے کہ انہوں نے مانا تو اپنے جیسا مانا اور کہا کہ نبی بھی
کھانا کھاتا تھا۔ ہم بھی کھاتے ہیں۔ نبی نے بھی شادیاں کیں، ہم
بھی کرتے ہیں وغیرہ۔

حضرات! جس نبی کے قدم مبارک لگنے سے وہ جاتے
مقام نور والا ہو جائے تو خود اس پیارے عظمتوں والے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کا کیا عالم ہوگا۔ حضور سرورِ
دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل مدینہ
شریف (یثرب) کہلاتا تھا۔ مگر جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے۔ تو مدینہ منورہ

بن گیا (نور والا شہر) یہ نشاندہی کرتا ہے کہ مجھ میں نور والے ہی
تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
لقب ہے ذوالنورین جس کا معنی ہے دو نوروں والا۔ یہ آپ
کا لقب کیسے بنا؟

اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں
یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح
میں آئیں۔ جس وجہ سے آپ کا لقب ذوالنورین بنا اور آپ
کو سب ذوالنورین مانتے ہیں۔ جس کے ساتھ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیوں کی نسبت ہو گئی۔ اسے تو نور والا
مانتے ہو۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں۔ کیا یہ علم ہے یا جہالت
______ آیئے ان لوگوں سے پوچھیں کہ جنہوں نے حضور
سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حُسنِ کل: حضرت ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام مخلوق سے زیادہ حسن و
جمال دیا گیا۔ مگر ہمارے آقا کو وہ حسن و جمال عطا ہوا جو کسی کو بھی
نہ ملا وہ اس طرح کہ:

وَلَمْ يُؤْتَ يُوْسُفُ	یوسف علیہ السلام کو
اِلَّا شَطْرَ الْحُسْنِ	حسن کا ایک جُز ملا اور
وَ اُوْتِيَ نَبِيُّنَا صلی اللہ	ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
علیہ وآلہ وسلم	وآلہ وسلم کو حُسنِ کل

جَمِیْعًا ۔ — عطا ہوا ۔

(خصائص کبریٰ صہ۱۲ ج ۲)

تیرا ثانی تو کہاں دہر میں اے ختم الرسل
ہم نے دیکھا نہیں اب تک کہیں سایہ تیرا

کسی نے یوں کہا ۔

تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو تیرے
سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری

سب سے زیادہ حسن والے ! حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَّاَحْسَنَهُمْ خَلْقًا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت و سیرت میں تمام مخلوق سے زیادہ حسن و جمال والے تھے ۔

(مسلم شریف صہ۲۵۸ ج ۲)

دو عالم سے تو خوبرو اللہ اللہ
سبھی کو تیری جستجو اللہ اللہ

کسی نے یوں کہا :

خدا نے ان کو اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے
وہ آئے اس جہاں میں سب حسینوں میں حسیں ہو کر

چہرۂ اقدس کی چمک ! حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھنے کی غرض سے حاضر ہوا ۔

فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ ۔ (مشکوٰۃ شریف صہ۱۶۸)

پس جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ انور دیکھا تو میں نے جان لیا کہ آپ کا چہرہ اقدس کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا ۔

اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے ۔

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

چاند سے زیادہ حسین : حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات چاند اپنے پورے جوبن پہ چمک رہا تھا اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرخ رنگ کا دھاریوں والا جبہ مبارک پہن کر لیٹے ہوئے تھے ۔ چنانچہ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو۔ بالآخر میرا یہی فیصلہ ہوا کہ،

فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ
(مشکوٰۃ شریف ص۵۱۸)

میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

چاند کی طرح ان کو کہیں تو ہم مجرم ہیں
کیونکہ ان کی چوکھٹ پہ چاند بھی سوالی ہے

کمرہ روشن ہو گیا: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سحری کے وقت میں ایک کپڑا سی رہی تھی۔ اچانک میرے ہاتھ سے سوئی نیچے گر گئی بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔

فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَیَّنَتِ الْاِبْرَۃُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْہِہٖ

اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور کی روشنی سے گمشدہ سوئی نظر آگئی۔

چنانچہ میں نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے۔ افسوس ہے۔ افسوس ہے تین مرتبہ فرمایا۔ اس شخص پر جس نے مجھے نہ دیکھا۔

(خصائص کبریٰ ص۶۲ جلد ا)

سوزن گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
رات کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

آگے پیچھے روشنی: ایک دفعہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت دیر تک حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ اندھیری رات میں بارش ہونے لگی۔ جب حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانے کے لئے اٹھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی، اور فرمایا اسے لے جاؤ۔

فَاِنَّہٗ سَیُضِیْئُ لَکَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْکَ عَشْرًا وَّمِنْ خَلْفِکَ عَشْرًا۔

بے شک یہ تمہارے لئے دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی۔

اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو وہاں ایک سیاہی کو دیکھو گے۔ اس کو اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لئے روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی انہوں نے اس سیاہی کو پا لیا۔ اسے اتنا مارا کہ وہ نکل گئی۔ (شفاء شریف ص۲۱۹ ج ۱)

جدھر دیکھو ادھر ہی جلوہ گر جلوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
سراپا نور میں ڈوبے ہوئے نور مبین آئے

لاٹھیاں روشن ہوگئیں: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کسی کام کی غرض سے آئے اور وہ کچھ رات گزرنے کے بعد واپس ہوئے وہ رات سخت اندھیری تھی۔ یہ دونوں باہر نکلے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ تو ان دونوں کے لئے ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے۔

حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِھِمَا الطَّرِیْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخِرِ عَصَاءُ ۔	یہاں تک کہ جب ان کے راستے جُدا ہوئے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی۔

اور ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے۔
(خصائص کبریٰ ص ۸۰ جلد ۲)

نورانی شعاع: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی شریف میں وضو کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے اپنے موزے مبارک اتارے۔ اچانک فضا میں اڑتا ہوا ایک عقاب نیچے آیا اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موزہ اٹھا کر ہوا میں بلند ہوگیا اور بلندی میں جاکر اسے الٹایا جس سے ایک سانپ نکلا جو زمین پر آیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان

نے جلدی سے اسے مار دیا۔ اس کے بعد عقاب نے آپ کا موزہ مبارک نیچے پھینک دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو عقاب کو نیچے آنے کا حکم دیا۔ جب عقاب حاضرِ خدمت ہوا تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقاب سے پوچھا کیا وجہ ہے؟ کہ تو نے میری اجازت کے بغیر موزہ کیوں اٹھایا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے موزہ میں ایک سانپ داخل ہوگیا ہے۔ میں نے سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ موزہ پہن لیں اور موزہ کی طرف توجہ نہ فرمائیں تو سانپ آپ کو ایذا پہنچائے چنانچہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عقاب سانپ تو موزہ میں تھا اور تو ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔ تو تجھے موزہ کا سانپ کیسے نظر آگیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میں مسجد کے اوپر سے گزرا تو آپ کے سر انور سے ایک شعاع نکل کر آسمان پر پہنچ رہی تھی۔ جب میں اس نورانی شعاع میں آیا تو مجھے چودہ طبق نظر آگئے اس روشنی میں مجھے یہ سانپ نظر آگیا۔ عرض کی حضور یہ سب آپ کے نورانی عکس کا کمال ہے۔ (مثنوی شریف)

بشیر کہئے نذیر کہئے انہیں سراج منیر کہئے — جو سر بسر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے

کسی نے یوں کہا،

رخِ والفجر گیسو مُبلتے جدبے سرور — معطر ہوگئے دونوں جہاں دونوں تیرے جس سے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شہادتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی نُوْرِ الْھُدٰی مُحَمَّدِ الْمُجْتَبٰی الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

(خواجہ اجمیری)

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے عظمتِ شہداء کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔ (پ۲)

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے رستے میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔

جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے دیگر کاموں کو نہیں سمجھ سکتے اسی طرح شہداء کی زندگی کو سمجھنے سے بھی ہماری عقلیں قاصر ہیں شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ ان کو مٹی نقصان نہیں پہنچاتی۔ حتیٰ کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اور اس کے بعد بھی اکثر معائنہ ہوا ہے۔ کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ پائے گئے۔ یہاں تک کہ کفن بھی صحیح سلامت دیکھے گئے۔

شہادت کی قسمیں: شہادت کی دو قسمیں ہیں:-

(۱) شہادت جہری (۲) شہادت سرّی

۱: شہادت جہری یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ کی راہ میں اعلاً کلمۃ اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں سے لڑتا ہوا اور طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتا ہوا اعلانیہ جان دے دے یا مظلومانہ طور پر قتل ہو جائے۔

۲: شہادت سرّی یہ ہے کہ کسی کے زہر دینے یا طاعون کی وبا سے یا اچانک کسی حادثہ کا شکار ہو جائے مثلاً کوئی عمارت گر جائے اور یہ نیچے آکر دب جائے یا کہیں آگ لگ جائے اور یہ جل جائے۔ یا پانی میں نہاتا ہوا یا سیلاب میں ڈوب جائے۔ یا طلب علمِ دین، یا سفرِ حج یا پیٹ اور سل اور دق کے مرض میں انتقال کر جائے اور عورت دورانِ پیدائش فوت ہو جائے تو ان سب پر شہادتِ سرّی کا حکم لگایا جائے گا۔

اور امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یقیناً شہادتِ جہری کا مصداق ہیں۔

عظمتِ شہداء: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہ ہوگا۔ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں لوٹنا پسند کرے گا۔ اگرچہ اسے دنیا کی ہر چیز مل جائے۔

اِلَّا الشَّہِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ عَشَرَ مَرَّاتٍ۔

مگر شہید آرزو کرتا ہے کہ مجھے دنیا میں لوٹایا جائے پھر قتل کیا جاوے، دس بار (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۰)

کیونکہ وہ احترام دیکھتا ہے۔ دس بار سے مراد کئی بار ہے یعنی شہید آرزو کرتا ہے کہ مجھے پھر دنیا میں بھیج کر شہادت کا موقعہ دیا جائے۔ جو مزہ راہ خدا میں سر کٹانے میں آیا وہ کسی چیز میں نہ آیا۔ شہید کا احترام کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ سوچے گا کہ جب ایک دفعہ شہید ہونے سے مجھے اتنی عزت ملی تو بار بار شہید ہونے سے کتنی عزت ملے گی۔

شہید کے درجے: حضرت مقدام ابن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے چھ درجے ہیں پہلی ہی دفعہ میں اسے بخش دیا جاتا ہے اور اسے جنت کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے اور اسے قبر کے عذاب سے امان دی جاتی ہے اور اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ اور بہتر حورِ عین سے اس کا نکاح کیا جائے گا۔

وَیَشْفَعُ فِیْ سَبْعِیْنَ | اور اس کے ستر اہلِ قرابت

مِنْ اَقْرَانِهٖ
(مشکوٰۃ شریف ص۳۳۳)

کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر وہ تین شخص پیش کئے گئے جو جنت میں پہلے داخل ہوں گے۔

شَهِيْدٌ وَعَفِيْفٌ وَعَبْدٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَنَصَحَ لِمَوَالِيْهِ۔
(مشکوٰۃ شریف ص۳۳۲)

(۱) شہید (۲) پاکدامن پاکباز (۳) اور وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مولاؤں کی خیرخواہی کرے۔

شہادت کیا ہے؟

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہیں مل جائے جنہیں دولت شہادت کی
شہادت پا کے ہستی میں زندہ و جاوید ہوتی ہے
یہ رنگین شام صبح عید کی تمہید ہوتی ہے
شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں
شہادت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں خدا والے
شہادت خوب اس کی دے گئے کربلا والے

شہادت اک تخیل لازوال اور غیر فانی ہے
شہادت خود ہی تفسیر حیات جاودانی ہے

حضرات! دنیا میں بڑے بڑے تاجدار آئے ختم ہو گئے ــــ بڑے بڑے شہنشاہ آئے فنا ہو گئے ــــ بڑے بڑے حکمرانوں کا نام مٹ گیا ــــ فرعون ونمرود تباہ ہو گئے ــــ ابوجہل ختم ہو گیا ــــ یزید کا کوئی نام لینے والا نہیں ــــ مگر امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیزے کی نوک پہ بھی زندہ تھے۔ آج بھی زندہ ہیں۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے اعلاء کلمۃ الحق کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو ہمیشہ کے لئے حیات جاودانی سے نواز دیا۔ آپ نے عظمت اسلام کا بول بالا کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی شان کو بلند کیا۔

کون حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ — جس طرح صداقت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ ناز ہے ــــ عدالت کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ ناز ہے ــــ سخاوت کو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ ناز ہے ــــ شجاعت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہ ناز ہے ــــ اسی طرح شہادت کو حضرت

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ ناز ہے۔

محبت حسین کا صلہ:

ایک دن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک گلی سے گزرے تو وہاں ایک بچے کو پکڑا اور اس کی پیشانی چوم کر اسے گود میں اٹھا لیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا وجہ ہے؟ کہ آپ نے اس بچے کے ساتھ اس قدر شفقت اور نوازش فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اس بچے کو ایک دن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھیلتے دیکھا۔ یہ اس کے پاؤں کی مٹی لے کر اپنی آنکھوں میں ڈالتا تھا۔ اس دن سے میں اس کے ساتھ محبت کرتا ہوں اور کل قیامت کے دن اس کی اور اس کے والدین کی شفاعت بھی کروں گا۔

(روضۃ الشہداء صـ ۲۴ ج ۲)

حسنین کا گم ہونا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضور سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ اچانک سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روتی ہوئی تشریف لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا بیٹی کیوں روتی ہے۔

جناب سیدہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حسن و حسین گھر سے باہر گئے تھے اور ابھی تک واپس نہیں آئے۔ ان کے والد گرامی بھی گھر میں نہیں ہیں۔ اب میں ان کی تلاش کے لئے کسے بھیجوں۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا بیٹی مت رو۔ جس خدائے قدیر نے انہیں پیدا فرمایا ہے۔ وہ ان پر تجھ سے زیادہ مہربان ہے۔ بعد ازاں آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے اور کہا الٰہی اگر وہ کسی ویرانے میں ہیں تو ان کی نگہبانی فرما، اگر دریا میں ہیں تو انہیں سلامتی کے ساتھ کنارے پر لے آ۔ ابھی آپ کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہی تھے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ غم نہ کریں، وہ دونوں اس وقت بنی نجار کے باغ کی چار دیواری کے اندر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لئے دو فرشتے متعین کر رکھے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور اس باغ میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈال کر سو رہے ہیں اور فرشتے نے اپنا ایک پر ان کے نیچے بچھایا ہوا ہے اور دوسرے پر سے ان کو ڈھانپ رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور فرشتے نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا لیا اور گھر واپس لے آئے۔ (روضۃ الشہداء صـ ۴۰ ج ۱)

حضرات! امامِ عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت بھی بے مثال ہے۔ آپ کی سخاوت بھی بے مثال ہے آپ کی شجاعت بھی بے مثال ہے۔ آپ کی شہادت بھی بے مثال ہے۔

عبادتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم انور تیروں، تلواروں، نیزوں اور برچھیوں کے پے در پے وار سے چور چور ہے۔ مگر پھر بھی خنجر کے نیچے ایسا سجدہ کیا۔ جس پر خدا کو ناز ہے۔

سجدے اَوروں نے کیے
اس کا نیا اَنداز ہے
اس نے وہ سجدہ کیا
جس پر خدا کو ناز ہے

سخاوتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا گھر بار، وطن چھوڑ کر مال و اولاد سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔

شجاعتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم پاک سفر کی تھکاوٹ سے کمزور بھی ہے

تین دن کے بھوکے پیاسے بھی ہیں۔ سارا دن بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، رفقاء کی لاشیں اٹھا اٹھا کر جسم نازنین تھک چکا ہے مگر پھر بھی آپ کے دشمن کے چالیس ہزار لشکر کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں۔

شہادتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ نے سجدے میں سر کٹایا اور نیزے پہ قرآن پڑھا۔ میدانِ کربلا میں سب جانثار اپنی اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر چکے ہیں۔ اب راکبِ دوشِ رسول، نورِ دیدۂ بتول، لختِ دلِ علی مرتضیٰ، راحتِ جان، حسنِ مجتبیٰ، جنت کے جوانوں کے سردار، عاشقوں کے قافلہ سالار، آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھوں کے تارے، ٹوٹے ہوئے دلوں کے سہارے، پیکرِ صبر و رضا، شہیدِ دشتِ کربلا، مومنوں کے دل کے چین، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا وقت آگیا ہے۔ اب قیامت غم و الم برپا ہونے والی ہے۔ اب زمین و آسماں خون کے آنسو روئیں گے۔ اب وہ کرب انگیز لمحات آنے والے ہیں۔ جن کے تصور سے دنیائے اسلام لرزہ براندام ہو جائے گی۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ شہزادۂ کونین جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے سینے مبارک پر سلاتے کندھوں پہ بٹھاتے اور اپنی زبان مبارک چوساتے تھے۔

وہ جانِ جگرِ نواسہ جس کا اپنی مہربان ماں سیدہ فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کی گود میں رو پڑنا۔ نبیوں کے سردار کو بے قرار
کر دیا کرتا تھا۔ وہ ناز کا پالا جس کے پشتِ اقدس پر چڑھ
جانے کی صورت میں حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سجدوں کو طویل فرمادیا کرتے تھے۔ جس کا پشت مبارک سے
گرنا رسولوں کے تاجدار کو گوارا نہیں تھا۔ وہ فرزندِ رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جس کے ساتھ عقیدت و محبت ہر مسلمان پر فرض ہے
جس کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام ہر مسلمان پر لازم و ضروری
ہے۔ جس کے ساتھ محبت رکھنا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنا ہے اور جس کو ستانا اور
اذیت پہنچانا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو اذیت پہنچانا ہے۔ اس کو اس کے اہل و عیال کے سامنے
تیروں، تلواروں اور نیزوں سے گھائل کر کے گھوڑے سے
نیچے گرایا جائے گا اور اس کی مقدس لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں
سے روندا جائے گا۔ چنانچہ تاجدارِ کربلا اپنا تمام کنبہ قبیلہ عزیز و اقارب
اور اعوان و انصار راہِ حق میں نثار کرنے کے بعد اب اپنی جان
کی نذر اپنے معبودِ برحق کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرنے کا عزم
فرماتے ہیں اور خیمۂ اہل بیت میں تشریف لے جاتے ہیں کیا
دیکھتے ہیں کہ وہ بیمار بیٹا جس نے سخت بخار کی حالت میں
کئی دن بستر پر گزارے تھے۔ جس کو سفر کی کوفت، بھوک و

پیاس کی شدت اور آنکھوں کے سامنے ہونے والے
جانکاہ واقعات نے اس قدر کمزور و ناتواں بنا دیا تھا۔
کہ کھڑے ہونے سے بدن مبارک لرزتا تھا۔ باوجود اس
کے نیزہ سنبھالے ہوئے عازمِ میدانِ جنگ ہے۔
تاجدارِ کربلا نے اپنے نورِ نظر زین العابدین کو اپنی آغوشِ
محبت میں لیا۔ پیار کیا اور فرمایا بیٹا ابھی تمہارا وقت نہیں
آیا۔ ابھی تو تم نے اپنی ان ماؤں بہنوں کی نگہداشت کرنی ہے۔
اور ان بے کس اہل بیت کو وطن تک پہنچانا ہے۔ میرے فرزند
اللہ تعالیٰ تم ہی سے میری نسل اور حسینی سادات کا سلسلہ
جاری فرمائے گا۔ دیکھو صبر و ثبات سے رہنا اور راہِ حق میں
آنے والی ہر تکلیف و مصیبت کو خندہ پیشانی سے
برداشت کرنا۔ ہر حالت میں نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی شریعت و سنت کی پابندی کرنا۔ بیٹا مصائب و
آلام سہتے ہوئے جب کبھی مدینہ منورہ پہنچو تو سب سے
پہلے نانا جان کے روضۃ الانور پر جانا اور نانا جان کو میرا سلام
کہنا۔ سارا آنکھوں دیکھا حال سنانا۔ پھر میری اماں جان
کی قبر پر جانا انہیں بھی میرا سلام کہنا۔ میرے بھائی حسن
مجتبیٰ کو میرا سلام کہنا۔ میرے لختِ جگر میرے بعد تم ہی میرے
جانشین ہو۔ امام پاک نے اپنی دستار مبارک اتار کر زین العابدین
کے سر پر رکھ دی۔ اور اس صبر و رضا کے پیکر کو فرشِ علالت
پر لٹا دیا۔

شفقت و الفت مری جتنی ہے اہلِ بیت پر
بعد میرے تم بھی رکھیو بلکہ اس سے بیشتر
یہ امانت سونپتا ہوں تم کو اے جانِ حسین
اتباعِ مصطفیٰ ملحوظ رکھیو نورِ عین

اب امام پاک اپنے خیمہ میں تشریف لائے۔ سامان کھولا، قبائے مصری زیبِ تن فرمائی۔ اپنے نانا جان حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عمامہ مبارک سر پہ باندھا۔ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال پشت پر رکھی، اپنے برادرِ اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پٹکا اپنی کمر پر باندھا۔ اپنے باپ حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ذوالفقار حمائل کی۔ شہیدوں کے آقا جنت کے نوجوانوں کے سردار سب کچھ راہِ حق میں قربان کر کے اب اپنے سر کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ بیبیوں کے خیمہ میں تشریف لائے۔ بیبیوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو ان پر بے کسی کی انتہا ہو گئی۔ چہروں کے رنگ اڑ گئے۔ ادھر امام پاک فرما رہے تھے لو تم پر میرا اسلام ہو۔ درد میں ڈوبی ہوئی جگر سوز آواز میں بہنوں نے کہا پیارے بھیا، ازواج کی آواز آئی سر کے تاج، سکینہ نے کہا بابا کہاں جا رہے ہو۔ ہمیں اس جنگل میں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہو۔ جن درندوں نے علی اصغر جیسے معصوم پر بھی ترس نہ کھایا۔ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں

گے۔ امام نے فرمایا تمہارا اللہ حافظ و نگہبان ہے۔ آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اور رضائے الٰہی پر صابر و شاکر رہنے کی وصیت کی اور فرمایا۔

اللہ کو سونپا تمہیں اے زینب و کلثوم
لگ جاؤ گلے تم سے بچھڑتا ہے یہ مظلوم
اب جاتے ہی خنجر سے کٹے گا مرا حلقوم
ہے صبر کا ل کہ طریقہ تمہیں معلوم
مجبور ہیں ناچار ہیں مرضیِ خدا سے
بھائی نہیں جی اٹھنے کا فریاد و بکا سے
جس وقت مجھے ذبح کرے لشکرِ ناری
رونا نہ سنو آئے نہ آواز تمہاری!
بے صبروں کا شیوہ ہے بہت گریہ وزاری
جو کرتے ہیں صبر ان کی خدا کرتا ہے یاری
ہوں لاکھ ستم رکھیو نظر اپنی خدا پر
اس ظلم کا انصاف ہے اب روزِ جزا پر

آپ کی بہت پیاری بیٹی حضرت سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آکر آپ سے لپٹ گئی۔ اور چلاتے ہوئے کہا بابا اگر تم چلے گئے تو میں بابا کہہ کے کس کو پکاروں گی۔ میرے سر پہ شفقت و محبت سے کون ہاتھ پھیرے گا۔ امام پاک نے سکینہ کو گود میں اٹھا لیا، پیار کیا اور اپنی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں دیتے ہوئے فرمایا زینب یہ میری نازوں کی پالی

خدا حافظ کہا اور خیمہ سے نکلے۔

کہہ کر یہ سخن شاہ چلے خیمہ کے باہر
اس وقت بپا ہو گیا ہنگامۂ محشر
چلّا کے کوئی کہتی تھی ہے ہے میرے سرور
کہتی تھی کوئی اب نہیں آئیں گے برادر
بابا کو قسم دے کے بلاتی تھی سکینہ
روتی ہوئی پیچھے چلی آتی تھی سکینہ
چلّاتی تھی قربان ہو بیٹی چلے آؤ!
مر جاؤں گی بابا مجھے تم چھوڑ نہ جاؤ
صدقے گئی ننھا سا میرا دل نہ دکھاؤ
بے تاب ہوں مڑ کر مجھے صورت تو دکھاؤ
شہ کہتے تھے ماں پاس رہو نکلو نہ تم گھر سے
اب حشر میں ہووے گی ملاقات پدر سے

مظلوم کربلا نے دائیں بائیں نگاہ کی تو تمام میدان ان جانثاروں سے خالی پایا۔ جو ہر وقت رکاب نصرت میں حاضر رہتے تھے، اور سواری کے وقت رکاب گردانی کرتے تھے۔ سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دیکھا کہ بھائی کو کوئی سوار کرنے والا نہیں ہے۔ تو پکاری اے راکب دوشِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکاب داری کی خدمت کو کوئی نہیں تو مایوس نہ ہونا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی اس خدمت کیلئے حاضر ہے۔

بہت پیاری بچی ہے۔ اس کو رونے نہ دینا۔ اس کو یتیمی کا احساس نہ ہونے دینا۔ اس کو میری لاش کے پاس نہ آنے دینا۔ زینب نے کہا، میری ماں جائے۔ آج سکینہ ہی یتیم نہیں ہو رہی آج ہم سب بے سہارا اور یتیم ہو رہے ہیں۔ کاش ہمیں موت آگئی ہوتی اور ہماری آنکھیں اس روح فرسا منظر کو نہ دیکھتیں۔ بھیّا آپ کے بغیر اور آپ کے بعد آخر ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ہمیں بھی اپنے ساتھ ہی لے چلو۔ فرمایا بہن تم صابر رسل کی اولاد ہو۔ تقدیر الٰہی پر صابر و شاکر رہو اور زبان پر کوئی حرف شکایت نہ آنے دو۔ یہ دنیا اک سرائے فانی ہے اور دار آخرت ہی باقی اور ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے۔ دنیا یوم چند آخرکار با خداوند۔ سنو میری بہن ہمارے شفیق نانا اللہ کے رسول تشریف لے گئے۔ پھر امّاں جان سیّدہ عالم داغ جدائی دے گئیں۔ بابا کے سر کا زخم تین دن آنکھوں سے دیکھا وہ بھی لحد میں جا چھپے۔ بھائی حسن کے جگر کے ٹکڑے تم نے اور ہم نے طشت میں دیکھے اور صبر کیا اب میرے معاملے میں بھی صبر کرو۔ تم نے تو ابھی آنے والے شدید ترین مصائب پر بھی صبر کی مہر لگائی ہے پھر آپ نے ایک ایک بی بی کا نام لے کر سلام کیا اور صبر و ضبط کی وصیت فرمائی۔ دکھے ہوئے مجروح دل جدائی کے تصور سے پاش پاش ہو رہے تھے۔ حسرت بھری نگاہیں پُرنور چہرے کا دیدار کر رہی تھیں: ہائے افسوس چند لمحات کے بعد یہ جلوے ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہونے والے ہیں۔ امام نے

زینب نے پکارا مرے ماں جائے برادر
ناشاد بہن لینے رکاب آئے برادر
اب کوئی مددگار نہیں ہائے برادر
صدقے ہو بہن گر تمہیں پھر پائے برادر
کس عالمِ تنہائی میں سیّد کا سفر تھا
بھائی نہ بھتیجا نہ ملازم نہ پسر تھا

تاجدارِ کربلا سوار ہوئے اور میدان کی طرف رُخ کیا۔

خیمہ کی طرف مڑ کے یہ کرتے تھے اشارا
زینب بہن اللہ نگہبان تمہارا
گر روضۂ انور پہ گزر ہووے قضا را
نانا سے مرا صبر بیان کیجیو سارا

سیّدہ زینب کہہ رہی تھیں۔

اے اہلِ جہاں آج کے دن کر لو زیارت
دنیا سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کی ہے رحلت
یہ شکل نہ آئے گی نظر پھر کسی صورت
سمجھو پسرِ فاطمہ زہرا کو غنیمت
ڈھونڈو گے تو شبیّر سا آقا نہ ملے گا
پھر تم کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ نہ ملے گا

پھر میدان میں امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشقیا کو اتمامِ حجّت کیلئے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو تم جس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہو یہ اسی رسول کا ارشاد ہے کہ حسن و حسین میرے دونوں

نواسے جوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہیں۔ تم میں کون ہے اس حدیث کا انکار کر رہا ہے بے غیرتو ذرا شرم کرو اور اگر اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہو تو سوچو کہ اس سمیع و بصیر خدا کو کیا جواب دو گے اور محسنِ اعظم، نورِ مجسّم رحمتِ عالم حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا مُنہ دکھاؤ گے۔ اپنے رسول کا گھر اجاڑنے والو اگر قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو اپنے انجام پر نظر کرو۔ بے وفاؤ تم نے مجھے خطوط لکھے میرے پاس قاصد بھیجے اور کہا کہ ہماری رہنمائی کیجئے۔ ورنہ ہم خدا کے حضور آپ کا دامن پکڑ کر شکایت کریں گے میں نے تم پر اعتماد کیا اور چلا آیا۔ بے شرمو تمہیں تو چاہیئے تھا کہ میری راہ میں آنکھوں کا فرش بچھاتے۔ میرے پاؤں کی خاک کو آنکھوں کا سُرمہ بناتے اور حسبِ وعدہ سب کچھ مجھ پر نثار کرتے مگر تم نے اس کے بالکل برعکس میرے ساتھ ایسا بُرا سلوک کیا کہ ظلم کی انتہا کر دی۔ ظالمو تم نے میری آنکھوں کے سامنے چمنِ زہراؓ کے لہلہاتے ہوئے پھولوں کو کاٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑوں کو خاک و خون میں تڑپایا۔ میرے رفقاء کو قتل کیا۔ اب تم مجھے بھی ذبح کرنا چاہتے ہو۔ اب بھی وقت ہے غیرت و شرم سے کام لو۔ اور میرے خون سے ہاتھوں کو رنگین نہ کرو میرے قتل کا وبال اپنی گردن پر نہ لو۔ بولو کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ یزید کی اطاعت قبول کر لیں۔ ورنہ سوا لڑائی کے کوئی چارہ نہیں۔ آپ کو معلوم تھا کہ میری باتوں کا ان پر کوئی

اثر نہ ہوگا۔
کیونکہ ان کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں۔ شقاوت انتہا
کو پہنچ چکی ہے۔ لیکن آپ نے یہ باتیں حجت قائم کرنے کیلئے
فرمائی تھیں تاکہ ان کے پاس کوئی بھی عذر باقی نہ رہے۔ اب
آفتاب نبوت کا نور نظر شہنشاہ ولایت کا لخت جگر مخدومہ
کائنات، خاتون جنت کا چین، پیکر صبر و رضا، سیدنا امام
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوک و پیاس کی حالت میں دوستوں
اور عزیزوں کی جدائی کے زخم دل پر لئے ہوئے کربلا کی تپتی
ہوئی ریت پر بیس ہزار کے لشکر جرار کے سامنے کھڑا یہ
فرما رہا تھا کہ اگر تم کسی طرح خون ناحق سے باز آنے والے
نہیں ہو تو آؤ اپنی مراد پوری کرو اور میرے خون سے اپنی
پیاس بجھاؤ۔ اپنے بہترین بہادروں اور جنگجوؤں کو ایک
ایک کرکے میرے مقابلہ میں بھیجتے جاؤ اور قوت ربانی و
شجاعت حسینی اور ضربات حیدری کے مظاہرے دیکھتے
جاؤ۔ چنانچہ مشہور جنگجو اور بہادر افراد جن کو سخت وقت
کے لئے محفوظ رکھا گیا تھا۔ ان میں سے تمیم بن قحطبہ پوری تیاری
کے ساتھ اپنی بہادری کی ڈھینگیں مارتا ہوا اور غرور و تکبر
سے کہتا ہوا آپ کے مقابلہ پر آیا اور خون منہ کو لگے ہوئے
چیتے کی مانند آپ پر جھپٹا آپ نے برق خاطف کی طرح تیغ
براں چمکا کر اس کا سر مثل خیام خام جسم سے اڑا دیا اور
اس کے غرور شجاعت کو خاک میں ملا دیا۔ یہ دیکھ کر جابر ابن
قاہر محی بڑے کروفر اور لاف گزاف کے ساتھ آگے بڑھا اور

ایک نعرہ مار کر کہنے لگا کہ بہادران شام و عراق میری شجاعت
اور بہادری کے چرچے ہیں کسی میں میرے مقابلے کی تاب
نہیں۔ جب سپاہ شام کا یہ سرکش گستاخ حضرت کے سامنے
آیا تو آپ پر تلوار کا وار کیا کہ آپ نے اس کا وار بچا کر سیف
براں کا ایک ایسا وار کیا کہ اس کا بازو کٹ کر زمین پر جا پڑا
پشت پھیر کر بھاگنے لگا تو ملک الموت علیہ السلام نے اس
کا راستہ روک لیا۔ چنانچہ امام پاک نے دوسری ضرب لگا کر
اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ بدر بن سہیل یمنی غصے سے
لال پیلا ہوتا ہوا عمرو بن سعد سے کہنے لگا کہ بزدلوں اور
شجاعت کا نام بدنام کرنے والوں کو حسین کے مقابلے میں بھیج
رہا ہے۔ جو دو ہاتھ بھی جم کر مقابلہ نہیں کر سکے۔ میرے چاروں
بیٹوں میں سے جسے چاہو اب میدان میں بھیج دو۔ اور پھر
دیکھو کہ مجھ سے سیکھے ہوئے میرے یہ فرزند آج کس طرح
فن حرب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ عمرو بن سعد نے بدر کے بڑے
فرزند کو اشارہ کیا وہ گھوڑا اڑاتا ہوا حضرت کے مقابل آیا۔
آپ نے فرمایا بہتر ہوتا کہ تیرا باپ میدان میں آتا۔ تاکہ وہ تیری
بدبختی کا تماشا نہ دیکھتا۔ یہ فرما کر تیغ خون آشام سے ایک ہی
وار اس پر ایسا کیا کہ اس کا کام تمام کر دیا۔ بدر نے جب اپنے
بیٹے کو زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں دنیا
اندھیر ہو گئی۔ غیظ و غضب کا پتلا بن کر نیزہ ہلاتے ہوئے
میدان میں نکلا اور آپ پر وار کیا آپ نے اپنی ڈھال پر

اس خوبصورتی سے اس کے وار کو رد کا کہ یک لخت اس کے نیزے کی انی لوٹ کر زمین پر گر پڑی بد نصیب نے خالی ڈنڈے کو غصے سے زمین پر دے مارا اور تلوار سنبھال لی۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ لاف زنی اور چیز ہے اور شجاعت اور چیز ہے، خبردار ہوشیار ہو جا اب تیرا کام بھی تمام ہونے والا ہے۔ یہ کہہ کر صاحب شق القمر کے لخت جگر نے تکبیر کہی اور تلوار آب دار کا ایسا وار کیا کہ جنگجو بدر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اس طرح نیزے، نیزے شمشیر زن، تیر باز، بہادران شام و عراق کی طرح گرجتے اور ہاتھی کی طرح چنگھارتے ہوئے حضرت امام کے مقابل آتے رہے مگر جو بھی سامنے آیا زندہ واپس نہ گیا شیر خدا کے لال نے شجاعت کے وہ جوہر دکھلائے کہ زمین کربلا میں بہادران کوفہ و شام کا کھیت بو دیا۔

آئی ندائے غیب کہ شبیر مرحبا
اس ہاتھ کے لئے تھی یہ شمشیر مرحبا
یہ آبرو یہ جنگ یہ توقیر مرحبا
دکھلا دی ماں کے دودھ کی تاثیر مرحبا
غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر
بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر

لشکر اعداء میں شور برپا ہو گیا کہ اگر جنگ کا انداز یہی رہا تو حیدر کا یہ شیر کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا بس مصلحت

وقت یہی تھا کہ چاروں طرف سے گھیر کر یکبارگی حملہ کر دو۔

ناگاہ ابن سعد نے لشکر کو دی ندا!
کیسے جری ہو کچھ بھی ہے یارو تمہیں حیا
نرغے میں لو حسین کو اب دیکھتے ہو کیا
اک بار ہر طرف سے پڑیں ضربۂ قضا
دم لینے دو نہ فاطمہ کے نورِ عین کو
سینے پہ نیزے رکھ کے گرا دو حسین کو
یہ سن کے مستعد ہوئے وہ سارے نابکار
پہلو میں آئے نان کے نیزوں کو نیزے وار
سینہ کے آگے تیر زنوں نے کیا قرار
بھر لئے یمین و یسار آئے دو ہزار

چنانچہ زہراء کے چاند پر جور و جفا کی تاریک گھٹا چھا گئی۔ ہزاروں جوان دوڑ پڑے اور حضرت امام کو گھیرے میں لے لیا۔ آپ نے فرمایا ظالمو! اگر تم نے ابن زیاد کی خوشنودی کی خاطر اولادِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خون بہانا ضروری سمجھ لیا ہے۔ تو اولادِ رسول نے بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشنودی اور دینِ اسلام کی حفاظت کے لئے سب کچھ قربان کرنے کی ٹھان لی ہے۔

یہ کہتے تھے حضرت کہ بڑھے برچھیوں والے
اور آئے پسِ پشت سواروں کے رسالے

غل تھا کہ کرو ٹکڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کو
گھوڑے پہ سنبھلنے نہ دو زہرا کے پسر کو

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان خونخواروں کے انبوہ میں اپنی تیغ خارا شگاف کے جوہر دکھا رہے تھے جس طرف گھوڑا بڑھاتے پرے کے پرے کاٹ ڈالتے۔ دشمن ہیبت زدہ ہو گئے اور حیرت میں آگئے۔

عبداللہ بن عمار ایک لشکری کا بیان ہے۔

فواللہ ما رایت مکسورا قط قد قتل ولدہ واھل بیتہ واصحابہ اربط جاشا ولا امضی جنانا منہ ولا اجراء مقدما واللہ ما رایت قبلہ ولا بعدہ مثلہ ان کانت الرجالۃ لتنکشف من عن یمینہ وشمالہ انکشاف المعزی اذا اشتد فیھا الذئب۔
(طبری ص۲۵۹ ج ۶)

خدا کی قسم میں نے کسی ایسے بے کس اور بے بس جس کی اولاد اور اہل بیت اور اصحاب سب قتل ہو چکے ہوں۔ اس جرأت دلیری اور بہادری نہ کبھی پہلے نہ ان کے بعد لڑتے ہو ہرگز نہیں دیکھا۔ جس طرح حسین کو دیکھا ان کے حملہ سے ان کے دائیں بائیں کے لوگ اس طرح بھاگتے جس طرح بھیڑیے کے حملہ سے بھیڑ بکریاں بھاگتی ہیں۔

حضرت امام عالی مقام لڑتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ میرے قتل کیلئے جمع ہونے والو خدا کی قسم میرے بعد کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرو گے۔ جس کا قتل میرے قتل سے زیادہ خدا کے غضب کا باعث ہوگا۔ خدا مجھ کو اعزاز بخشے گا۔ اور تمہیں ذلیل کرے گا اور جب تک تم پر سخت عذاب نازل نہ کرے گا راضی نہ ہوگا۔ باوجود اس کے کہ تین دن کے پیاسے اور صدموں سے چور چور تھے مگر قربان جائیں اس کے صبر و استقلال کے اور سرشاریٔ شوق شہادت کے باطل کے سامنے کسی کمزوری کا مظاہرہ نہیں فرمایا اور ثابت کر دیا کہ میری رگوں میں خون رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور میرے بازوؤں میں قوت حیدر ہے۔ میرے جیسا کوئی شہسوار نہیں ہے کیونکہ میں نے دوش رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سواری کی ہوئی ہے میرے جیسا کوئی بہادر نہیں ہے۔ اس لئے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شجاعت بخشی ہوئی ہے۔ میں مظہر شجاعت رسول ہوں۔

الغرض ابن سعد اور اس کے مشیروں نے یہ دیکھ کر کہ اکیلے امام نے ناموران کوفہ اور بہادران شام کی عزت و شجاعت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ یہ تجویز کی کہ دست بدست جنگ کی بجائے امام پر چاروں طرف سے تیروں کا مینہ برسایا جائے اور جب خوب زخمی ہو جائیں تو نیزوں کے حملے سے تن نازنین کو نشانہ بنایا جائے چنانچہ ان اشقیاء کے حکم سے

تیر اندازوں نے ہر طرف سے تیر برسانے شروع کر دیئے گھوڑا
اس قدر زخمی ہو گیا کہ اس میں قوت و ہمت نہ رہی ناچار
حضرت امام کو ایک جگہ ٹھہرنا پڑا۔ اب ہر طرف سے تیر آ
رہے تھے۔ ظالموں نے آپ کے نورانی جسم کو زخموں سے
پارہ پارہ اور لہولہان کر دیا۔ ایک مردود ابوالحنوق کا تیر
پیشانی مبارک پر لگا وہ پیشانی جو بارگاہ بے نیاز میں جھکنے
والی اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بوسہ گاہ تھی۔
شگافتہ ہو گئی۔ اس کے خون سے چہرۂ انور سرخ ہو گیا۔ آپ
نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ بدبختو تم نے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اذیت کا بھی خیال نہ کیا۔ گویا اب
جنت کے دولہا اور مسند شہادت کے شہ نشین نے خون
رواں کا سہرا باندھ لیا تھا اور زخموں کے ہار گلے میں ڈال
لئے تھے۔ اُدھر حوران بہشتی فردوس بریں کے جھروکوں سے
اس جوانان جنت کے سردار کو جھانک رہی تھیں۔

حوض کوثر نے اپنے ٹھنڈے اور شیریں جام اس تین
روز کے پیاسے مسافر کے لئے تیار کر رکھے تھے۔ انبیاء، اولیاء
اور شہداء کی ارواح مقدسہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے نواسے سید الشہداء کے استقبال کے لئے ہمہ تن
تیار تھیں۔ جنت الفردوس کی تزئین و آرائش ہو رہی تھی۔

بہارو! بہ رہیں آج آرائش گلزار جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدان محبت کی

اتنے میں خولی بن یزید اصبحی نے امام عالی مقام کے سینہ اقدس
پر ایک ایسا تیر مارا کہ قلب اقدس میں پیوست ہو گیا۔ امام
عالی مقام گھوڑے کی زین سے فرش زمین پر گر گئے۔ حتیٰ کہ
شمر لعین نے آپ پر تلوار کا وار کیا۔ چنانچہ شہزادۂ کونین
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز
ہو کر واصل بحق ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جان نثار بہن سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ قیامت
خیز منظر دیکھ کر خیمہ سے نکل آئیں اور چلاتی ہوئی دوڑیں آہ!
میرے بھائی میرے سید کاش آسمان زمین پر پھٹ پڑتا۔
اس وقت ابن سعد حضرت امام کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اس
سے کہنے لگیں۔

اے عمرو بن سعد ابو عبداللہ قتل کئے جا رہے ہیں اور تو
دیکھ رہا ہے۔ گو ابن سعد کی آنکھوں پر جاہ و حشمت کی حرص
طمع نے پردے ڈال دیئے تھے۔ پھر بھی قرابت تھی۔ سیدہ
زینب کی فریاد سن کر اور حالت دیکھ کر بے اختیار رو دیا
کہ رخساروں پر آنسوؤں کی لڑی رواں ہو گئی اور شرمندگی
سے سیدہ زینب کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

تذکرہ سبط ابن الجوزی میں ہے۔ کہ آپ کے جسد اطہر
پر ۳۳ زخم نیزوں کے اور چالیس زخم تلوار کے تھے اور
آپ کے پیراہن شریف میں ایک سو اکیس سوراخ تیروں

کے تھے۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف اس وقت ۵۶ سال ۵ ماہ اور ۵ دن تھی۔ اس صادق جانباز نے اپنے نانا جان کے ساتھ کیا ہوا عہد پورا کردیا دین حق پر قائم رہ کر اپنا کنبہ اور اپنی جان راہِ خدا میں ایسی ثابت قدمی کے ساتھ نذر کی جس کی مثال نہیں ملتی۔

حشر تک چھوڑ گئے اک درخشندہ مثال
حق پرستوں کو نہ بھولے گا یہ احسان حسین

(روضۃ الشہداء۔ شام کربلا)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیرانِ پیر قدس سرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی، شَمْسِ الضُّحٰی، بَدْرِ الدُّجٰی۔ صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْھُدٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الْمُجْتَبٰی الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ
وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۝

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا
مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا
جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے میرے آقا غوث اعظم کا
جہاز تاجراں گرداب سے فوراً نکل آیا
وظیفہ جب انہوں نے پڑھا یا غوث اعظم کا
گئے اس وقت میں ستر مریدوں کے یہاں آپ
سمجھ میں آ نہیں سکتا معمہ غوث اعظم کا !
شفا پاتے ہیں صدہا جاں بلب امراض مہلک سے
عجب دار الشفا ہے آستانہ غوث اعظم کا
نہ کیونکر اولیا اس آستانے کے بنیں منگتے
کہ عالم پر ہر ایک شی پر قبضہ غوث اعظم کا
بلا کر فاسقوں کو دیتے ہیں ابدال کا رتبہ
ہمیشہ جوش پر رہتا ہے دریا غوث اعظم کا
سلاطین جہاں کیونکر نہ ان کے رعب سے کانپیں
نہ لایا تیر کو خطرے میں کتا غوث اعظم کا
ہوئی اک دیو سے آزاد لڑکی اس نام لیوا کی
پڑھا جنگل میں جب اس وظیفہ غوث اعظم کا !

جو حق چاہے وہ یہ چاہیں جو یہ چاہیں وہ حق چاہے
تو مٹ سکتا ہے پھر کس طرح چاہا غوث اعظم کا
فقیہوں کے دلوں سے دھو دیا ان کے سوالوں کو
دلوں پر ہے بنی آدم کے قبضہ غوث اعظم کا
وہ کہہ کر قم باذن اللہ جلا دیتے ہیں مردوں کو
بہت مشہور ہے احیائے موتیٰ غوث اعظم کا
جلایا استخوان مرغ کو دست کرم رکھ کر
بیاں کیا ہو سکے احیائے موتیٰ غوث اعظم کا
فرشتے مدرسے تک ساتھ پہنچانے کو جاتے تھے
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا
سفر سے واپسی میں کیا دین اقدس کو زندہ
محی الدین ہوا یوں نام والا غوث اعظم کا
جو فرمایا کہ دوش اولیا پر ہے میرا قدم
رکھ لیا سر کو جھکا کر سب نے تلوا غوث اعظم کا
لعاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم کا
محرر چار سو مجلس میں حاضر ہو کے لکھتے تھے
ہوا کرتا تھا جو ارشاد والا غوث اعظم کا
اگرچہ مرغ سب کے بول کر خاموش ہوتے ہیں
مگر یاں مرغ بولے گا غوث اعظم کا !

ہمارا ظاہر و باطن ہے ان کے آگے آئینہ
کسی شئی نہیں عالم میں پردہ غوث اعظم کا

پڑھی لاحول اور شیطان کے دھوکے کو کیا غارت
علم و فضل سے وہ نور چمکا غوث اعظم کا

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا رسولوں میں ہے جیسے مرتبہ عالی
ہے افضل اولیاء میں یونہی رتبہ غوث اعظم کا

عطا کی ہے بلندی حق نے اہل اللہ کے جھنڈے کو
مگر سب نے کیا اونچا پھریرا غوث اعظم کا

عزیزو کرو تیار جب میرے جنازے کو
تو لکھ دینا کفن پر نام لیوا غوث اعظم کا

لحد میں جب فرشتے مجھ سے پوچھیں گے تو کہدوں گا
طریقہ قادری ہوں نام والا غوث اعظم کا

ندا دے گا حشر میں منادی یوں قادریوں کو
کدھر ہیں قادری کر لیں نظارہ غوث اعظم کا

فرشتو روکتے کیوں ہو مجھے جنت میں جانے سے
یہ دیکھو ہاتھ میں دامن ہے کس کا غوث اعظم کا

ٹھکانہ یا خدا مل جائے اس کے نیچے ہم کو بھی
کھڑا ہو گا حشر میں جس وقت جھنڈا غوث اعظم کا

خداوندا دعا قبول کر ہم روسیاہوں کی
گناہوں کو ہمارے بخش صدقہ غوث اعظم کا

میری پھوٹی ہوئی تقدیر کی قسمت چمک جائے
بنالے مجھ کو سگ اپنا جو کتا غوث اعظم کا

صدائے صور سن کر قبر سے اٹھتے ہی پوچھوں گا
کہ فرماؤ کہ کدھر ہے آستانہ غوث اعظم کا

نبی نور الٰہی اور یہ نور مصطفائی ہیں
تو پھر نوری نہ کیونکر ہو گھرانہ غوث اعظم کا

مخالف کیا کرے میرا کہ ہے بیحد کرم مجھ پر
خدا کا رحمۃ للعالمین کا غوث اعظم کا

جمیل قادری سو جان سے قربان مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بندہ غوث اعظم کا

حضرات گرامی! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں معرفت اولیاء کا ذکر ہے۔

چنانچہ رب ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ (پ ۱۹ - رکوع ۳)	اور رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں تمہیں سلام ہے۔

اللہ تعالےٰ کے بندے یعنی ولی اللہ وہ ہیں جو زمین
پر آہستہ آہستہ عاجزی و انکساری سے چلتے ہیں۔ نظریں
جھکا کر چلتے ہیں۔ نظریں تو ان کی جھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ مگر

نیچی نظریں
کل کی خبریں

کے مصداق ہوتے ہیں۔ ان کی ہر ادا، ہر قول، ہر فعل حکم
خدا اور سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق
ہوتا ہے۔

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفےٰ
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

ان کے شب و روز، لیل و نہار، ماہ و سال،
ذکرِ خدا اور نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں گزرتے
ہیں۔ ان کی عبادت کو اللہ تعالےٰ نے

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔	اور وہ جو راتیں گزارتے ہیں اپنے رب کے سجدے اور قیام کرتے ہوئے فرمایا ہے ان کی گفتار کو
وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔	اور جب جاہل ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں تمہیں سلام ہے۔

کہا ہے۔

ان کی جبینیں بارگاہِ الٰہی میں سربسجود ہونے کی نشاندہی
کرتی ہیں۔ ان کے چہرے عشقِ الٰہی اور محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے سمندر میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ
دنیا و مافیہا سے قطع تعلق معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ہر نیکی کا حکم
کرنے والے اور ہر برائی سے روکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔
وہ شریعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے
کے ساتھ ساتھ طریقت کے منبع نظر آتے ہیں۔ ان کا اٹھنا
بیٹھنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا لوگوں کے ساتھ ان کے
معاملات حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طریقے
کے مطابق نظر آتے ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں ان کی صدائیں
سنی جاتی ہیں۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔
وہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول الی اللہ کا مقام رکھتے ہیں
ہر نمازی اپنی نماز میں ان کے راستے پر چلنے کی دعا مانگتا ہے،

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا۔

ان کی صحبت و سنگت کا قرآن مجید میں حکم دیا
گیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۞	اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(پ ۱۱)

حضرات! تمام اولیاء میں غوث صمدانی، قیوم ربانی، قندیل نورانی، پیران پیر روشن ضمیر حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الاولیاء کا مقام رکھتے ہیں۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ جن میں آپ کا بیک وقت ستر مریدوں کے گھر جانا کرامت ____ بیماروں کا شفایاب ہونا کرامت ____ چور کو قطب بنانا آپ کی کرامت ____ آپ کے کتے کا شیر پر غالب آنا کرامت ____ آپ کے نام سے دلوں سے لڑکی کا آزاد ہونا آپ کی کرامت ____ فقیہوں کے دلوں سے سوالوں کا مٹ جانا آپ کی کرامت ____ قم باذن اللہ کہہ کر مردوں کو زندہ کرنا آپ کی کرامت ____ وغیرہ۔

صائم صاحب فرماتے ہیں۔

غوث الاعظم پیر میرا جد نظر کرم دی پاوے
باراں سال دے ڈبے بیڑے مڑ کنڈھے لے آوے
روحاں عزرائیل توں کھوہ کے چوراں قطب بناوے
موج آوے تے مردے صائم ٹھوکر نال جگاوے

مسئلہ حل ہو گیا!

مشہور ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام علمائے عراق کے مرجع بلکہ تمام دنیا کے طالبانِ علم کے مرکز تھے۔ اطرافِ عالم سے آپ کے پاس

فتاویٰ آتے تھے۔ جن کے متعلق غور و فکر اور مطالعۂ کتب کے بغیر ہی فوراً آپ صحیح جواب لکھ دیتے۔ بڑے سے بڑے عالم کو آپ کے خلاف ذرا سا بھی لکھنے یا کہنے کی مجال نہ ہوتی۔ ایک دفعہ آپ کے پاس عجم سے فتویٰ آیا جس میں تحریر تھا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے سادات اس مسئلے کے بارے میں ایک شخص نے یہ قسم کھائی کہ اگر وہ ایسی عبادت نہ کرے جس میں اس کا کوئی شریک نہ ہو۔

تو اس کی عورت پر تین طلاقیں۔ اب بتلایئے کہ یہ شخص کون سی ایسی عبادت کرے۔ جس سے اس کی قسم نہ ٹوٹے اس کا جواب لکھنے سے عراق و عجم کے تمام علماء عاجز ہو گئے تو آپ کے سامنے یہ فتویٰ پیش کیا۔ آپ نے فوراً غور و فکر کے بغیر ہی فرمایا کہ اس کے لئے خانہ کعبہ کو طواف کرنے والوں سے خالی کرا لیا جائے۔ پھر یہ شخص تنہا طواف کے سات چکر لگائے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔ کیونکہ خانہ کعبہ کا طواف ایسی عبادت ہے۔ کہ اس وقت انسانوں میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہ ہو گا۔ (اخبار الاخیار ص ۳۵)

انہوں تے نئیں غوث نوں جہیڑے دانے تے دیوانے
غوث میرے دے کھلے رہندے اَکھٹے بہت خزانے
غوث میرا اے شمع حسن دی ولی نے سب پروانے
غوث جلی دے طالب صائم سارے ای جنت جانے

رجال الغیب کا افسر

:۔ شیخ خلیفۃ الہند تلمیذ شیخ ابوسعید قیلوی بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے ایک مرتبہ سواد کے شہروں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میں نے ایک شخص کو ہوا میں معلق دیکھا۔ میں نے انہیں سلام کیا اور ان سے پوچھا کہ آپ ہوا میں کیوں معلق بیٹھے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں خواہشات نفسانی کو چھوڑ کر تقویٰ و پرہیزگاری کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ شیخ ابوسعید کہتے ہیں کہ پھر جب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے اس شخص کو پھر آپ کے سامنے قبلۃ الاولیاء میں ہوا میں معلق باادب بیٹھے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اس وقت آپ سے حقائق و معارف کی بہت باتیں دریافت کیں۔ جنہیں میں بالکل نہ سمجھ سکا۔ پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور صرف میں ان کے پاس اکیلا رہ گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہاں بھی موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ کوئی ایسا ولی اللہ نہیں ہے۔ جس کی اس دربار میں آمد و رفت نہ ہو۔ پھر میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ کیا وجہ ہے؟ کہ میں آپ کے کلام کو بالکل نہیں سمجھ سکا۔ انہوں نے کہا کہ ہر مقام کے احکام جدا ہوتے ہیں اور ہر حکم کے معنی علیحدہ ہر معنی کی عبارت مختلف ہوتی ہے۔ اس عبارت کو وہی سمجھتا ہے جو

اس کے معنی سے واقف ہوا اور معنی سے وہی واقف ہوتا ہے۔ جو حکمت سے آگاہ ہوا اور حکمت سے وہی واقف ہوتا ہے۔ جو بلند مقام رکھتا ہو۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ آپ نہایت مؤدب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کے سامنے مؤدب ہو کر کیوں نہ بیٹھوں۔ حالانکہ آپ نے ایک سو رجال غیب پر جو ہوا میں معلق رہتے ہیں اور جنہیں سوائے خاص لوگوں کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا ان پر مجھے افسر بنایا ہے۔

(قلائد الجواہر ص ۲۲۶)

جو مانگا مل گیا

:۔ شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظ نے بغداد کے اندر اپنے مکان واقع باب الازج میں بتاریخ ۲ رجب ۵۹۳ھ کو بیان کیا کہ میں اور شیخ ابوسعود بن ابی بکر، شیخ محمد بن قائد اوانی، شیخ ابومحمد حسن فارسی، شیخ جمیل، شیخ ابوالقاسم عمر بزاز، شیخ ابوحفص عمر غزالی، شیخ خلیل بن احمد صرصری، شیخ ابوالبرکات علی بطائحی، شیخ ابوالفتوح نصر معروف ابن الحضری، شیخ ابوعبداللہ محمد بن عون الدین، ابوالفتوح عبداللہ بن ہبۃ اللہ اور ابوالقاسم علی بن محمد بن الصاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا جو جو کچھ مانگنا ہے مانگو۔ شیخ ابوالسعود نے

کہا میں ترکِ اختیار چاہتا ہوں۔ شیخ محمد بن قائد نے کہا
میں مجاہدے کی قوت چاہتا ہوں۔ شیخ بزاز نے کہا، میں
خوفِ الٰہی چاہتا ہوں۔ شیخ فارسی نے کہا اللہ تعالیٰ کے
ساتھ میرا ایک حال تھا جسے میں کھو بیٹھا ہوں۔ میں، چاہتا
ہوں وہ حال پھر وارد ہو جائے۔ شیخ جمیل نے کہا میں
حفظ وقت چاہتا ہوں۔

شیخ عمر غزال نے کہا میں عمر کی زیادتی چاہتا ہوں۔
شیخ خلیل مرمری نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جب تک میں مقام
قطبیت حاصل نہ کر لوں مجھے موت نہ آئے۔ شیخ ابو البرکات
نے کہا کہ میں محبت الٰہی میں استغراق چاہتا ہوں۔ شیخ
ابو الفتوح بن الخضری نے کہا میں وہ چیز چاہتا ہوں جس
سے موارد ربانیہ اور موارد غیر ربانیہ میں تمیز کر سکوں،
ابو عبداللہ محمد بن الوزیر عون الدین نے کہا میں نائب وزیر
بننا چاہتا ہوں۔ ابو الفتوح بن ہبۃ اللہ نے کہا میں خلیفہ
کے گھر کا استاد بننا چاہتا ہوں۔ ابو القاسم بن الصاحب
نے کہا میں خلیفہ کی دربانی چاہتا ہوں۔ الغرض سب کی حاجات
سن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ

(اے پیغمبر) وہ (دین کے طالب) اور یہ (آخرت کے طالب) سب ہی کو ہم تمہارے پروردگار

رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔ (پ ۱۵)

کی بخشش سے امداد دیتے ہیں۔ اور تمہارے پروردگار کی بخشش عام ہے کسی پر بند نہیں

شیخ ابو الخیر کا بیان ہے کہ:۔

فَوَاللّٰہِ لَقَدْ نَالُوْا کُلُّھُمْ مَا طَلَبُوْا وَرَاَیْتُ کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ فِی الْحَالَۃِ الَّتِیْ اَرَادَھَا اِلَّا الشَّیْخُ خَلِیْلُ بْنُ صَرْصَرِیْ۔

خدا کی قسم جس نے جو جو کچھ طلب کیا تھا۔ اُس کو وہی کچھ ملا۔ میں نے ہر ایک کو اسی حالت میں دیکھا جس کو وہ چاہتا تھا سوائے شیخ خلیل کے،

کیونکہ ابھی وہ وقت نہ آیا تھا۔ جس میں اُن سے
قطبیت کا وعدہ تھا۔ (بہجۃ الاسرار ص۳۱)

پاوے خیر کرم دا سب نوں سب دیاں کرے امداداں
پنجتن پاک دے صدقے سب دیاں پوریاں کریں مراداں
سارے تیرے بردے تیریاں ہین منا دندے یاداں
قائم اج ناں خالی جاون کسے دیاں فریاداں

غیب پر اطلاع

غیب پر اطلاع: قدوۃ العارفین حضرت شیخ
مطر البازرانی کے خلف الصدق ابو الخیر کردم بیان کرتے ہیں
کہ میں نے اپنے والد ماجد کی زندگی کے آخری لمحات میں ان

سے پوچھا کہ مجھے بتلائیے کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟
تو انہوں نے فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی کی۔ مجھے خیال
ہوا کہ معلوم نہیں کیا آپ ارادۃً کہہ رہے ہیں۔ یا آپ کی زبان
سے مرض کی وجہ سے نکل گیا ہے۔ اس لئے ایک گھڑی
کے بعد میں نے آپ سے پھر پوچھا کہ آپ کے بعد میں
کس کی پیروی کروں؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی۔ پھر تیسری دفعہ
ایک گھڑی کے بعد میں نے آپ سے دوبارہ پوچھا کہ آپ کے
بعد میں کس کی پیروی کروں۔ تو اس دفعہ بھی آپ نے فرمایا
کہ عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ اس وقت زیادہ تر حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی کی پیروی کی جائے گی۔ الغرض میں
اپنے والد کی وفات کے بعد فوراً بغداد آکر آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ کی مجلس میں شیخ بقا بن
بطو، شیخ ابوسعید قیلولی اور شیخ علی بن الہیتی وغیرہ
مشائخ موجود تھے۔ اس وقت میں نے رجال الغیب کی
نورانی شکلیں ملاحظہ کیں۔ ان شکلوں کے دیکھتے ہی مجھے
غشی آگئی۔ پھر جب میں ہوش میں آیا تو لوگوں کی صفیں
چیرتا ہوا بے ساختہ دوڑ کر آپ کے تخت پر چڑھ گیا۔
پہلے تو آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر فرمانے لگے
کیا تمہیں اپنے والد ماجد کی وصیت ایک دفعہ کافی نہ
تھی۔ چنانچہ میں خوف زدہ ہو کر خاموش رہ گیا۔ اس

کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں حاضری اپنے لئے لازم
کرلی۔
(قلائد الجواہر ص ۱۱۹)

مالا مال کردیا

ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اپنی شہرت کے زمانے میں حج کے ارادہ سے
نکلے، جب بغداد کے قریب ایک جگہ جس کا نام حلہ تھا پہنچے
تو حکم دیا کہ یہاں کوئی ایسا گھر تلاش کرو۔ جو سب سے زیادہ
ٹوٹا پھوٹا اور اجڑا ہوا سا ہو۔ ہم اس میں قیام کریں گے
اگرچہ وہاں کے امیروں اور رئیسوں نے بڑے اچھے اچھے
مکانوں میں قیام کرنے کی آپ کو پیش کش کی۔ مگر آپ نے
انکار فرمادیا۔ کافی تلاش کے بعد ایک ایسا مکان مل گیا۔
جس میں بڑھیا، بڈھا اور ایک بچی تھی۔ آپ نے اس بوڑھے
سے اجازت لے کر رات اسی مکان میں گزاری اور وہ تمام
نذرانے اور ہدیئے جو آپ کو پیش کئے گئے آپ نے یہ کہہ
کر کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں وہ تمام کے
تمام بوڑھے کو دے دیئے۔ حاضرین نے بھی آپ کی موافقت
میں تمام مال و اسباب ان کو دے دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس
بوڑھے کو آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے ایسی دولت
عطا کی کہ پورے علاقے میں اتنی دولت کسی کو نہ ملی۔
(اخبار الاخیار ص ۴۷)

توں داتا ایہہ منگتے تیرے بھر دے جھولی خالی
اج محروم رہوے ناں میراں تیرا کوئی سوالی
کملی والے دے گلشن دا توں ہیں سوہنیا مالی
کر سرسبز توں صائم دی وی اج آساں دی ڈالی

کھجوریں ہری ہو گئیں : شیخ ابوالمظفر اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ علی بن ابی نصر الہیتی جب کبھی بیمار ہو جاتے تو اکثر میرے باغ میں آجاتے۔ ایک دفعہ میرے باغ میں آئے تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کی عیادت کے لیے وہاں تشریف لائے۔ اس باغ میں کھجور کے دو درخت تھے۔ جو بالکل خشک ہو گئے تھے اور چار سال سے پھل نہ دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے ان کے کاٹنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ حضرت غوث اعظم اٹھے اور ان میں سے ایک کے نیچے آپ نے وضو فرمایا۔ اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز ادا کی وہ دونوں درخت ایک ہفتہ کے اندر پھل دار ہو گئے۔ حالانکہ وہ کھجوروں کے پھل کا موسم نہ تھا۔ پھر میں نے اپنے باغ کی کچھ کھجوریں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے ان میں سے کچھ تناول فرمائیں۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے مال میں برکت دے۔ اس سال سے میری زمین کی آمدنی میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔ مالیت کی یہ

حالت تھی۔ کہ جس تجارتی کام میں میں نے ایک درہم خرچ کیا۔ وہاں سے کئی حاصل کئے۔ گندم کی یہ کیفیت تھی کہ جب میں کسی مکان میں گندم کی سو بوریاں رکھتا۔ پھر اس میں سے اگر پچاس خیرات کر دیتا اور باقی کھا لیتا تو بھی سو بوریاں بحال پاتا۔ میرے جانور اتنے بچے جنتے کہ میں شمار نہ کر سکتا تھا۔
(بہجۃ الاسرار صہ ۴۴-۴۵)

غوث الاعظم پیر پیراں دا بدل دیوے تقدیراں
غوث دے ناں دا نعرہ لائیاں ٹٹ جاون زنجیراں
غوث جلی دے در تے ہندیاں معاف سبھے تقصیراں
حضرت باہو ورگے صائم کردے میراں میراں

نگاہِ غوثِ اعظم : حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خادم بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دن آپ ایثار کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے اچانک آپ نے اوپر کی طرف نظر کی پھر خاموش ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ نہیں صرف دو سو دینار کے لئے کہتا ہوں۔
چنانچہ بہت سے لوگ آپ کے پاس سو سو دینار لے کر آئے آپ نے صرف ایک شخص سے لے لئے اور باقی واپس کر دیئے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ نے یہ دو دینار کس لئے طلب فرمائے ہیں؟ ابوالرضی بیان کرتے ہیں۔ کہ اس کے بعد آپ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ تم شونیزیہ کے قبرستان میں یہ دینار لے

جاؤ وہاں ایک ضعیف العمر شخص سارنگی بجاتا ہوگا۔ یہ سو دینار
اسے دے کر میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ میں آپ کے حکم کے
مطابق قبرستان میں گیا۔ تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں ایک بوڑھا
شخص سارنگی بجا رہا ہے۔ میں نے السلام علیکم کہہ کر سو دینار
اسے دے دیئے۔ وہ دیکھ کر بے ساختہ زور سے چلایا اور
بے ہوش ہو کر گر گیا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو میں نے اُسے
کہا کہ تمہیں غوث اعظم بلا رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس نے سارنگی
کو اپنے کندھے پر رکھا اور میرے ساتھ چل دیا۔ جب ہم
آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اسے اپنے نزدیک
منبر پر بلوا کر فرمایا کہ اپنا پورا واقعہ سناؤ۔ اُس نے کہا کہ
حضرت میں اپنے بچپن میں بہت عمدہ گاتا تھا۔ لوگ بھی شوق
سے میرے گانے کو سنا کرتے تھے۔ جب میں بوڑھا ہو گیا۔
تو لوگوں کی توجہ میری طرف سے کم ہو گئی۔ اس لئے میں اپنے
دل میں عہد کر کے شہر سے باہر نکل گیا کہ اب آئندہ سے
میں مُردوں کے سوا اپنا گانا اور کسی کو نہ سناؤں گا۔ چنانچہ
میں قبرستان میں پھرتا رہا۔ اچانک ایک دن ایک قبر میں
سے ایک شخص نے اپنا سر نکال کر مجھ سے کہا کہ تم مُردوں کو
اپنا گانا کب تک سناؤ گے۔ اب تم خدا کے ہو جاؤ۔ اور اُسے
اپنا گانا سناؤ۔ اس کے بعد مجھے کچھ نیند سی آگئی۔ پھر میں نے
اُٹھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

یَا رَبِّ مَالِیْ عُدَّۃٌ یَوْمَ اللِّقَا
اِلَّا رِجَا قَلْبِیْ وَنُطْقِیْ لِسَانِیْ

ترجمہ: الٰہی قیامت کے دن کے لئے میرے پاس کوئی
سامان نہیں۔ بجز اس کے کہ دل سے امید مغفرت
اور زبان سے تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔

قَدْ اَمَّکَ الرَّاجُوْنَ یَبْغُوْنَ الْمُنٰی
وَاخَیْبَتَا اِنْ عُدْتُ بِالْحِرْمَانِ

ترجمہ: کل امید رکھنے والے تیری درگاہ میں فائز المرام ہونگے
اگر میں محروم رہ جاؤں، تو میری بدقسمتی پر سخت
افسوس ہے۔

اِنْ کَانَ لَا یَرْجُوْکَ اِلَّا مُحْسِنٌ
فَبِمَنْ یَلُوْذُ وَیَسْتَجِیْرُ الْجَانِیْ

ترجمہ: اگر صرف نیک لوگ ہی تیری خواہش کیا کرتے
تو گنہگار لوگ کس کے پاس جا کر پناہ لیتے۔

شَیْبِیْ شَفِیْعٌ یَوْمَ عَرْضِیْ وَاللِّقَا
فَعَسَاکَ تُنْقِذُنِیْ مِنَ النِّیْرَانِ

ترجمہ: میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری درگاہ میں میرا
شفیع بنے گا۔ اُمید ہے کہ تو مجھے اس پر نظر کر
کے دوزخ سے بچا لے گا۔

میں کھڑا یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے
خادم نے آکر مجھے یہ دینار دیئے۔ اب میں گانے بجانے سے

تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ پھر اس شخص نے اپنی سارنگی توڑ ڈالی اور گانے بجانے سے تائب ہو گیا۔
(قلائد الجواہر ص ۹۵)

عطا ہی عطا: ایک دن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک فقیر شکستہ حال کو ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ تو آپ نے دریافت کیا کہ کس خیال میں ہو اور کیا حال ہے؟۔ اس نے عرض کیا کہ میں دریا کے کنارے گیا تھا۔ دریا پار کرنے کے لئے میرے پاس کشتی کا کرایہ نہ تھا ابھی اس فقیر کی یہ بات پوری نہ ہوئی تھی۔ کہ ایک شخص نے تیس اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی آپ کی نذر کی۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت وہ تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا کہ اسے لے جا کر ملاح کو دے دو۔ (اخبار الاخیار ص ۱۲)

بیڑے بنداں بغداد جے لائی کوئی آوے کوئی جاوے
ساقی جام محبت والے بھر بھر کے ورتاوے
بھکھا جے میراں نے در تے آن سوالی ساوے
دو جہاناں نے وچ صاحب اس نوں غوث جانے

غوثِ اعظم کا ہاتھ: شیخ ابو العباس خضر بن عبد اللہ بن یحیٰی حسینی موصلی فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن میں نے امام مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف عباسی کو حضرت غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دیکھا۔ اس نے آپ سے عرض کی۔ کہ حضور اطمینانِ قلبی کے لئے میں آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے دریافت کیا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ ابو المظفر نے عرض کیا کہ غیب سے ایک سیب آنا چاہیئے؟ چنانچہ آپ نے ہوا میں ہاتھ پھیلایا کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے دستِ مبارک میں دو سیب ہیں۔ حالانکہ عراق میں اس وقت سیب کا موسم نہ تھا۔ آپ نے ایک سیب ابو المظفر کو دیا اور دوسرا خود رکھا۔ جب دونوں سیب پھاڑے گئے۔

وَاِذَا ہِیَ بَیْضَاءُ تَفُوحُ مِنْہَا رَائِحَۃُ کَالْمِسْکِ۔	تو آپ کا سیب سفید خوشبودار اور معطر نکلا۔

مگر ابو المظفر کے سیب میں کیڑا نکلا۔ چنانچہ اس نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا کہ تیرے سیب کو ظالم کا ہاتھ لگا ہے۔ جس کی وجہ سے اس میں کیڑا پیدا ہو گیا ہے، اور میرے سیب کو کسی ولی اللہ کا ہاتھ لگا ہے۔ اس لئے یہ عمدہ نکلا اور اس کی خوشبو مہک گئی۔
(بہجۃ الاسرار ص ۱۱۶)

غوثِ اعظم کا کشف فرمانا: شیخ ابو النقی محمد بن ازہر عیر فیتی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک سال تک اللہ تعالیٰ

سے یہ دُعا مانگتا رہا کہ وہ مجھے رجال الغیب میں سے کسی بزرگ کی زیارت نصیب کرے۔ اچانک میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوں اور ایک بزرگ بھی وہاں موجود ہیں۔ مجھے خیال ہوا کہ یہ بزرگ رجال الغیب سے ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ بیدار ہونے کے بعد میں نے چاہا کہ حالت بیداری میں ان کی زیارت کروں۔ چنانچہ میں اس امید پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کرنے آیا۔ جب مزار شریف پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بزرگ وہاں موجود ہیں۔ جن کی گزشتہ شب میں نے چاہا کہ مزار شریف کی زیارت سے جلد فارغ ہو کر اس بزرگ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کروں۔ مگر وہ مجھ سے پہلے فارغ ہو کر واپس ہو گئے۔ میں بھی سب کچھ چھوڑ کر ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ یہاں تک کہ وہ دجلہ پر آئے۔ ان کے آتے ہی دجلہ کے دونوں کنارے اس قدر قریب ہو گئے کہ وہ اپنا ایک قدم اس کنارہ پر اور دوسرا اس کنارہ پر رکھ کر دجلہ سے پار ہو گئے۔ میں نے اس وقت انہیں قسم دلائی کہ وہ ذرا ٹھہر کر مجھ سے کچھ گفتگو فرمائیں۔ چنانچہ وہ رک کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ

الْمُشْرِکِیْنَ۔ اس سے میں سمجھا کہ شاید یہ بزرگ حنفی المذہب ہیں۔ اس کے بعد میں واپس ہونے لگا تو مجھے خیال ہوا کہ اب میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بھی یہ واقعہ بیان کروں۔ اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابھی میں آپ کے دولت خانہ کے دروازہ پر پہنچا تھا کہ آپ نے اندر سے ہی پکار کر مجھ سے فرمایا کہ محمد بن ازہر اس وقت مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر ان کے سوا حنفی المذہب ولی اللہ اور کوئی نہیں ہے۔ (قلائد الجواہر ص۹۲)

چھت گرنے کی خبر: شیخ عبداللہ محمد بن ابی الغنائم الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ۱۱ محرم الحرام ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے۔ کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسافر خانہ میں تقریباً تین سو آدمی آپکی زیارت کے لیے جمع تھے۔ اس وقت آپ اچانک گھر سے نکلے اور چار پانچ دفعہ بآواز بلند سب کو پکار کر کہا کہ دوڑ کر میرے پاس آجاؤ۔ چنانچہ تمام لوگ دوڑ کر آپ کے پاس چلے آئے۔ جب اس کے نیچے کوئی شخص نہ رہا تو اس کی چھت گر پڑی اور سب لوگ بچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ابھی مکان میں تھا۔ تو اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ اس کی چھت گرنے والی ہے۔ مجھے خوف ہوا کہ کوئی نیچے نہ آجائے۔ اس لئے میں نے

تم سب کو جلدی سے اپنے پاس بلا لیا۔

(قلائد الجواہر صـ ۱۱۷)

دل کی بات پوری ہو گئی: شیخ المشائخ زین العلاء

بدیع الدین ابوالقاسم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ عمر و عثمان بن اسمٰعیل نے مجھے بغداد میں مسند امام احمد بن حنبل کا نسخہ خریدنے کے لئے بھیجا۔ جب میں بغداد میں آیا تو میں نے لوگوں کو حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر پر فریفتہ پایا۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ اگر فی الحقیقت یہ شخص ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے تو ضرور یہ مجھے میرے دل کی بات بتلائے گا۔ پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب شیخ محی الدین کے پاس جاؤں اور ان سے سلام کہوں تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں۔ بلکہ مجھ سے منہ پھیر لیں اور اپنے خادم سے کہیں کہ اس آنے والے شخص کے لئے چھوہارے اور شہد لاؤ۔ جب خادم یہ دونوں چیزیں آپ کے پاس لے آئے اور میرے سوال کرنے سے قبل ہی وہ اپنی کلاہ مجھے پہنا دیں۔ چنانچہ میں یہ بات دل میں سوچ کر اٹھا۔ اور آپ کے مدرسہ میں آیا۔ میں نے ان کو محراب میں بیٹھے پایا۔ انہوں نے میری طرف ایک نظر دیکھا۔ جس سے میں سمجھ گیا کہ انہوں نے میرے دل کی بات کو جان

لیا ہے۔ میں نے ان سے سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ بلکہ مجھ سے اپنا منہ پھیر لیا۔ اور اپنے خادم سے کہا کہ اس آنے والے شخص کے لئے چھوہارے اور شہد لے آؤ۔ واللہ شیخ نے وہی الفاظ دہرائے جو میرے دل میں تھے۔ جب خادم دونوں چیزیں لے آیا۔ تو شیخ نے اپنی کلاہ مجھے پہنا دی اور میرے سلام کا جواب دیا۔

وَقَالَ لِي يَا خَلَفُ أَنْتَ أَرَدْتَ هٰذَا كُلَّهُ فَاَقَمْتُ عِنْدَهُ وَتَحَمَّلْتُ عَنْهُ الْعِلْمَ وَسَمِعْتُ عَنْهُ الْحَدِيْثَ۔

(بہجۃ الاسرار صـ ۶۹)

اور مجھ سے فرمایا کہ کیا تو یہی چاہتا تھا، یہ دیکھ کر میں نے آپ کی خدمت میں قیام کیا اور آپ سے پڑھا اور حدیثیں سنیں۔

توجہ کا اثر: شیخ ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ

میں ایک دن ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے گیا۔ یہ لوگ اپنی کسی مصیبت کے بارے میں آپ سے دعا کرانے جا رہے تھے۔ راستہ میں اور بھی بہت سے لوگ ان کے ہمراہ ہو گئے۔ ان لوگوں میں ایک لڑکا بھی ساتھ چل پڑا جو نہایت بد اخلاق اور اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا۔ اتفاق

سے اس وقت آپ راستے میں ہی مل گئے۔ چنانچہ ان لوگوں
نے اپنا مسئلہ پیش کیا اس کے بعد ہم آگے بڑھے اور ریکے
بعد دیگرے سب نے آپ کی دست بوسی کی جب اس لڑکے
کی نوبت آئی اور اس نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو آپ
نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور اس کی طرف ایک
نظر دیکھا وہ لڑکا دیکھتے ہی فوراً بے ہوش ہو کر زمین پر گر
پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو اس کے چہرہ پہ داڑھی نمودار تھی۔
پھر یہ اٹھا اور آپ کے دست مبارک پر تائب ہوا پھر آپ
نے اس سے مصافحہ کیا۔ (قلائد الجواہر)

خواہش پوری ہو گئی

شیخ عمر ابزاز بیان کرتے ہیں کہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں جمعہ کے دن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جمعہ پڑھنے کے لئے جا رہا تھا۔ اس دن راستہ میں کسی نے بھی آپ کو سلام نہ کیا۔ مجھے خیال گزرا کہ ہم ہر جمعہ کو لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے نہایت مشقت اور دشواری کے ساتھ مسجد تک پہنچے تھے۔ مگر آج آپ کو کسی نے بھی سلام نہ کیا میرے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ چاروں طرف سے لوگ آپکو سلام کرنے کے لئے لوٹ پڑے۔ پھر آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمانے لگے کہ عمر کیا تمہاری یہی خواہش تھی۔
(قلائد الجواہر ص ۲۲۸)

اے بغداد دے شہنشاہو! نظر کرم دی پاویں
ڈبی بیڑی آساں والی آکے بنے لا دیں!
چلدے رہن خزانے تیرے خالی نہ پرتا دیں
بھر صائم دی جھولی نالے سب دی آس پچا دیں

رُوحانی طاقت

شیخ محمد بن الخضر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں ایک دن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا میرے دل میں اس وقت خیال پیدا ہوا کہ مجھے حضرت شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہیے۔ مجھے یہ خیال گزرتے ہی آپ نے فرمایا خضر لو شیخ احمد الرفاعی سے ملاقات کرو۔ جب میں نے آپ کے بازو کی طرف نظر کی تو مجھے ایک ذی ہیبت بزرگ دکھائی دیئے۔ میں نے اٹھ کر ان سے سلام عرض کرتے مصافحہ کیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ خضر جو شخص شیخ عبد القادر جیسے اولیاء اللہ کو دیکھ لے تو پھر اسے مجھ جیسے شخص سے ملنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ میں بھی تو آپ ہی کے تحت ہوں۔ اس کے بعد آپ مجھ سے غائب ہو گئے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی وفات کے بعد میں شیخ احمد الرفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ہی بزرگ ہیں جن کو

میں نے حضرت غوث پاک کے بازو کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تھا۔ آپ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا کہ تمہیں میری ملاقات کافی نہیں ہوئی۔

(قلائد الجواہر ص)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواجہ فریدالدین گنجشکر

الحمد للہ رب العالمین ٥ والعاقبۃ للمتقین ٥ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین ٥ وعلی الہ واصحابہ اجمعین ٥

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔

آمنت باللہ صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم ٥

نگاہ لطف و کرم کو نوید کہتے ہیں
ترے حضور سلامی کو عید کہتے ہیں

حضور آپ کے در سے نہ جائیں گے خالی
یہ بات آپ کے سارے مرید کہتے ہیں
اسی کے دم سے منوّر ہے بزمِ جنت بھی
وہ ماہتاب جسے ہم فرید کہتے ہیں
تمہارے نقشِ پا پہ دو جہاں قربان
فریدِ فردِ زماں حق فرید کہتے ہیں
جمال صابر و محبوب ہے اسی کا فیض
وہ ذات ہم جسے بابا فرید کہتے ہیں
حضور میری خطاؤں کی لاج رکھ لینا
حضور مجھ کو بھی فیضِ فرید کہتے ہیں

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اولیاء اللہ کی شان بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ	سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

(پ ۱۱، رکوع ۱۱)

اس آیہ کریمہ میں بتایا یہ گیا ہے کہ جو مقبولانِ بارگاہ خداوندی ہیں۔ جنہیں اولیاء اللہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جس کا معنی ہے۔ اللہ کے دوست۔ انہیں

نہ کوئی دنیا میں ڈر ہے اور نہ ہی آخرت کا غم۔

معزز قارئین! اللہ تعالیٰ کا دوست ہونا یہ اس وحدہٗ لاشریک ذات کا اپنے بندے کے لئے کتنا بڑا اعزاز ہے۔ کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنا دوست کہتا ہے۔ آج دنیا میں ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کہیں مجھے اچھا دوست مل جائے جو میرے دکھ سکھ کا ساتھی ہو۔ جو راز دار بھی ہو اور وفادار بھی۔ مگر بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو ایسا دوست میسّر آتے۔ آج کل تو زیادہ تر مفاد پرست اور مطلبی دوست ہی نظر آتے ہیں جو مطلب نکل جانے کے بعد توں کون اور میں کون کی نظریں دکھاتے ہوئے بے وفائی کی بُری رسم ادا کرتے ہیں۔ اکثر مشاہدے میں یہ بات بھی آئی ہے کہ دوستی کے لئے کسی مالدار، جاگیردار، زمیندار یا کسی اثر و رسوخ والے شخص کو پسند کیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگوں کی نظروں میں میرا رعب و دبدبہ پیدا ہو جائے۔ کوئی میری طرف بری آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔ کوئی میرے بارے میں بات چیت نہیں کرے گا اور مجھے کسی کا ڈر خوف نہیں ہوگا۔ حالانکہ یہ رویّہ اور سوچ غلط ہے وہ اس طرح کہ اگر اس شخص سے (جس کو اپنا دوست بنا رکھا ہے) کوئی زیادہ قوت و طاقت والا ہوگا تو اس کو اس کا خوف رہے گا۔ یوں سمجھیں کہ تھانیدار کو مجسٹریٹ کا خوف ہوگا ——
مجسٹریٹ کو ایس پی کا خوف ہوگا —— ایس پی کو

کمشنر کا خوف ہو گا ــــــ کمشنر کو گورنر کا خوف ہو
گا ــــــ گورنر کو وزیراعلیٰ کا خوف ہو گا ــــــ
وزیراعلیٰ کو وزیراعظم کا خوف ہو گا ــــــ وزیراعظم
کو صدر کا خوف ہو گا ــــــ صدر کو فوج کے اعلیٰ افسر
کا خوف ہو گا ــــــ تو نتیجہ یہ نکلا کہ ان دنیا داروں میں
سے کسی کے ساتھ دوستی اختیار کرنے والا پُرامن اور بے
خوف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو اپنے سے
بڑے کا خوف ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو طاقت
نہیں۔ اُس سے بڑھ کر کوئی بڑا نہیں۔ لہٰذا جو اس مالک
حقیقی سے دوستی لگائے گا۔ وہ ہر قسم کے ڈر اور خوف
سے بے خطر ہو جائے گا۔ اسے کوئی خوف اور ڈر نہ ہو گا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۔ بے شک
اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ
ہو اسے کوئی ڈر اور خوف نہیں ہوتا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا
فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ
سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝
(پ۲۱، رکوع ۲)

اور جنہوں نے ہماری راہ
میں کوشش کی ضرور ہم
انہیں اپنے راستے دکھا
دیں گے اور بے شک
اللہ تعالیٰ نیکوں کے ساتھ
ہے۔

حضرات! اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ میں فرمایا گیا کہ
اللہ کے ولی تیسرے پارے میں فرمایا۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۔
(پ۳، رکوع ۱)

اللہ والی ہے مسلمانوں
کا انہیں اندھیریوں سے
نور کی طرف نکالتا ہے۔

اس میں فرمایا گیا ہے۔ ولیوں کا اللہ پہلی آیہ کریمہ
فرمایا گیا اللہ کے ولی کیا مطلب کہ اللہ ولیوں کا ولی اللہ
کے۔ وہ ان کا۔ یہ اس کے جو وہ کہتا ہے وہ یہ مانتے ہیں
پھر جو یہ کہتے ہیں۔ وہ مالک بھی مان لیتا ہے۔ ان کی
زندگی احکام الٰہیہ کی صحیح تصویر ہوتی ہے۔ ان کی سیرت
فرمانِ خداوندی کا عملی نمونہ ہوتی ہے ــــــ
ان کے احوال و اعمال فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کے مطابق ہوتے ہیں۔ ان کی نشست و برخاست
سُنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آئینہ دار ہوتی ہے۔
حضراتِ محترم! ان مقبولانِ بارگاہ الٰہی میں شیخ
الشیوخ عالم، سید السالکین، سلطان التارکین، زبدۃ الانبیا
حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بھی
ہیں۔ جن کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔

جو کھٹ یہ سر جھکا کے یہ پڑھتے ہیں سب مرید
اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید

کسی نے یوں کہا:

جنت عرش پر ہے برحق ! !
در اُس کا تیرے قدموں میں ہے بابا فرید

کسی نے یوں کہا:

دامن تہی ہے نہ گدا لئے درِ حضور
اے زہد انبیاء گلِ بستان اولیاء

کسی نے یوں کہا،

رحمتوں کی نوید گنج شکر — فرد ہو کر فرید گنج شکر
کملی والے نے آپ فرمایا — جنتوں کی کلید گنج شکر
جھولیاں سب کی پل میں بھرتے ہیں — میرے بابا فرید گنج شکر
چھوڑ کر تیرا در کہاں جائیں — ترے در کے مرید گنج شکر

کسی نے یوں کہا،

اِک چشمۂ انوار ہدیٰ ذات شکر گنج
دیتے ہیں ضیاء دہر کو لمعات شکر گنج
اللہ غنی زہد و ریاضات شکر گنج !
اللہ غنی کشف و کرامات شکر گنج

پیدائش: آپ کی ولادت ۲۹ شعبان المعظم ۵۶۹ھ کو قصبہ کھوتوال میں ہوئی۔

اسمِ گرامی: آپ کا اسم گرامی مسعود رکھا گیا۔

لقب: فریدالدین آپ کا لقب ہے۔

ولادت سے پہلے: خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ابھی والدہ کے شکم میں تھے۔ کہ ایک دن آپکی والدہ ماجدہ کو بیروں کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ پڑوس میں ایک ہمسایہ کے ہاں بیری کا درخت تھا۔ انہوں نے بلا اجازت مالک کے دو چار بیر اس درخت سے توڑ کر کھانا چاہے۔ آپ نے پیٹ کے اندر ایسی بیقراری کی کہ وہ بیر ان کے ہاتھ سے گر پڑے اور دردِ شکم کی وجہ سے وہ بیتاب ہو کر گھر لوٹ آئیں۔ جب خواجہ صاحب بڑے ہوئے تو ایک بار آپ کی والدہ نے آپ سے فرمایا کہ میں نے تمہارے حمل میں کبھی کسی مشکوک شئے کی جانب ہاتھ نہیں بڑھایا۔ آپ نے عرض کی کہ ایک مرتبہ آپ بلا اجازت مالک کی بیری کے بیر کھانا چاہتی تھیں۔ میں نے بیقراری کر کے آپ کو اس سے بچایا۔ چنانچہ والدہ یہ سن کر بہت متعجب ہوئیں۔ کہ میں نے کبھی کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ مگر اسے کیسے معلوم ہو گیا اور یہ میرا بیٹا کہتا بالکل سچ ہے۔ یقیناً یہ ولی اللہ ہے۔

گنج شکر کی وجہ تسمیہ: ایک مرتبہ ایک سوداگر اپنے گدھوں پر شکر لادے بابا فرید کے پاس سے گزرا آپ

نے اس سوداگر سے تھوڑی سی شکر مانگی۔ اس سوداگر نے کہا کہ اس میں شکر نہیں ہے بلکہ نمک ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا چلو خیر نمک ہی ہوگا چنانچہ جب اس نے اپنے مقام پر آکر اپنی شکر کی بوریوں کو کھولا تو ان سب میں نمک ہی نمک پایا۔ یہ دیکھ کر وہ دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ للہ دعا کیجیے یہ نمک شکر ہو جائے۔ پھر آپ نے دعا کی تو وہ سب نمک شکر ہو گیا۔ وہ سوداگر کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کا معتقد ہو گیا۔ بعض کتب میں یوں لکھا ہے کہ آپ کو بچپن ہی سے میٹھی چیز سے بہت رغبت تھی۔ آپ کی والدہ نماز پڑھتے وقت ایک شکر کی پڑیا آپ کے مصلے کے نیچے رکھ دیتی تھیں۔ جسے سلام پھیرنے کے بعد آپ روزانہ مصلیٰ اٹھا کر شکر کی پڑیا لے لیتے۔ چنانچہ ایک دن آپ کی والدہ وہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں۔ آپ نے حسب عادت جو مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا تو شکر نہ ملی مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد غائب سے آپ کے پاس شکر کی پڑیا آ پہنچی۔ اس پر آپ نے اپنی والدہ سے عرض کی امی جان آج تم تو شکر رکھنا بھول گئیں۔ لیکن میرے پروردگار نے مجھے عنایت فرما دی۔ انہوں نے یہ سن کر آپ کو دعا دی اور فرمایا۔ بیٹا خدا تعالیٰ تجھے سلامت رکھے۔ انشاء اللہ تو مصری کی طرح شیریں رہے گا۔ اس وجہ سے آپ کا لقب گنج شکر ہوا۔

جوگی قدموں میں

خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور سے اجودھن پہنچے جو اس وقت ایک غیر معروف قصبہ تھا۔ یہاں ایک زبردست اور صاحب استدراج جادوگر رہتا تھا۔ قصبہ والے اسے ایک کامل فقیر سمجھتے اور مانتے تھے۔ آٹھ روز تک وہ بغیر کچھ کھائے پیئے جیتا اور آٹھویں روز صرف گائے کا دودھ پیتا تھا۔ جو اہل قصبہ اس کے لئے لے جاتے اور کافی منت و خوشامد کے بعد اسے پلاتے۔ اس میں کمال یہ تھا کہ قصبہ والے اس کے پاس جتنا دودھ بھی لاتے وہ پی جاتا۔ جسے دم بھی کرتا تھا۔ اور اس کے چیلے بھی بہت زیادہ تھے۔ لیکن اسی فکر میں رہتا کہ کسی مسلمان فقیر اہل کمال سے ملے تاکہ جو مقامات ابھی باقی رہ گئے ہیں ان کو بھی طے کر لے۔ چنانچہ جب آپ وہاں قیام پذیر ہوئے اور مخلوق خدا آپ کی طرف متوجہ ہوئی۔ تو اس جوگی کو خبر ہوئی جس کا نام سنبھوناتھ تھا۔ کہ اس قصبہ میں ایک مسلمان فقیر آیا ہوا ہے جس کا لوگوں میں بہت شہرہ ہے۔ وہ یہ سن کر اپنے بیٹوں چیلوں اور شاگردوں کو ساتھ لے کر اور دل میں یہ ٹھان کر آپ کی طرف چلا کہ اگر وہ فقیر کامل ہوگا تو میرے کان کے دونوں مندرے اس کے روبرو ٹوٹ کر گر پڑیں گے اگر ایسا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ وہ واقعی کامل ہے۔ ورنہ ناقص

اور ناقص فقیروں سے ملنا لاحاصل ہے۔ چنانچہ جب وہ آپ کے سامنے گیا تو آپ نے نورِ باطن سے اس کے دلی خیال کو معلوم کر لیا اور مندروں کو دیکھا پس آپ کی نظر کا یہ اثر ہوا کہ دونوں مندرے خود بخود اس کے کان سے ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے یہ دیکھ کر اس کے دل میں خطرہ گزرا کہ اگر یہ مندرے زمین میں گڑ کر ٹہنیاں پیدا کر لائیں تو میں جانوں۔ آپ نے اس کے اس خطرے سے بھی آگاہ ہو کر وہ دونوں مندرے اپنے مبارک ہاتھوں سے اٹھا کر زمین میں دبا دیئے قدرتِ خدا سے تھوڑی ہی دیر میں وہ اگ آئے اور شاخیں لائے۔ یہ دیکھ کر وہ دل میں آپ کا معتقد ہو گیا اور عرض کرنے لگا ابھی بات اور باقی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کیا بات ہے اس نے کہا کہ میں چھپتا ہوں اگر آپ مجھ کو ڈھونڈ نکالیں تو پھر اپنا چیلہ بنا لیں یہ کہہ کر اس نے زمین پر لیٹ کر چادر اوڑھ لی اور اس کی روح قالب سے پرواز کر کے عالمِ بالا پر پہنچی لوگوں نے جو چادر اٹھائی تو اس کو مُردہ پایا۔ آپ نے اس کا یہ حال دیکھ کر مراقبہ فرمایا تو اس جوگی کی روح عالمِ ملکوت تک جا چکی تھی کہ آپ کی روحِ مبارک نے اس کو جا دبایا اور کہا خبردار آگے قدم نہ رکھنا اپنی حد سے نہ گزرنا کیونکہ وہ مقام اہلِ ایمان کا ہے اور تو اس سے انجان ہے۔ یہاں تک تیرا پہنچنا بھی صرف اس وجہ

سے ہوا کہ تو اسلام سے محبت رکھتا اور اہلِ اسلام کی تعظیم کرتا ہے۔ چنانچہ جب اس کی روح اس مقام سے واپس ہو کر قالب میں آئی تو وہ اٹھ بیٹھا ادھر آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا ادھر وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور آپ کا معتقد ہو کر سچے دل سے کلمہ پڑھ کر اپنے تمام چیلوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ اپنے چیلوں کے ساتھ آپ کا مرید ہو کر چند دن آپ کی خدمت میں رہ کر تکمیلِ علمِ الٰہی میں مصروف رہا بعد میں آپ نے اس کو ملک سیوستان کا شاہِ ولایت بنا کر مع چیلوں کے رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ جوگی اور اس کے تمام چیلے وقت کے ولی کامل ہوئے۔

حسن نامی قوال

حسن نامی قوال: ایک دن حسن نامی قوال خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنے لگا۔ کہ مجھے حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا کی زیارت بہت شوق ہے اگر آپ اجازت دیں تو ملتان جا کر شیخ کے دیدار فیض سے مشرف ہو آؤں۔ آپ نے فرمایا جا۔ مگر خبردار بے ادبی نہ کرنا ہر وقت ان کے جلال سے ڈرتے رہنا۔

چنانچہ جب وہ ملتان آ کر شیخ کی خانقاہ پر آیا تو یہاں بڑا جاہ و حشم دیکھا کہ مکان عالیشان ہے۔ دروازے پر خدام موجود ہیں۔ جو بلا حکم کسی کو اندر نہیں جانے دیتے

اس نے ان کو اپنا نام بتایا اور انہوں نے شیخ سے اجازت
حاصل کر کے اسے اندر جانے دیا وہاں جا کر کیا دیکھتا ہے
کہ قاقم و دیبا کا فرش بچھا ہوا ہے اور اس فرش پر ایک
پلنگ جو کہ مخمل رومی کے تکیوں سے آراستہ ہے رکھا ہے
اسی پلنگ پر نہایت عظمت و شان کے ساتھ حضرت
شیخ بہاؤ الدین زکریا رونق افروز ہیں ۔ یہ سامان دیکھ کر
اس کے دل میں خطرہ گزرا کہ فقیر تو بس بابا فرید ہیں ۔
حقیقت میں فقیری تو انہی کے گھر ہے ۔ جہاں ایک لوٹے
کے سوا دوسرا بوریا نہیں ہے ۔ یہ کیسی فقیری ہے جس میں
تمام دنیا کے آرائش کے سامان موجود ہیں ۔ حضرت شیخ
نور باطن سے اس کے دل کی بات کو جان گئے ۔ اور
بولے کیوں او بے ادب تجھ سے بھائی فرید نے چلتے وقت
یہ نہیں کہا تھا کہ خبردار بے ادبی نہ کرنا تو نے ان کی
نصیحت بھلا دی ۔ یہ کہہ کر چاہا کہ اس کو اٹھا کر مکان کے
باہر پھینک دیں ۔ لیکن حضرت بابا فرید کا ہاتھ درمیان
میں آ گیا ۔ شیخ نے کئی بار اس کا ارادہ کیا اور ہر بار آپ
کا ہاتھ آڑے آیا اور آواز آئی ' اے حسن تو نے یہ ہاتھ پہچانا
حسن اس آواز کو سن کر خوش ہو گیا اور بولا قربان اس ہاتھ
کے اگر یہ ہاتھ نہ ہوتا تو میں کب کا مر چکا ہوتا ۔ یہ دیکھ کر شیخ
کو اس پر رحم آیا اور اس کی بے ادبی کو معاف فرما دیا ۔

بیت المقدس نظر آ گیا : ایک دفعہ درویشوں کا
ایک گروہ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ آپ کو بغور دیکھنے لگے ۔
اس وقت آپ مراقبے میں تھے ۔ جب فارغ ہوئے تو
ان درویشوں نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو ہر روز
بیت المقدس میں جھاڑو دیتے دیکھا ہے اور آپ نے
ہمیں اپنا نام فریدالدین گنج شکر بتایا تھا ۔ آپ نے سر
اٹھایا اور فرمایا کہ کیا ہمارا تم سے یہ عہد نہیں تھا کہ اس کا
کسی سے تذکرہ نہ کرنا تم نے وہ عہد فراموش کر دیا یاد
رکھو کہ مردانِ خدا جہاں ہیں وہیں کعبہ ہے اور وہیں
بیت المقدس وہیں عرش ہے ۔ وہیں کرسی خدا تعالیٰ
کی تمام پیدا کی ہوئی چیزیں ہر وقت ان کے روبرو ہیں
مگر ان کی توجہ صرف خدا ہی کی طرف رہتی ہے ۔ یقین نہیں
ہے تو آنکھیں بند کرو اور دیکھ لو انہوں نے آنکھیں بند
کر کے تھوڑی دیر بعد کھول کر کہا واللہ قسم خدا کی ہم
نے بیت المقدس کو بچشم خود یہاں دیکھ لیا ۔ اس کے بعد
وہ سب آپ کے مرید ہو گئے ۔

زمین بول اٹھی : ایک دفعہ حضرت خواجہ فریدالدین
مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خریدی ہوئی زمین پر

ایک شخص نے ملکیت کا دعویٰ کیا۔ حاکم دیپال پور نے طلب
کیا اور کہا کہ قصبہ والوں سے تحقیق کر لو۔ آپ نے فرمایا کہ اس
گم دل شکستہ سے کہو کہ ہمارے پاس نہ سند ہے اور نہ کوئی
گواہ۔ اگر اعتبار نہیں تو زمین سے خود پوچھ لے ہزارہا لوگوں
کے سامنے زمین نے گواہی دی کہ میں فرید الدین کی ملکیت
ہوں۔ پہلے تو حاکم متعجب ہوا پھر گرا اور گردن ٹوٹ
گئی جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

بہشتی دروازہ: حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر
رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ۶۸۸ھ میں حضرت خواجہ نظام الدین
اولیاء اور حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہما نے تعمیر کروایا تھا۔ وہ
اپنے ساتھ دہلی سے ۲۰۰ حفاظ قرآن لے گئے تھے۔ ہر اینٹ
پر ایک بار قرآن شریف پڑھ کر دم کیا گیا۔ اس کے بعد
ان ہی دم شدہ اینٹوں سے مزار کی تعمیر کی گئی۔ فوائد الفوائد
میں ہے کہ تعمیر کے آخری ایام میں خواجہ نظام الدین اولیاء
کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں ملے اور
فرمایا نظام الدین تو نے بہت اچھا کیا۔ جو اپنے مرشد
کا مزار اتنے ذوق و شوق سے بنوایا اور ایک ایک اینٹ
پر ختم قرآن مجید کرا دیا۔ ہم تجھ سے بہت خوش ہیں۔ جنوبی
دروازے کا نام بہشتی دروازہ رکھنا اور اعلان کر دو کہ
جو شخص اس دروازے میں سے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ

اِلَیْکَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ ۝ ترجمہ: اے اللہ
میں ہر گناہ سے سچی توبہ کرتا ہوں۔
پڑھ کر گزرے گا حق تعالیٰ اسے جنت سے سرفراز فرمائے
گا۔ بشرطیکہ آئندہ گناہوں سے توبہ کرے اور پابند
صوم و صلوٰۃ رہے۔
(سوانح حیات حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ)

جنت عرش بریں ہے بر حق!!
در اس کا تیرے قدموں میں ہے بابا فرید

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝